زوال حیدرآباد اور پولس ایکشن

از

محمد مظہر الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو حیدرآباد پر پولیس ایکشن کے نام سے فوج کشی کی گئی۔ تقریباً ۵ لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ عورتیں بیوہ ہوئیں، نوجوان شہید ہوئے ظالموں نے معصوم بچوں، ضعیف العمر لوگوں اور عورتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہزاروں عورتیں اپنی عصمت بچانے کے لئے ندیوں اور باولیوں میں کود کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

اس کتاب میں پولیس ایکشن سے قبل کی سردار پٹیل سے حیدرآباد پر حملے اور قبضہ تک کے واقعات درج ہیں۔

دکن کی تاریخ قائد ملت کے ذکر کے بغیر نہ شروع ہو سکتی ہے نہ ختم ہو سکتی ہے۔

صفحہ ۷ سے ۸ تک صفحہ ۱۲، ۱۵، ۱۹، ۲۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۱۸ سے ۱۲۰ تک قائد ملت کا ذکر اور ان کے ارشادات کے حوالے شریک کتاب ہیں۔

زوالِ حیدرآباد اور پولیس ایکشن

اُس آنسو کے نام جو سقوطِ حیدرآباد پر
بُلبلِ ہند سروجنی نائیڈو کی آنکھ سے ٹپکا

محمد مظہر الدین

Rs. 6/-

اس کتاب میں!

سلطنت اسلامیہ آصفیہ حیدرآباد کا عظیم تر آزاد موقف ● حیدرآباد اور ہندیونین میں مساویانہ معاہدہ قاسم رضوی کا عظیم کارنامہ ● عالم اسلام کی حمایت ● مفتی اعظم فلسطین کا اعلان ● پنڈت نہرو، سردار پٹیل، میر لائق علی اور قاسم رضوی کے اہم تقاریر ● کل ہند کانگریس کے خفیہ اجلاس میں "کے یم منشی" کے منصوبے ● ہندو مسلم اتحاد ● اسقوط عامہ کو قبول کرنے سے ہندوستان کا گریز ● ہند کے تباہ حال مسلمانوں کی آمد ● حیدرآباد کے خلاف شر انگیزی ● معاشی ناکہ بندی ● سڈنی کاٹن کا کارنامہ ● حیدرآباد کی آزادی ناقابل شکست دارالعوام میں "چرچل" کی بحث ● برطانوی اور ہند پارلیمنٹ کے اہم مباحث ● اقوام متحدہ میں مقدمہ ● درباری سازش ● قائداعظم کی رحلت، ہندوستانی افواج کا حملہ ● کمانڈر العیدروس کی غداری ● رضاکاروں کی حب الوطنی ● صیانتی کونسل کے خصوصی اجلاس کی طلبی ● کے یم منشی کے مشورہ پر حضور نظام کا اعلان جنگ بندی ● نوسو سالہ مسلم اقتدار کا خاتمہ ● ہند کا فوجی قبضہ ● حیدرآباد کی خونریز تباہی ● سید محمد قاسم رضوی کا مجاہدانہ کردار اور دیگر مستند تاریخی واقعات۔

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ
وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝

العظمت اللہ

زوالِ حیدرآباد اور پولیس ایکشن

سلطنت اسلامیہ آصفیہ کا آزادانہ موقف۔ حیدرآباد اور ہندیونین کے مابین معاہدہ دنیائے اسلامی کی تائید۔ سردار پٹیل، پنڈت نہرو میر لایق علی کے اہم تقاریر۔ برطانوی پارلیمنٹ کے مباحث انڈین یونین کا فوجی حملہ۔ سقوط دکن کی درباری سازش اور مجاہد حریت سید محمد قاسم رضوی کی حب الوطنی کا تاریخی مواد۔

انتساب

کئی ماہ کی دوڑ دھوپ و شب بیداری اور انتھک محنت سے مرتبہ اس کتاب کو منسوب کرتا ہوں اُس آنسوں کے نام جو سقوط حیدرآباد پر دکن کی سیوت آزادی ہند کی عظیم رہنما بلبل ہند سروجنی نائیڈو گورنر یوپی کی آنکھ سے ٹپکا ——— آزاد حیدرآباد کی اس محب وطن نے بھیگی پلکوں اور لرزتے ہونٹوں سے کہا تھا!

"میں اپنے وطن کی شکست پر ماتم کناں ہوں مجھے دکھ ہے کہ میرے ملک کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔"

مؤلف :- محمد مظہر الدین (مظہر ملت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد دکن کا ناقابل تسخیر عظیم تر اور آزاد تر ماضی۔

تمہید

دکن جو کسی زمانہ میں نہ صرف تاریخی تمدن کا گہوارہ تھی بلکہ جس کے آثار ماقبل تاریخ کا بھی پتہ دیتے ہیں۔ جس کا عروج "بہمنی" اور "بریدشاہی" سلاطین کے شاندار کارناموں سے ہوتا ہے، جس نے شمالی ہند کی زبردست سلطنتوں کی مسلسل یورشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمیشہ اپنی علحدہ سلطنت اور وجود کو برقرار رکھا۔

حیدرآباد دکن (گولکنڈہ) کی عظیم الشان قطب شاہی سلطنت کو زیر کرنے کے لئے ہندوستان کی عظیم تر "مغلیہ" حکومت بار بار حملہ آور ہوتی رہی لیکن ـــ حیدرآباد پر قبضہ کے لئے ہندوستانی فوجوں کو اس وقت تک کامیابی نہیں ہوئی تاوقتیکہ خود حیدرآباد کے کمانڈر میجر جنرل اور درباری حکومت ہند سے ساز باز کر کے غداری نہیں کی۔

۲۱ ستمبر ۱۶۸۷ء کو سازش کے طفیل حیدرآباد کی آزاد اور خودمختار سلطنت کو اپنی حکومت کا جز بنانے والی ہندوستانی کی طاقتور سلطنت کا آخر کا شیرازہ بکھرا تو دکن کے "مغل" صوبہ دار،

اٹھارہویں عیسوی کے مشہور مدبر حضرت مغفرت مآب نظام الملک میر قلیچ خاں "آصف جاہ اول" میر قمرالدین خاں نے کسی غیر کی مدد کے بغیر بفضل ایزدی دکن میں ـــــــ ایک ہزار سالہ مسلم اقتدار کو بچانے کے لئے ۱۷۲۴ء میں حیدرآباد دکن کی آزاد و خودمختار عظیم الشان آصفی سلطنت قائم کی۔

اور اس طرح حیدرآباد دکن کی سابقہ عظمت اور وحدت پھر ایک مرتبہ عود کر آئی" ۔ شاہان آصفیہ کے زیر نگیں حیدرآباد میں انتہائی عظیم الشان ہر جہتی ترقیاں ہوئیں۔ بہت سی باتوں میں حیدرآباد نے پورے مشرق کی رہنمائی کی اور خاص کر ۔ تاجدار دکن اعلیحضرت جلالتہ الملک حضور نظام نواب میر عثمان علی خاں بہادر سلطان العلوم آصفجاہ سابع کی سرپرستی میں نہ صرف علم و ہنر کی شعائیں تمام دکن اور سارے برطانوی ہندوستان میں پھیل گئیں بلکہ "ہر لحاظ سلطنت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد دکن دنیا کی تمام سلطنتوں سے بڑھ چڑھ کر رہی" ۔ رواداری ۔ خانوادہ آصفیہ کی رواداری اور بے تعصبی ضرب المثل رہی جس کے بہی خواہ ہی نہیں بلکہ عیب جو اور دشمن بھی معترف ہیں ۔ دولت آصفیہ اسلامیہ میں معاش کے تقریباً تمام ذرایع ہندوؤں کے قبضہ میں رہے زراعت و تجارت ان کی رہی خود حکومت کے دیہی عمال تقریباً تمامتر ہندو ہی رہے اور مسلمانوں نے صرف سرکاری ملازمت پر ہی قناعت کی لیکن مسلمانوں کے لئے کوئی سیول عہدہ موروثی نہیں تھا جب کہ دیہی عہدوں پر ہندوؤں کو موروثی طور پر برقرار رکھا گیا۔

مذہبی رواداری | مذہبی رواداری کا یہ عالم تھا کہ ہندوؤں کے مذہبی جذبات کے احترام کی خاطر حکمران طبقہ گائے کی قربانی سے محروم کیا گیا ۔ سکھوں کی خاطر ضلع "ناندیڑ" کی قدیم عیدگاہ کو حضور نظام کے حکم سے بند کر دیا گیا۔ اور ایک قبر کی جگہ پر غیر مسلموں نے اپنی زمین کا ادعاء پیش کیا تو مسلمان بزرگ کی نعش کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ اسی مطلق العنان شخصی دور حکومت میں ہندوؤں کے مذہبی مقامات عبادت

کا اسی طرح احترام کیا جاتا جس طرح مساجد کا ـــــــ سرکاری عمارات کے پہلو میں تعمیر کے وقت اگر دیول بھی آجائے تو نمایاں بدنمائی کے باوجود اس کو ہٹایا نہیں جاتا چنانچہ ہائی کورٹ کی عالی شان عمارت کے دونوں پہلوؤں میں دیول کو نہ صرف قائم رکھا گیا بلکہ اس کی توسیع کی گئی حالانکہ ہندو مذہب کے لحاظ سے مقررہ رسم ادا کر کے دیول کو دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا تھا۔ مگر اقتدار و حکمرانی کے زرین اصولوں اور رواداری کی خاطر ایسا نہیں کیا۔ مسلمانوں کے مذہبی خدمات قضاوت درگاہ جات دعا شور خانوں کی کمی۔ معاشیں ہندوؤں کے نام بحال رکھی گئیں۔ مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں کے آثار قدیمہ کی حفاظت پر رقم خرچ کی جاتی ـــــ مساجد سے زیادہ مندروں کے تعمیر کی اجازت دی جاتی چنانچہ من ابتدائے ۱۳۳۸ فصلی لغایتہ ۱۳۴۱ف " ۳۹۲" منادر اور "۱۹۳" مساجد تعمیر ہوئے ـــــ (رپورٹ امور مذہبی)

ایک ذی اثر شخص نے ایک لاوارث پست قوم کی لڑکی کی عصمت ریزی کی تو ایک مسلمان جوان پولیس سے لے کر ایک مسلمان جج ہائی کورٹ نے اس لاوارث لڑکی کی اس طرح تائید و حمایت کی کہ شائد اس کے ہم قوم بھی نہ کرتے چنانچہ شخص مذکور کو نواب ناظر یار جنگ معزز جج ہائی کورٹ نے طویل قید سخت کی سزا دی۔ جب کہ آج کے جمہوری دور میں تقریباً روزانہ کتنی ہی معصوم لڑکیوں کی عصمت ریزی منتری سے لے کر سنتری تک کرتے ہیں اور سزا سے بچے رہتے ہیں۔"

سفارش، رشوت عہدہ اور حکومت کا اثر کام کرتا ہے ـــ "حیدرآباد کے شخصی دور حکومت کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے پہلی بار "عدلیہ" کو "عاملہ" سے علیحدہ علحدہ کر کے ہندوستان اور دیگر ممالک کے لئے عظیم رہنمائی کی۔"

مسلمان جو دکن میں سات سو سال سے زاید حکمرانی کرتے آئے ہیں رواداری کے پیش نظر ان تمام تر مراعات پر کبھی کوئی تعرض نہیں کیا کیوں کہ ہم مسلمانوں نے دکن کی ہندو رعایا کو کبھی الگ نہیں سمجھا۔ دکن میں مسلمان اور ہندو حقیقی معنوں میں شیر و شکر کی طرح میل ملاپ کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، کسی ہندو کو مسلمانوں اور کسی مسلمان کو ہندوؤں سے ہندو یا مسلمان ہونے کی بناء پر کوئی شکایت کبھی نہیں ہوئی۔

آزاد حیدرآباد کا سیاسی موقف ہندوستان کی اکثر ریاستیں انگریزوں کا عطیہ یا سیاسی لین دین کی بناء پر وجود میں آئیں، اور ان کے استحکام و بقا کا انحصار بالکلیہ انگریزوں پر ہی رہا جب کہ برطانوی حکومت نے حیدرآباد کی کبھی مدافعت نہیں کی بلکہ حیدرآباد نے برطانوی حکومت کی مدافعت اور حفاظت کی، جب کبھی انگریزوں پر برا وقت آیا حیدرآباد نے اپنی فوج اور دولت سے مدد کی۔ "حیدرآباد کی تاریخ اور روایات نے بطور خاص اپنے اقتدار اعلیٰ کو دیگر ریاستوں کے مقابلہ میں ممتاز رکھا۔"

ہندوستان میں برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر ہونے والی تبدیلیوں پر ریاستوں کے موقف کو "قرطاس ابیض" کے ذریعہ ۱۲/مئی ۱۹۴۶ء کی تجاویز میں تاج برطانیہ نے بالکلیہ واضح کر دیا کہ اقتدار اعلیٰ کی حیثیت سے حکومت برطانیہ کو جو اختیارات حاصل ہیں، اسے وہ برطانوی ہند کی کسی حکومت کے حوالہ نہیں کرے گی اور ریاستیں[1] یا اختیار ہوگی کہ وہ کل ہند مرکز سے وابستہ رہیں یا علحدہ ــــ حیدرآباد اپنی ممتاز سیاسی حیثیت کے لحاظ سے بدرجہ اولیٰ اس سے مستثنیٰ ہوگا کہ کل ہند مرکز کا جز بن جائے۔

تاج برطانیہ سے مساویانہ تعلقات اس میں شک نہیں کہ اکثر

---

[1] مسٹر جواہر لال نہرو نے بھی مجلس دستور ساز میں کہا تھا کہ ریاست کے عوام خاص طور حکومت اختیار کرنا چاہیں خواہ شاہی طرز حکومت ہی کیوں نہ ہو، انہیں کامل آزادی حاصل رہے گی۔ (صحیفہ دکن) ۱۶ر دسمبر ۱۹۴۶ء

دیسی ریاستوں سے انگریزوں کے جو معاہدات ہوئے ہیں ان میں اتحاد و عمل کے الفاظ برتے گئے ہیں لیکن حیدرآباد اپنے برابر کے معاہدوں رقبہ کی وسعتوں کثرت آبادی دولت کی فراوانی اور امور دفاع و خارجہ اور مواصلات (ڈاک، سکہ و ریلوے اور دیگر داخلی امور) کی موجودگی میں ایک آزاد اور خود مختار مملکت و سیاسی وحدت ہے جس کے تاج برطانیہ سے تعلقات مساویانہ حلیف اور "یار وفادار" کے رہیں ہیں۔

ہمارے مقبوضات

حیدرآباد جو اپنی افواج کی زیادتی اور عصری اجری اسلحہ کے اضافہ میں بالکلیہ آزاد رہا ہے امدادی افواج کے مصارف کی پابجائی کے لئے اپنے چند علاقے اضلاع بھیلی پٹم، نظام پٹم، شمالی سرکار، راجمندری، ایلور، مصطفےٰ نگر گنٹور، کڑپہ، کرنول، بالا گھاٹ، کرناٹک، ارکاٹ، بیجاپور، بھدراچلم اور علاقہ برار وغیرہ کو معاہدات کے ذریعہ برطانوی حکومت کے تفویض کئے جن کی حیثیت مخرو الخدمت جاگیرات اور مفوضہ (قول) کی ہیں۔ معاہدات کے ذریعہ طے پایا کہ متذکرہ مفوضہ علاقوں کا نذرانہ و خراج سالانہ داخل خزانہ اعلیٰحضرت حضور نظام ہوا کرے گا۔ چنانچہ ایک سابق ریذیڈنٹ مسٹر "بارٹن" نے ایک کتاب (انڈین پراونس) میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اضلاع مفوضہ کی ایک کثیر رقم حیدرآباد کو برطانیہ کی جانب سے واجب الوصول قرار پائی لیکن "گول میز کانفرنس" کے دوران میں حیدرآباد نے وہ بقایاجات معاف کر دئے بقایہ کا معاف کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ حیدرآباد ان علاقوں کا مالک اور مقتدر اعلیٰ ہے۔ معاہدہ برابر ۲۴/ اگست ۱۹۳۳ء میں بھی حکومت برطانیہ نے حکومت حیدرآباد اسلامیہ دامت اقبالہ کی مالکی تسلیم کیا ہے۔

قائدِ ملت کا اعلان اس ٹھوس حقیقت کی بناء پر حضرت قائدِ ملت نواب بہادر یار جنگ علیہ رحمہ نے مارچ ۱۹۴۳ء میں یوم خود مختاری کے موقع پر اعلان کیا کہ مملکت آصفیہ اسلامیہ کے مقبوضات کی واپسی کے بعد ہمارے حدود اس قسم کے ہوں گے کہ

ہم مشرق میں خلیج بنگال پر وضو کریں گے۔

جنوب میں سلطانہ شہید کی مزار پر فاتحہ پڑھیں گے، اور شمال میں واردھا کی سرحدوں پر کھڑا ہو کر گاندھی جی کو نمسکار کریں گے،

یہ مطالبہ نہیں بلکہ ہمارا حق ہے۔ برطانوی "پریوی کونسل" نے بھی ایک مقدمہ کے فیصلہ میں کہا کہ —

حیدرآباد کو قانونی اقتدار اعلیٰ حاصل ہے برطانیہ اور حیدرآباد دونوں اپنی اپنی حد تک ایک دوسرے کی سیادت یا برتری سے قطعی طور پر مبرا اور آزاد ہیں۔

مشہور وائسرے ہند "لارڈ ڈلہوزی" نے ۲۷ مئی ۱۸۵۱ء میں جو نوٹ مرتب کیا اس میں مملکت حیدرآباد آصفیہ اسلامیہ کی خود مختاری کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا کہ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ نظام خود مختار ہیں معاہدات کے ذریعہ ہم خود کو پابند کر چکے ہیں کہ ہم ان کی حفاظت کریں گے۔

احسان فراموشی مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا جب حیدرآباد پر مصیبت آئی تو اس احسان فراموش قوم نے عمل کچھ نہیں کیا جبکہ حیدرآباد کی دولت برطانیہ کے برے وقتوں میں کام آئی یورپ کی جنگوں اور خاص کر دوسری جنگ عظیم میں اعلیٰحضرت حضور نظام خسرو دکن ویراد کی فوجوں نے ایک عظیم جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یورپ کے میدانوں میں جان کی بازی لگا کر برطانیہ کو تباہ ہونے سے بچایا، حیدرآباد کے کتنے

ہی بہادر سپوتوں کی لاشیں بے گور و کفن یورپ کے میدانوں میں پڑی رہیں۔ ہندوستان سے "رفع" ہوتے وقت حکومت برطانیہ کو "یارِ وفادار" کی معنویت اور حکومت حیدرآباد کے احسانات یاد نہ رہے ہم نے دوستی کی خاطر وہ سب کچھ کیا جو کرنا تھا، لیکن اس کے بدلہ میں ہم کو کیا ملا دنیا واقف ہے اور یہ بھی جانتی ہے کہ "ہم نے جس سے بھی معاہدہ کیا اس کو نباہ یا"۔

جغرافیائی موقف گو کہ دولتِ آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد دکن چاروں طرف سے ہندیونین میں گھری ہوئی تھی جو اس کے لئے کوئی نئی بات نہیں کیوں کہ وہ حضرت آصف جاہ اول کے عہد میں بھی اسی طرح گھری ہوئی تھی مگر اس نے حملہ آوروں کی بھرپور مدافعت بھی کی اور غنیموں کو پسپا بھی کیا، کبھی ان پر حملہ کیا کبھی ان سے صلح کی۔ کبھی کسی کو باجگذار بنایا کبھی کسی سے معاہدات کرکے اپنی وحدت و خود مختاری کو باقی رکھا۔

"اگر معاہدات کی پابندی کی کوئی وقعت
نہیں رکھی گئی تو دنیا میں کبھی کسی حکومت کو اطمینان
نصیب نہیں ہوسکتا۔"

محمد مظہر الدین

باسمہ سبحانہ

برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر آزاد ہندوستان اور آزاد حیدرآباد کے مابین معاہدہ انتظام جاریہ اور گفت و شنید کا پس منظر تفصیلات

برطانیہ عظمیٰ کا منشور آزادی "انڈیا بل" ۱۹۴۶ء کے تحت اعلیحضرت جلالتہ الملک حضور نظام میر عثمان علی خاں بہادر خسرو ملک دکن و برار نے ہندوستان سے برطانوی اقتدار اعلیٰ کے خاتمہ پر آزاد و کامل خود مختار رہنے کا اعلان فرمایا اور اس امر کا فرمان صادر کیا کہ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کے بعد "جس طرح بھارت اور پاکستان آزاد و خود مختار مملکتیں ہیں اسی طرح حیدرآباد بھی ایک آزاد و خود مختار مملکت ہے، جو کسی بھی ڈومینین میں شرکت نہیں کرے گا۔"

سازش اور بدبختی | یہ حیدرآباد دکن کی بدبختی تھی کہ صدارت عظمیٰ کے

جلیل القدر عہدہ پر سر مرزا اسمٰعیل فائز کئے گئے جو غیر حیدرآبادی کے علاوہ کانگریسی خیالات کے تھے۔ سر مرزا نے ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے ہی سازش کی تھی اور اپنے آقاؤں کو تحریر دیدی تھی کہ حیدرآباد کو برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر انڈین یونین میں شریک کرادیں گے، اس سازش سے قائد اعظم واقف تھے۔ اسلئے سر مرزا کے تقرر پر قائد اعظم محمد علی جناح صدر مسلم لیگ نے عزت مآب زاہد حسین صدر المہام فینانس کے ذریعہ تحریری مخالفت کی اور پھر خود حیدرآباد تشریف لاکر اعلیحضرت حضور نظام سے بالمشافہ گفتگو کی پہلی ملاقات میں کچھ ایسی باتیں ہوئیں کہ قائد اعظم نے ایک ہفتہ قیام کے دوران دوبارہ ملاقات نہ کی۔ اسی دوران میں قائد اعظم نے سکندرآباد میں مسلمانوں کے ایک کثیر اجتماع کو مخاطب کیا۔ قائد اعظم کی تقریر کو اعلیحضرت نے اخباروں میں پڑھا تو بہت پسند فرمایا اور چاہتے تھے کہ قائد اعظم سے ملاقات کریں لیکن درباری سازش آڑے آگئی۔

درباری سازش (اس واقعہ کی تفصیلات کا سازشی اقرار خود ایک درباری نواب ہوش یار جنگ نے اپنی ایک تصنیف میں کرتے لکھا کہ۔ جب مسٹر جناح کی تقریر اعلیحضرت نے اخباروں میں پڑھی تو بہت پسند فرمائی چونکہ دوبارہ بالمشافہ ملاقات کا مسٹر جناح سے کوئی موقع باقی نہ رہا تھا اس لئے "مہر سکوت" توڑنے کا ایک ذریعہ تحریر کو قرار دیا اور ایک مسودہ اسٹاف کی آنکھوں کے سامنے مکمل کر لیا گیا جس میں (دیگر باتوں کے علاوہ) یہ بھی لکھدیا تھا کہ "جاتے وقت مل کر جائیے" جس پر میرے دماغ میں تھوڑی دیر کے لئے ایک "سناٹا" سا پیدا کردیا اور مجھے عرض کرنا پڑا کہ پیر و مرشد اعلیحضرت قدر قدرت کی شاہانہ خودداری کے یہ بالکل منافی ہے کہ ان سے ملنے کی خواہش کی جائے" رائے ہٹ "چند ساعت تو رہی پھر سوچے

اور نتیجہ یہہ ہوا کہ "وہ مسودہ مبیضہ" نہ ہو سکا شہید یار جنگ (ایک دوسرے درباری) بھی یہی چاہتے تھے انہوں نے بعد میں میرے مشورہ کی داد جیب سے دو روپیہ نکال کر دی، یہہ واقعہ ایک ایسی شام کا ہے اگر تنہائی ہوتی کوئی (نواب دین یار جنگ) اعلیحضرت کو ضرور یہہ مشورہ بھی دیتے کہ ملاقات بازدید کے حیلے سے "راک لینڈ" (جہاں قائد اعظم کا قیام تھا) پہونچ جائے تقریر کی داد بھی دیجئے اور پچھلی بدمزگی کو بھی دور کر لیجئے۔ یہہ مشورہ اتحادی گروپ کے منشاء کے مطابق ہوتا لیکن اس وقت ہم (ہوش یار جنگ اور شہید یار جنگ) وہاں موجود تھے ـــــ سر مرزا نے وزیر اعظم بننے کے بعد باب حکومت کا دستور بدلا تو سب سے پہلے زاہد حسین نے اس پر سخت نکتہ چینیاں کیں کہ زاہد حسین کو ان کی مدت مقررہ کی تنخواہ دیدی گئی اور سر مرزا صدر اعظم نے رخصتی دعوت کھلا کر فینانس وزیر کو رخصت کر دیا ـــــ اعلیحضرت نے باب حکومت میں ہندوؤں کے اضافہ کی سر مرزا اسمٰعیل کی تحریک کو مسترد کر دیا۔

اعلیحضرت کے خیالات میں تبدیلی شروع ہو گئی آخر نوبت یہاں تک پہونچی کہ ماہ مئی ۱۹۴۷ء میں سر مرزا بنگلور گئے تو وہیں سے مستعفی ہو گئے۔

بہر حال سر مرزا اسمٰعیل صدر اعظم کی ساز مشن اشکار ہوئیں تو مرزا جی تو مہینے ہی میں سبکدوش ہونے اپنے میکے بنگلور چلے گئے اور وہیں سے استعفا بھیج دیا۔

نواب صاحب چھتاری سر مرزا کے بعد نواب صاحب چھتاری کو وزارت اعظمیٰ پر دوبارہ فائز کیا گیا، نواب صاحب چھتاری اپنے گذشتہ چھ سالہ دور میں چاہتے تو حیدرآباد ایک بہت بڑی قوت بن سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حیدرآباد کے لئے کسی چیز کی کمی نہ تھی

اگر کمی تھی تو صرف باب حکومت میں ملک کے وفاداروں اور ایمان داروں کی جس کا شکوہ حضرت قائد ملت نواب بہادر جنگ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔

سازش کا دوسرا مرحلہ

ظل سبحانی جلالت الملک ہز مجسٹی حضور نظام نے حکومت ہند سے گفت و شنید کیلئے ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم بہادر کی قیادت میں ایک وفد جس میں سر والٹر ماڈنگٹن مشیر قانونی اور سر سلطان احمد شریک تھے اس ہدایت کے ساتھ مورخہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو دہلی روانہ کیا کہ "حیدرآباد کی آزادی و خود مختاری کو برقرار رکھتے ہوئے" امور خارجہ، دفاع اور مواصلات پر مساویانہ حیثیت سے معاہدہ کیا جائے۔ اسی بنیاد پر وفد اپنے ساتھ ایک تجویز جو کونسل کی متفقہ تھی لے کر دہلی گیا۔ گفت و شنید کے بعد انڈین یونین نے اس تجویز کو قطعی مسترد کرتے ہوئے حکومت ہند کا تیار کردہ ایک مسودہ معاہدہ حیدرآبادی وفد کے ہاتھ میں تھما دیا کہ وہ اس پر حضور نظام کے دستخط حاصل کر کے لائے۔

اس مسودہ معاہدہ پر جو شرکت اور غلامی کے مماثل تھا اس پر وفد نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔

منظہر الدین

اس تعلق سے نئی دہلی کی اطلاع ملاحظہ کیجئے جو اخبارات میں شائع ہوئی۔

حیدرآباد اور ہند یونین میں ایک معاہدہ کا امکان یونین کے مسودہ سے حیدرآبادی وفد کا اتفاق

۲۱ر اکتوبر ۱۹۴۷ء - نئی دہلی - حیدرآباد کے وفد نے آج رات "لارڈ ماونٹ بٹن" گورنر جنرل ہند اور ریاستی وزارت کے معتمد مسٹر وی پی مینن سے ملاقات کی۔ ایک معاہدہ کے مسودے پر جو "حکومت ہند" کا تیار کردہ ہے بحث کی گئی باور کیا جاتا ہے کہ حیدرآباد کے وفد نے اس مسودہ کو قبول کر لیا ہے اور کل صبح وہ اسے لے کر حیدرآباد واپس ہوگا تاکہ حضور نظام کی منظوری کے لئے پیش کرے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حضور نظام کی منظوری حاصل ہو جانے پر وفد پھر دہلی آئے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس مسودہ معاہدہ کی شرائط ٹھیک وہی ہیں جو کہ حکومت ہند اور دیگر والیان ریاست کے مابین موجود معاہدات اجرائی کا اور دستاویز شرکت میں درج ہیں۔ (صحافت)

وفد کی واپسی حیدرآبادی وفد دہلی میں لارڈ ماونٹ بٹن گورنر جنرل ہند پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند، سردار ولبھ بھائی پٹیل، نائب وزیر اعظم ہند سے گفت و شنید کر کے سات دن بعد حیدرآباد کے تجاویز کو جنما میں غرق کر کے ہندستان کے مسودہ معاہدہ کو مہر پر رکھکر ۲۲ر اکتوبر کی شام حیدرآباد پہونچا اس مسودہ معاہدہ کو رود موسیٰ میں ڈال دینے کے بجائے قائد وفد نواب صاحب چھتاری وزیر اعظم نے اس مسودہ کو توثیق کے لئے کونسل میں پیش کیا، کونسل میں ملک و مالک کے بہی خواہ وزراء عزت مآب مولوی عبدالرحیم صاحب، عزت مآب جناب بنیگل و نیکٹ راما ریڈی صاحب اور عزت مآب نواب معین نواز جنگ بہادر جو ٹھیٹ حیدرآبادی ہیں اس

مسودہ معاہدہ غلامی کی سخت مخالفت کی۔ مولف

مملکتی مجلس کا راست اقدام

حیدرآبادی وفد ہند یونین کی جانب سے جو مسودہ حضرت اقدس واعلیٰ کی منظوری حاصل کرنے کے لئے اپنے ساتھ لایا ہے اور اس کی غیر رسمی توثیق کے لئے کونسل کے اجلاس میں پیش کیا۔ اس کے متن پر مملکتی مجلس اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں ۲۶/اکتوبر ۱۹۴۷ء کی رات میں تفصیلی غور وخوص کیا اجلاس رات دیر گئے تک ہوتا رہا جس میں طے پایا کہ ملت اسلامیہ دکن قطعاً اس امر کو برداشت نہیں کر سکتی کہ "تخت وتاج آصفی پر وار چلانے" کی اس طرح کوئی سعی کی جائے۔ مجلس عاملہ نے راست اقدام کے آغاز کے طور پر سب سے پہلے ملت کے نمایندہ صدر المہام جناب محمد عبدالرحیم صاحب کو ہدایت کی کہ وہ فوراً بارگاہ جہاں پناہی میں اپنا استعفیٰ گزران دیں۔

آنریبل عبدالرحیم کا استعفیٰ

چنانچہ یہ بات اب کوئی راز نہیں رہی کہ حیدرآبادی وفد ہند یونین کی جانب سے اجرائی کار کے راضی نامہ کا جو مسودہ لایا ہے وہ دراصل ایک دستاویز غلامی ہے۔ اس راضی نامہ اور اس میں پیش کردہ ضروری اور بنیادی ترمیمات کی کونسل کے اجلاس میں عدم قبولیت کے خلاف عین جذبہ وفاداری اور جانثاری کے ساتھ احتجاج کرتے ہوئے ملت آصفیہ اسلامیہ کے نمایندے آنریبل صدر المہام مولوی عبدالرحیم نے حضرت اقدس واعلیٰ جلالتہ الملک کی خدمت میں اپنا استعفیٰ اس معروضہ کے ساتھ گزران دیا کہ ـــــ فدوی جانثار حضرت جہاں پناہی کے مشیر کے اعزاز پر فائز رہتے ہوئے یہ نہیں دیکھ سکتا کہ "شاہان آصفیہ کی عزت خاک میں مل جائے اور دولت آصفیہ غلامی کا دوامی پٹہ اپنی گردن میں ڈال لے۔" خادم اپنا خصوصی فرض سمجھتا ہے کہ آقائے ولی نعمت اور ملت اسلامیہ

پر سے قربانی ہو جائے۔

قائد ملت کا نصب العین اور مملکتی مجلس کا مسلک صدیق دکن کی اپیل

حکومت اسلامیہ حیدرآباد دکن کی آزادی و خود مختاری کی بقاء اور پرچم آصفی کی سربلندی مملکتی مجلس اتحاد المسلمین کا بنیادی نصب العین اور مسلک رہا ہے جس کا بارہا حضرت قائد ملتؒ نے اعلان کیا مملکتی مجلس کی عاملہ کے راست اقدام کے فیصلہ پر اسلامیہ دکن کے واحد نمائندہ با اعتماد صدر صدیق دکن مولوی سید قاسم رضوی صاحب نے اجلاس کے بعد ایک اپیل مسلمانان دکن کے جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

اسلامیہ دکن کو بچا کر آنے والی نسلوں پر احسان کرو

سنت ابراہیمی پر ایمان رکھنے والو تم تباہی کے غار میں ڈھکیلے جا رہے ہو تم خودکشی پر مجبور کئے جا رہے ہو حیف صد حیف کہ تم اپنی ہی حکومت کے ہاتھوں ہندو یونین کے ہاتھوں بیچے جا رہے ہو۔ دلی سے آکر حضرت آصفجاہ اول نے ایک ہزار سالہ مسلم اقتدار کو بچانے تمہارے آباؤ اجداد کی مدد سے سلطنت دکن کو حاصل کیا تھا، آج دو سو سال کے بعد حضرت آصفجاہ سابع کے نمائندے تمہارے اجداد کی کمائی کو دھلی میں بیچنے جا رہے ہیں۔ تم حکومت و اقتدار کے ساتھ آج جان، مال، عزت و آبرو سب کچھ کھو رہے ہو تمہارے اجداد نے دکن کی جو حکومت حاصل کی تھی۔ تم اور صرف تم آج اس کو بچا سکتے ہو، تمہارا جذبۂ ایثار و قربانی بچا سکتا ہے۔

آج تک تم نے حضرت قائد ملت شہید کے نصب العین اور اپنے اس خادم کو عزیز رکھا میری ہر آواز پر اعتماد کیا اور تم نے دیکھ لیا کہ میری

آواز آج صداقت کی آواز ثابت ہوئی تمہیں صبر وسکون کے ساتھ بلااظہار غیض وغضب اپنے رنج وغم اور ناراضگی کا اظہار کرنا ہے۔

ملت اسلامیہ دکن کو بچا کر اپنی آنے والی نسلوں پر احسان کرو۔

خدا تمہاری مدد کرے ——— مقامی صحافت

شاہ منزل پر عدیم النظیر پر امن مظاہرہ سازش ناکام

۲۶/ اکتوبر کی شب اجلاس عاملہ کے بعد رات ڈھائی بجے مجلس کے ہیڈکوارٹر دارالسلام سے یہ اطلاع شہر میں گشت کرائی گئی کہ انتظام جاریہ سے متعلق سمجھوتہ کی دستاویز وفد صبح ۹ بجے (۲۷/ اکتوبر ۱۹۴۷ء) نئی دہلی لے جارہا ہے تاکہ اسے لارڈ ماؤنٹ بٹن گورنر جنرل ہند کے حوالے کیا جائے۔

(رضاکار سالاروں نے جن میں راقم الحروف (مظہرالدین) بھی شامل تھا مسلمانوں کو ان کے گھروں پر جاکر اٹھایا اور بتلایا کہ مبینہ سمجھوتہ میں جو تجاویز درج ہیں اس سے سلطنت کا آزادانہ موقف باقی نہیں رہے گا اس لئے مسلمان "شاہ منزل" (وزیر اعظم کی قیام گاہ) پہونچ کر وفد کی روانگی کو روک دیں۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مسلمان جو اپنے گھروں میں محوِ خواب تھے بستروں سے اٹھ کر جوق در جوق شاہ منزل کی طرف روانہ ہونے لگے۔ مسلمانوں کا پہلا دستہ قریب چار بجے صبح ہی شاہ منزل پہونچ گیا اور صبح ۶ بجے تک پچاس ہزار سے زاید مسلمان جمع ہوگئے اور وہیں شاہ منزل کے سامنے وسیع میدان میں نماز فجر ادا کی اس موقع پر اسلامی اخوت اور نظم وضبط کا ایک ایسا روح افزا سماں بندھ گیا تھا کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی، نماز کے بعد مسلمانوں نے انتہائی خشوع وخضوع سے مملکت اسلامیہ آصفیہ کی آزادی کی برقراری کے لئے دعا مانگی ـــ ایک بڑی تعداد

طیران گاہ حکیم پیٹ بھی پہنچ گئی تھی۔ شاہ منزل اور "لیک ویو گیسٹ ہاوز" پر جہاں میر والٹر مانکٹن اور سر سلطان احمد ارکان وفد مقیم تھے فوج اور پولیس کا پہرہ متعین کر دیا گیا تھا۔ مجمع بہت ہی پر امن تھا اس عرصہ میں جب صدر محترم مولوی سید قاسم رضوی صدیق دکن اپنے رفقاء کے ساتھ شاہ منزل پہونچے تو شاہ عثمان زندہ باد، آزاد حیدر آباد پائندہ باد، صدیق دکن زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضاء گونج اٹھی ملت اسلامیہ دکن کے رہنماؤں نے شاہ منزل میں وزیر اعظم بہادر سے ملاقات کی۔

وزیر اعظم کی بارگاہ ہمایونی میں طلبی

اسی دوران بارگاہ ہمایونی سے طلبی پر وزیر اعظم نواب سعید الملک بہادر چھتاری اور نواب دین یار جنگ بہادر صدر نظام کو توالی بارگاہ خسروی میں شرف باریابی کے لئے عازم "کنگ کوٹھی مبارک" ہوئے، مولوی عبد الرؤف صاحب معزز رکن عاملہ بھی کنگ کوٹھی مبارک تک ساتھ تھے۔ آدھے گھنٹہ بعد فضیلت مآب نواب سعید الملک بہادر حضرت بندگان عالی کے فرمان مبارک کے ساتھ واپس تشریف لائے اور مولوی قاسم رضوی صاحب کو اس سے آگاہ کیا تب محترم قاسم رضوی صاحب نے اعلان کیا کہ حسب فرمان خسروی جلالت الملک وفد کی نئی دہلی کو روانگی ملتوی کر دی گئی ہے اور جلد ہی آپ اس سے زیادہ خوشخبری سنیں گے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ پر امن طور پر لوٹ جائیں مجمع اپنے قائد کے حکم کی پابندی کرتے ہوئے پر سکون طریقہ پر انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ منتشر ہو گیا۔

کنگ کوٹھی میں کونسل کا اجلاس

اسی دن ۲۷/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بارگاہ جلالت الملک اعلیٰ حضرت حضور نظام

کے حکم سے پہلی مرتبہ کنگ کوٹھی مبارک میں کونسل کا خصوصی اجلاس صبح دس بجے مسودہ پر غور کے لئے طلب کیا گیا جو ڈھائی گھنٹہ تک جاری رہا تمام وزرائے کونسل مملکت آصفیہ نے شرکت کی لیکن سر والٹر ماؤنٹکٹن اور سر سلطان احمد نے اس اجلاس میں شرکت نہیں کی نواب دین یار جنگ بھی اجلاس کے وقت موجود تھے۔ ظہرانہ کے بعد حضور نظام نے وزیر اعظم بہادر کو دوبارہ باریاب فرمایا ۴ بجے شام کونسل کا اجلاس پھر منعقد ہوا۔

رضوی صاحب بارگاہ سلطانی اسی شام ۶½ بجے ظل سبحانی جلالت الملک نے مولوی سید قاسم رضوی صاحب کو کنگ کوٹھی مبارک میں باریاب فرمایا اور ایک گھنٹہ تک شرف تکلم بخشا۔ رات میں حکومت سرکار عالی کی جانب سے وفد کی روانگی کی التواء کی اطلاع نئی دہلی کو کردی گئی۔

اس دن دونوں شہروں میں مکمل کاروبار اور بازار بند رہا۔ لیکن کہیں بھی کوئی خفیف سا بھی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔ صدر مملکتی مجلس مولوی سید محمد قاسم رضوی اور معتمد عمومی مولوی ابوالخیر صدیقی مولوی یامین زبیری اور دیگر قائدین نے پورے شہر کی گشت کی اور جب صدیق دکن قاسم رضوی دارالسلام لوٹے تو مسلمانوں کے کثیر اجتماع کو منتظر پایا جو کونسل کے اجلاس کا نتیجہ اور حیدرآباد کی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے بے چین تھا ——— (مظہر الدین)

صدیق دکن کی تقریر آپ نے مسلمانوں کے اس کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ـــ رات میں مسودہ کے کونسل میں پیش ہوجانے کے بعد جب ہمارے نمایندوں کو معلوم ہوا کہ حقیقت میں کیا ہورہا ہے ان سے اصل واقعہ رات دیر گئے ـ معلوم ہوا جب کہ وفد کو

کو جانے میں صرف چند گھنٹے باقی رہ گئے۔

آپ نے اپنے کو بچانے کی کوشش کی اپنے ملک کو بچانے اپنے بادشاہ کے اقتدار کلی کو بچانے کی کوشش کی اور وفد کو روک لیا ــــ قائد ملت مرحوم نے اتحاد، تنظیم، نظم وضبط اور بیداری کا جو عظیم جذبہ پیدا کیا اور سیاسی مسلک متعین کیا تھا آج اس کا آپ نے مظاہرہ کیا جو شاید دنیا میں کوئی اور نہ کر سکتا۔ آپ کے ہمراہ عزائم اپنے ملک اور بادشاہ کے ساتھ تھے نیک نیتی کے ساتھ تھے۔ صدیق دکن نے مسلمانوں کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ مسلمان پریشان خاطر نہ ہوں تین دن کے لئے وفد کی روانگی ملتوی کر دی گئی ہے اس عرصہ میں ایک باوقار اعلان کا امکان ہے اور خدائے بزرگ و برتر سے ایسی ہی امید ہے کہ حالات سازگار ہو جائیں گے۔ مسلمان اس پرامن فضاء کو بہر قیمت باقی رکھیں اور اغیار کو جو ان کے خلاف سازش کر رہے ہیں کسی شکایت کا موقع نہ دیں ــــــــــــ مقامی صحافت

حیدرآباد کسی بھی یونین میں شرکت نہیں کرے گا، حکومت کا اعلامیہ

حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد دکن نے متذکرہ حالات کی وضاحت اور حیدرآباد کی آزادی اور اقتدار شاہانہ کے تحفظ کا اعلان کرتے ہوئے ۲۸/ اکتوبر کو ایک سرکاری اعلامیہ میں کہا کہ "بلدہ حیدرآباد میں ایک دو روز سے یہ افواہ عام ہے کہ حکومت حیدرآباد نے یا تو انڈین یونین میں شرکت کا فیصلہ کر لیا ہے یا عنقریب کوئی ایسا دستاویز تکمیل پانے والا ہے جو اس قسم کی شرکت کے مماثل ہوگا۔ اس ضمن میں حکومت سرکار عالی اس امر کا اعادہ کرنا چاہتی ہے کہ

اعلیٰ حضرت کا فیصلہ

حضرت بندگان اقدس نے اپنے متعدد عالیہ فرامین میں جس حکمت عملی کو واضح فرمایا ہے اور اس امر کی

صراحت فرمائی ہے کہ "حیدرآباد کا فیصلہ کسی بھی یونین (بھارت یا پاکستان) میں شرکت کا نہیں ہے" اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے نہ ایسی کوئی تبدیلی حکومت کے پیش نظر ہے۔

واقعہ صرف اس قدر ہے کہ حکومت حیدرآباد اور انڈین یونین کے درمیان گذشتہ کئی ماہ سے اس امر کی نسبت گفت و شنید ہو رہی ہے کہ ان کے مابین باعزت سیاسی سمجھوتہ قائم ہوگا۔

حیدرآبادی وفد آخری مرتبہ اپنے ساتھ ایسی تجاویز دہلی لے گیا تھا "جو کونسل کی متفقہ تھیں" اور جن کی نسبت ملک کے بعض ایسے غیر سرکاری ذمہ دار نمائندوں سے بھی جو حکومت کے ساتھ تعاون عمل کر رہے ہیں۔ مشاورت کر لی گئی تھی۔ لیکن یہ تجاویز یونین گورنمنٹ کے لئے قابل قبول ثابت نہیں ہوئیں اور ہند یونین نے اس کے بجائے دوسری تجاویز روانہ کیں جن پر کونسل کے اجلاس میں اراکین نے جو آراء ظاہر کی تھیں وہ ملاحظہ خسروی میں گزرانی جا چکی ہیں اور اب یہ مسئلہ حضرت حکیم السیاست کے زیر غور ہے۔

حکومت سرکار عالی اس موقع پر عوام کو اس امر کا اطمینان دلانا چاہتی ہے کہ۔

حضرت بندگان اقدس کے وقار اور اقتدار کا تحفظ ہر وقت اس کے پیش نظر رہا ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ رہے گا اور یہ بالآخر جو بھی قدم اٹھایا جائے گا

وہ حضرت بندگان اقدس کے حکیمانہ فیصلہ کا تابع ہوگا۔ (اطلاعات)

خوشگوار تبدیلی جدید وفد کا اعلان

حیدرآباد کے موجودہ سیاسی احالات میں ایک نیا موڑ اور خوشگوار

تبدیلی رونما ہوئی کہ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو علیحضرت حضور نظام نے بمراحم خسروانہ حکومت ہند سے گفت وشنید کرنے کے لئے سابقہ وفد کو سبکدوش کرکے جدید وفد کی تشکیل کا اعلان فرمایا جس کے ارکان آنریبل نواب معین نواز جنگ بہادر قائد وفد، آنریبل جناب پنگل وینکٹ راما ریڈی، آنریبل جناب محمد عبدالرحیم ہیں جدید وفد ٹھیٹ حیدرآبادی ہے جبکہ سابقہ وفد غیر دکنی تھا۔ حیدرآباد کا جدید دستوری وفد اسی تجاویز کو لے کر ۳۱/ اکتوبر کو دہلی روانہ ہوا جو سابق میں مسترد ہو چکا تھا۔ اس وفد کے تعلق سے محترم قاسم رضوی صاحب نے کہا اخلاقی جرأت رکھنے والوں کو منتخب کیا گیا یہ وفد تنہا مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ لنگایت، پسٹ اقوام، سکھ اور دیگر غیر مسلم کی بھی آواز ہے ۔۔۔ منظر الدین

وزیر اعظم کا استعفیٰ

ہز اکسلنسی وزیر اعظم نواب صاحب چھتاری نے بارگاہ خسروی میں اپنا استعفیٰ پیش کردیا جس کو اعلیحضرت جلالت الملک نے شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے یکم نومبر ۱۹۴۷ء سے سبکدوشی کے احکام صادر فرمائے اور نواب مہدی یار جنگ بہادر کو منصرم وزیر اعظم مقرر فرمایا۔ (محکمہ اطلاعات)

حکومت حیدرآباد اور حکومت ہندوستان کے درمیان ایک عرصہ سمجھوتہ کے لئے مسلسل گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا حیدرآبادی وفد دہلی میں کئی بحث وتمحیث کو سمع ہمایونی تک پہونچاتا رہا لیکن اس عرصہ میں کوئی معاہدہ طے نہ ہوسکا اور ہند کے وزیر داخلہ و نائب وزیر اعظم سردار پٹیل نے دھمکی دی کہ۔

سردار پٹیل کی دھمکی

۱۹/ نومبر ۱۹۴۷ء کو صبح ہند پارلیمنٹ میں سردار ولبھ بھائی پٹیل نے بتایا کہ حیدرآباد ہی ایک غیر جانب دار ملک ہے جس کے ساتھ فی الحال حکومت میں شمولیت کے مسئلہ پر گفت وشنید جاری ہے جس کی نوعیت بتانا مفاد عامہ کے خلاف ہے۔ سردار پٹیل

نے کہا اس مہینہ کی ۲۵/ تاریخ کو حیدرآبادی وفد سے گفت و شنید پھر شروع ہو رہی ہے اس کے بعد بات چیت کے لئے مزید وقت نہیں دیا جائے گا۔

قاسم رضوی کا جواب

جس پر مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب صدر مجلس نے ۲۰/ نومبر ۱۹۴۷ء کو اپنے ایک صحافتی بیان میں کہا کہ — تاریخ اسلام خود کو دہراتی ہے مسلمان حق و صداقت اور آزادی پر جان دے کر رسول ؐ کے نواسہ علی ؓ کے جگر گوشہ فاطمہ ؓ کے لخت جگر حسین ؓ کی طرح حیات دوامی حاصل کر سکتے ہیں لیکن غلامی کے لئے بیعت نہیں کر سکتے۔

نہ لارڈ ولیم ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہندوستان کو اس کی ضرورت ہے کہ وہ ہندوستان کی فوجی قوت سے مجھے ڈرائیں نہ سردار پٹیل کو اس کی ضرورت ہے کہ اپنی طاقت و تخریب کی دھمکیاں دیں۔ قاسم رضوی صاحب نے کہا مجھ سے سن لیں بے شک ہندوستان کی فوجی قوت آج بہت بڑی قوت ہے۔

لیکن میری اور ملت اسلامیہ دکن کی اس سے بڑی قوت ہے۔

"شوق شہادت"۔ روزنامہ میزان

صدیق دکن قاسم رضوی کو دہلی آنے سردار پٹیل اور حکومت ہندوستان کی دعوت

مملکت حیدرآباد اور مملکت ہندوستان کے مابین ایک باعزت معاہدہ کے تعلق سے گفتگو کے سلسلہ کو اختتام تک پہونچانے کے لئے حکومت ہند کی جانب سے ریاستی معتمد مسٹر وی پی مینن کا ایک خصوصی پیام مورخہ ۲۱/ نومبر کو مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب کے نام وصول ہوا۔ اسی دن شام میں ہند کے نائب وزیر اعظم سردار پٹیل نے قاسم رضوی صاحب کو برقیہ روانہ کرتے ہوئے دہلی آنے کی دعوت دی۔

چنانچہ مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب مسلمانان دکن کے با اعتماد

قاسم رضوی صاحب کی واپسی، دہلی میں سردار پٹیل ہی سب کچھ باقی سب بے بس، کہری کہری گفتگو، گاندھی جی و راجہ جی سے ملاقات

۲۵/ نومبر ۔ ۴۷ء حیدرآباد ۔ آج رات دارالسلام میں ہزاروں مضطرب و بے چین مسلمان اپنے قائد کی سردار پٹیل سے گفتگو کی تفصیلات سننے جمع ہوئے ۔ صدیق مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب نے اپنی آمد کے بعد اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

میری جان کی فکر کرنے والو، میرے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنے والو خدائے قدوس تمہیں اسلام کا مجاہد بنا کر زندہ رکھے ۔ میں سردار پٹیل کی دعوت پر اتمام حجت کے لئے دہلی گیا تھا وہاں دیکھا کہ حیدرآباد کی حکومت اور مسلمانوں کے خلاف پروپگنڈہ اپنی پوری قوت کے ساتھ جاری ہے، حیدرآباد اور مسلمانوں کے حالات ساری دنیا کے سامنے رکھنا بھی میرا مقصد تھا ۔ سردار پٹیل نے مجھے دعوت نامہ بھیجا اگر میں اس دعوت کو قبول نہ کرتا تو گویا دنیا کے سامنے اس پروپگنڈے کو صحیح ثابت کرنا تھا میں نے دہلی میں دیکھا کہ جو کچھ ہیں صرف سردار پٹیل ہیں گاندھی جی کی مہاتمائی بے بس، پنڈت نہرو بیکس، ورکنگ کمیٹی معطل، حکومت کی مشنری بے بس اگر کوئی برسرکار ہے تو صرف مسٹر پٹیل ہی کی ذات ۔ یہ ہماری بدنصیبی تھی کہ سابقہ دو رجن کو ہم سے دور کا واسطہ تھا نہ پاس نمک سردار پٹیل کے دروازے پر جاکر بھیک مانگی، ماؤنٹ بیٹن کے آستانہ کی جبہ سائی کی مگر اللہ کا شکر ہے کہ آج حیدرآباد کی نمائندگی حیدرآبادی کر رہے ہیں ۔ آپ نے بتایا کہ سردار پٹیل سے پہلے دن مختصر اور دوسرے دن تفصیلی گفتگو ہوئی بہت سی غلط فہمیوں کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ۔

سردار پٹیل مجھ سے بھی آمرانہ انداز میں گفتگو شروع کی جیسا کہ ان کی عادت ہے لیکن کچھ ہی لمحوں میں انھیں اچھی طرح محسوس ہوگیا کہ میں غریب مسلمانوں کا نمائندہ ہوں حکومت کا نہیں۔ میں نے مسلمانوں کے نقطہ نظر کو غیر مبہم اور صاف طور پر واضح کر دیا شاید ان کی عمر میں پہلا موقع تھا کہ انہوں نے اس درجہ کھری کھری سنی۔

میں نے سردار پٹیل پر ظاہر کر دیا کہ حیدرآباد ہر باعزت سمجھوتے کے لئے آمادہ ہے لیکن وہ اپنی آزادی کے بنیادی اصولوں سے کبھی ہٹ نہیں سکتا اور امور خارجہ سے متعلق حیدرآباد اپنے فطری حق سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کہا گفت و شنید کے نتیجہ میں باعزت سمجھوتے کے امکانات پیدا ہوگئے ہیں کارگذار گورنر جنرل ہند مسٹر راجگوپال چاری سے بھی دو دفعہ بہت تفصیلی اور مخلصانہ تبادلہ خیال رہا۔ قاسم رضوی صاحب نے کہا میں نے راجہ جی کو انتہائی سنجیدہ اور صلح کل پایا اور ان ہی کی خواہش پر میں نے گاندھی جی سے بھی ملاقات کی اس ملاقات میں گاندھی جی نے دکن میں امن و امان کی تمنا ظاہر کی میں نے کہا میں بھی آپ کی اس تمنا میں شریک ہوں اور آپ کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ ــــ "مسلمان ہر قسم کے باوقار سمجھوتے کے لئے جو حیدرآباد کی آزادی کو متاثر نہ کرے آمادہ ہے۔" قاسم رضوی صاحب نے بتایا حیدرآباد کے تعلق سے غلط اور شرانگیز پروپگنڈے کے سلسلے میں میں نے گاندھی جی سے کہا کہ وہ "رانی امرت کور [illegible] وقت یہاں موجود ہیں میرے ہمراہ حیدرآباد بھیجیں تاکہ وہ حیدرآباد کے صحیح حالات کا مشاہدہ کر کے آپ کو اس سے آگاہ کر سکیں۔ آپ نے بتایا کہ ریاستی محکمہ ہند کے معتمد مسٹر وی پی مینن سے بھی معاہدات کے مختلف اجزا پر بہت تفصیلی گفتگو ہوئی اور بڑی حد تک اختلافات کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی اب یہ حیدرآباد کے دستوری وفد کا فرض

بھی شامل ہیں۔

مسٹر رضوی نے انٹرویو میں بتایا کہ ہم ہندوستان یا پاکستان کا جو قبول کرنا نہیں چاہتے ہم صرف اپنے حق کی حفاظت چاہتے ہیں ـــــ فرقہ واری صورتحال کے متعلق مسٹر رضوی نے بتایا کہ حیدرآباد کے خلاف ہندستانی پریس کا پروپگنڈہ شر انگیزی پر مبنی ہے ہندستان اور پاکستان کے مقابلہ میں "حیدرآباد ایک جنت ارضی ہے۔" مسٹر رضوی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ پاکستان میں شرکت چاہتے ہیں تو موصوف نے پر زور طریقہ سے کہا "نہیں" مسٹر رضوی نے کہا۔ معاشی اور جغرافیائی وجوہ کی بناء پر ہم ہندستان سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ موصوف نے طمانیت دلائی کہ وہ اور ان کی جماعت اس عارضی سمجھوتہ کو قبول کرنے تیار ہے بشرطیکہ اس کی بنیادیں وہی ہوں جو کہ موجودہ حیدرآباد کا دستوری دفعہ اپنے ساتھ لایا ہے۔ موصوف نے بتایا اگر ہم اس میں ناکام ہوں گے تو ہم سمجھیں گے کہ یہ مشیت ایزدی تھی اگرچہ یہ ایک سانحہ ہوگا مگر ہمیں اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

اخبار اسٹیٹسمن نے اپنے اداریہ میں لکھا کہ "سردار پٹیل" جن کی شخصیت فولادی قوت کی ضرب المثل بن چکی ہے۔ موصوف نے حیدرآباد کی مسلم نمایندہ جماعت کے صدر مسٹر قاسم رضوی کو گفت و شنید کے لئے مدعو کیا ہے۔ "مسٹر قاسم رضوی کی اہمیت ان مسلمانوں کا اعتماد اور ان کے دوبارہ صدر منتخب ہونے اور سابقہ حیدرآبادی وفد کے استعفا سے ظاہر ہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی لندن سے حیدرآباد کے جدید وفد سے ملاقات کے لئے دہلی کو واپسی اور مسٹر قاسم رضوی سے سردار پٹیل اور دیگر ارباب اقتدار سے ملاقات میں وہ تین امور ہیں جن سے توقع بندھ جاتی ہے کہ ہندیونین اور حیدرآباد کا نکاح چاہے عارضی طور پر ہی کیوں نہ ہو طے پا جائے گا۔

ہے کہ وہ گفتگو کو کامیاب بنائے۔

آخر میں مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب نے کہا کہ میں اپنی حد تک دہلی سے مطمئن آیا ہوں اور مجھے یقین کلی ہو گیا ہے کہ چھوٹی ریاستوں کی طرح دباؤ اور دھمکا کر "حیدرآباد سے کسی باعزت معاہدہ کے سوا کوئی دوسرا معاہدہ اب نہیں لکھایا جا سکتا ہے۔" "میزان و پیام"

معاہدہ انتظام جاریہ کی تفصیلات دونوں حکومتوں اتفاق، ہندیونین میں شمولیت کا سوال ختم حیدرآباد کا آزادانہ موقف باقی

۲۶/ نومبر۔ ۴۷ء۔ نئی دہلی۔ حکومت ہند کی ریاستی وزارت کے جاری کردہ ایک اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ حیدرآبادی وفد نے معاہدہ انتظامات جاریہ کو قبول کر لیا ہے وفد کے قائد نواب معین نواز جنگ بہادر ارکان وفد کے ساتھ آج حیدرآباد واپس ہو گئے تاکہ اس معاہدہ پر حضور نظام کی منظوری اور دستخط حاصل کریں توقع ہے کہ یہ وفد ۲۸/ نومبر کو دہلی واپس آئے گا۔

اخبار "ہندو" کا نامہ نگار دہلی رقمطراز ہے کہ یہ معاہدہ ایک سال کے لئے ہے اور ۲۸/ نومبر سے نافذ العمل ہوگا اور ۲۸/ نومبر ۱۹۴۸ء تک جاری رہے گا اور اس دوران میں ایک طویل المعیاد معاہدہ کے لئے آئندہ گفت و شنید ہوتی رہے گی۔ حیدرآباد کا دستوری وفد گذشتہ دنوں سے یہاں ہے اور وہ سردار پٹیل مسٹر وی پی مینن اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے ملاقاتیں کیں مسٹر قاسم رضوی بھی جو یہاں آئے تھے ارباب حکومت ہند سے ملاقاتیں کی ہیں باور کیا جاتا ہے کہ یہ معاہدہ انتظام جاریہ اس نوعیت کا نہیں ہے جو کہ ہندستانی یونین نے دیگر ریاستوں سے طے کیا ہے، دیگر ریاستوں کے معاملہ میں دستاویز

شمولیت اور معاہدہ انتظامات جاریہ ساتھ ساتھ تھے۔

حیدرآباد کا آزادانہ موقف حیدرآباد کے معاملہ میں جو معاہدہ ہوا ہے اس سے ہندوستانی یونین میں شمولیت کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور اس معاہدہ انتظامات جاریہ کے تحت حیدرآباد کی حد تک یہ مفہوم ہے کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے جو موقف تھا وہ باستوار رہے گا لیکن ہندوستانی اقتدار اعلیٰ کو اس طرح استعمال نہیں کرے گا جیسا کہ ماضی میں تاج برطانیہ نے کیا ہے۔

برار کا معاہدہ اگست سے پہلے کے درجہ کی اس بحالی کا مطلب یہ ہوگا کہ "برار" سے متعلق معاہدہ جس کو برطانوی اقتدار اعلیٰ کی تدفین کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا تھا پھر تازہ ہو گیا ہے۔ چونکہ ہند میں ہندوستانی یونین نے اب وہی جگہ لے لی ہے جو برطانیہ کو حاصل تھی لہذا حکومت ہند برار پر حضور نظام کے اقتدار کو قبول کرتی ہے اور یہ بھی قبول کرتی ہے کہ حضور نظام کو سالانہ ۲۵ لاکھ کی رقم ادا کرے گی۔

امور دفاع فوج و اسلحہ معاہدہ کے تحت حکومت ہند تمام ہندوستانی سپاہ کو حیدرآباد سے واپس بلائے گی جو وہاں (سکندرآباد میں) ہیں حضور نظام نے بیرونی ممالک سے حسب ضرورت اسلحہ اور آلات حرب کے حصول سے متعلق اپنے حق پر اصرار کیا تھا لیکن اب جو معاہدہ ہوا ہے اس کی رو سے طے ہوا کہ اسلحہ اور گولہ باروت کی فراہمی کی ذمہ داری حکومت ہند لیتی ہے جس کی حیدرآباد کو ضرورت ہو، معاہدہ کی رو سے ہند یونین کو اپنی افواج حکومت حیدرآباد کے علاقہ میں متعین کرنے کا حق نہ ہوگا۔

امور خارجہ جہاں تک امور خارجہ کا تعلق ہے حضور نظام کی یہ خواہش تھی کہ تمام ممالک سے براہ راست سفارتی تعلقات رکھیں

لیکن حکومت ہند خود اپنے تحفظ کے پیش نظر اس مطالبہ کو قبول کرنے سے قاصر تھی اور چاہتی تھی کہ حیدرآباد بھی "میسور" کی طرح اسسٹنٹ کمشنروں کا تقرر عمل میں لائے لیکن حیدرآباد جیسے وسیع رقبہ و آبادی اور اہمیت کی حامل بڑی مملکت کے لئے یہ خصوصیت بالکل غیر اہم تھی۔ کل شام کی آخری ساعتوں میں لارڈ ماونٹ بیٹن گورنر جنرل ہند نے جو حیدرآبادی وفد سے گفتگو کر رہے تھے ان دونوں نزاعی امور کو چھوڑ کر ایک تیسری تجویز "ایجنٹ جنرل" کی پیش کی جس کو قبول کر لیا گیا۔ اب معاہدہ تحت حضور نظام دولت مشترکہ کے ممالک میں اپنے ایجنٹ جنرل مقرر کر سکتے ہیں۔

مواصلات و امور داخلہ مواصلات پٹہ سکہ اور دیگر داخلی نظام کو حضور نظام کی حکومت کے تحت رکھا جائے گا اور ریذیڈنسی پر بھی حضور نظام کا قبضہ رہے گا۔ ایک اہم مسئلہ جس پر حکومت ہند نے اتفاق کر لیا ہے وہ اس امر کا تیقن ہے کہ مملکت حیدرآباد کے خلاف "باغیانہ سرگرمیوں" کی وہ حوصلہ شکنی کرے گی۔

ثالثی کی تجویز حکومت ہند نے اس تجویز کو قبول کر لیا جو حیدرآبادی وفد نے پیش کیا تھا کہ فریقین کے مابین کسی نزاعی اختلافات کی صورت میں نزاعی مسئلہ کو ایک ثالثی کے سپرد کر دیا جائے گا اور فریقین پر ثالثی کے فیصلہ کی پابندی عائد رہے گی۔

سابقہ شرائط سے بہتر معاہدہ حیدرآباد نے اب جو شرائط (نواب معین نواز جنگ بہادر کی قیادت میں) حاصل کی ہیں وہ نواب صاحب چھتاری کی حاصل کی ہوئی شرائط کے مقابلے میں جنھیں حیدرآباد نے قبول نہیں کیا تھا موجودہ معاہدہ کی شرائط قطعی طور پر ایک ترقی کی حیثیت رکھتی ہے۔

مولوی میر لائق علی صدارت عظمیٰ پر فائز — اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہٗ نے فرمان مبارک

مورخہ ۲۸/دے ۱۳۵۷ فصلی مطابق ۲۸/نومبر ۱۹۴۷ء کے ذریعہ مولوی میر لائق علی کو صدارت عظمیٰ پر فائز فرمایا۔ مولوی میر لائق علی صاحب نہ صرف حیدرآباد و انڈین یونین بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی ایک بڑے صنعت کار کی حیثیت سے کافی مشہور رہے ہیں موصوف ہی نے حیدرآباد میں نظام شوگر فیاکٹری، سرسلک، سرپور پیپر ملز قائم کئے۔ میر لائق علی صاحب تقسیم ہند کے بعد مجلس اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ انجام دے کر اعلیٰ صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں، پاکستان کی صنعتی ترقیات اور کراچی کی بندرگاہ کی توسیع و تعمیر نو کی ذمہ داریوں کے پیش نظر قائد اعظم گورنر جنرل پاکستان مولوی لائق علی صاحب کی خدمات کو حیدرآباد کے حوالہ کرنے تیار نہ تھے لیکن پھر حالات کے مدنظر اور حضور نظام کی خواہش و اصرار پر اجازت دے دی۔ وزارت عظمیٰ جیسے جلیل القدر عہدہ پر کئی برسوں بعد ایک ملکی کے تقرر پر حیدرآباد کے ہندو مسلم عوام اور سیاسی لیڈروں نے عام طور پر خوشنودی اور اطمینان کا اظہار کیا۔ (مظہر الدین)

معاہدہ انتظام جاریہ کی تکمیل، مشترکہ اعلان

معاہدہ انتظام جاریہ جو حکومت ہندوستان اور حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد کے درمیان طے پایا۔

معاہدہ جو آج بتاریخ ۲۹/نومبر ۱۹۴۷ء مابین ڈومینین آف انڈیا، اعلیٰحضرت حضور نظام خسرو دکن و برار تکمیل پایا ہرگاہ ڈومینین آف انڈیا و اعلیٰحضرت حضور نظام خسرو دکن و برار کا مقصد و پالیسی یہہ ہے کہ ہر دو

کے باہمی مفاد کے لئے قریبی ارتباط اور دوستی کے ساتھ ملکر عمل کیا جائے۔ اور ہرگاہ طرفین کے لئے یہہ سود مند ہے کہ مشترکہ امور کی بابتہ موجودہ معاہدات اور انتظامات نظم ونسق جو ۱۵/ اگسٹ ۱۹۴۷ء کے عین ماقبل تاج برطانیہ اور اعلحضرت حضور نظام قائم تھے جن میں امور خارجہ، دفاع اور مواصلات بھی شامل ہیں جس حد تک کے وہ موزوں ہوسکیں برقرار رہیں گے

فقرہ اوّل معاہدہ ہذا کے مندرجہ کسی امر سے ڈومینین آف انڈیا پر ایسا کوئی فرض عائد ہوگا اور نہ اس کو حق حاصل ہوگا کہ (۱) اعلحضرت حضور نظام کو داخلی امن کی برقراری میں مدد دینے کے لئے افواج بھیجے۔ (۲) یا ممالک محروسہ سرکاری عالی میں اپنی افواج متعین کرے۔

فقرہ دوم اعلحضرت حضور نظام اور گورنمنٹ آف انڈیا کو اس سے اتفاق ہے کہ حیدرآباد اور دھلی میں طرفین کے ایجنٹس جنرل کا تقرر عمل میں آئے۔

فقرہ سوم معاہدہ ہذا کے مندرجہ کسی امر میں نہ تو پیرامونٹسی (اقتدار اعلیٰ) کے کوئی اختیارات وجود میں آسکیں گے (۱) یا طرفین کے مابین ایسے تعلقات پیدا ہوسکیں کے جو پیرامونٹسی کے نوعیت کے ہوں (۲) معاہدہ ہذا کے مندرجہ کسی امر سے نہ اس کی مطابق میں کئے ہوئے کسی فعل سے کسی ایسے حق کا متاثر ہونا متصور ہوگا جو معاہدہ ہذا کے بعد جاری رہے۔

فقرہ چہارم کوئی نزاع جو معاہدہ ہذا یا ایسے معاہدات یا انتظامات کے متعلق پیدا ہو جو ذریعہ ہذا برقرار رکھے گئے ہیں تو اس کو تصفیہ کے لئے ثالثی کے سپرد کیا جائے گا۔

فقرہ پنجم معاہدہ ہذا فی الفور نافذ ہوگا اور ایک سال کے عرصہ کے لئے نافذ العمل رہے گا۔

بتوثیق معاہدہ ہذا گورنر جنرل آف انڈیا اور اعلحضرت نظام

خسرو دکن و برار نے اپنے دستخط اس پر ثبت کئے۔ (محکمہ اطلاعات)

معاہدہ جاریہ کے بعد حضور نظام پر بم کا حملہ

معاہدہ انتظام جاریہ کی سرخی ابھی خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ۴ ڈسمبر ۱۹۴۷ء کو اعلیٰ حضرت ظل سبحانی کی موٹر پر دستی بم سے حملہ کیا گیا جب کہ سواری شاہانہ حسب معمول شام کے وقت کنگ کوٹھی مبارک سے نکلی عوام اپنے ہر دل عزیز بادشاہ کے دیدار کے اشتیاق سے جمع ہو گئے تھے کہ حیدرآباد کی آزادی اور مسلم اقتدار کے دشمنوں کی سازش سے ایک غدار نے مرکب ہمایونی پر بم پھینکا جس کی وجہ سے عوام غضبناک ہو گئے۔ بندگان اقدس موٹر روک کر اس مقام پر تشریف لائے جہاں حملہ آور موجود تھا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ ملزم کے ساتھ کسی قسم کی سختی نہ کی جائے۔ اگر حضور نظام وہاں کریہ ہدایت نہ کرتے تو عوام ملزم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے، بم کے پھٹنے سے تین افراد مجروح ہوئے۔ اس شرمناک حملہ سے نہ صرف دکن کے ہندو مسلم عوام بلکہ ہندوستان، پاکستان اور سارے عالم کے مسلمانوں کے دل مضطرب ہو گئے اور ہر ملک نے اس کی شدید مذمت کی۔

اس حادثہ پر عالم اسلامی میں جو ہیجان پیدا ہوا اس کا اندازہ ان اطلاعات سے ہوتا ہے جو بیرونی و مقامی صحافت میں شائع ہوئیں۔ محمد مظہر الدین

مرکب ہمایونی پر بم کے حملہ سے دنیا میں تشویش کی لہر

۵ ڈسمبر کراچی۔

دارالسلطنت مملکت پاکستان کل رات ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا جب یہ خبر عام ہوئی کہ ملت اسلامیہ ہند کی امیدوں کے واحد مرکز جلالت الملک امیر المومنین حضرت آصفجاہ سابع پر کسی ہندو نے دستی بم سے حملہ کر دیا اس

مذموم اور ملعون حرکت سے ایسا معلوم ہوا کہ گویا تمام باشندگان پاکستان کے دلوں کی حرکت کو بیٹھا دیا ہے۔ لاکھوں مسلم عوام اس سانحہ سے حواس باختہ ہوگئے۔ کل رات یہ اندازہ ہوا کہ حضور نظام مملکت دکن پر ہی نہیں بلکہ ساری ملت اسلامیہ کے دلوں پر حکومت کر رہے ہیں اس ناپاک حملہ سے محفوظ رہنے کی اطلاع نے ہر فرد بشر کو مسرور کر دیا۔ قائد اعظم اور دیگر تمام زعمائے عالم اسلامی و ہند نے حضور نظام کو تار روانہ کئے۔ دہلی اور ہندوستان کے دیگر مساجد میں نماز جمعہ کے بعد حضور نظام کی درازی عمر کی دعائیں مانگی گئیں ـــــ صحافت

حیدرآباد کے خلاف شر انگیزی اور پروپگنڈہ کی مہم کانگریسی مجلس عمل کی رپورٹ

(اقتباس) حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل کے صدر اور پولیس ایکشن کے بعد پہلی کانگریسی حکومت کے وزیر داخلہ مسٹر ڈگمبر راؤ بندو کی مرتبہ رپورٹ ہند سے معاہدہ جاریہ کے اساس پر گفت و شنید کا سلسلہ شروع کیا گیا پورا نومبر اسی میں گذرا اس وقت حکومت ہند بھی شدید قسم کے مشکلات سے دوچار تھی اس کا فائدہ اٹھا کر حکومت ہند سے معاہدہ انتظام جاریہ حاصل کرنے میں حکومت حیدرآباد کامیاب رہی۔ معاہدہ انتظام جاریہ کرنے میں حکومت ہند کا خواہ کوئی نقطہ نظر ہو لیکن اس کا یہ اثر ہوا کہ حیدرآباد میں اسٹیٹ کانگریس کی جدوجہد میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ معاہدہ جاریہ کے دوسرے دن صدر حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس سوامی رامانند تیرتھ کو رہا کر دیا گیا اسٹیٹ کانگریس کے کارکنوں سے فوری تعلقات پیدا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے سوامی جی نے ریاست کے باہر سرحدوں پر قائم شدہ اسٹیٹ کانگریس کے کیمپوں کا دو ہفتہ تک دورہ کیا۔ اعلیٰ حضرت اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے۔ حکومت ہند اور اسٹیٹ کانگریس کے ساتھ سمجھوتہ (یعنی ہند یونین میں شرکت اور ذمہ دارانہ حکومت) کی کوئی علامت حکومت حیدرآباد کی نظر میں نہیں تھی۔ حکومت حیدرآباد نے ایک بنیادی دستور ساز

اسمبلی کا اعلان کیا۔ ان حالات میں اسٹیٹ کانگریس نے ہند یونین سے اپیل کی کہ وہ جلد از جلد "حیدرآباد میں مداخلت کرے" معاہدہ انتظام جاریہ کی وجہ سے جو مایوسی چھا گئی تھی اسے دور کرنے ڈسمبر و جنوری میں سوامی جی نے سرحدی علاقوں میں قائم کیمپوں کا دورہ کر کے انڈین یونین کی صوبائی اور ضلعی کمیٹیوں کے ساتھ ربط پیدا کیا اور اپنے مقاصد کی تشہیر کی۔ حکومت ہند کی فوج کے امدادی دستوں کی حیثیت سے اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل کے والنٹروں نے کام کیا۔

مسٹر بندو کی رپورٹ میں اس امر کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ "حیدرآباد کے سرحدی علاقوں کے کئی پولیس اور کسٹم گیری کی چوکیوں کو نذر آتش کر دیا گیا مقامات پر ریلوے کی پٹریاں اکھاڑی گئیں اور مختلف نقاط پر ٹیلیگراف کے تار کاٹے گئے۔" دیہاتوں پر حملوں اور چھاپوں میں دو ہزار سے زاید "مسلمان رضاکار اور دیہاتی اور پولیس کے سپاہی مارے گئے" ـــ ہند یونین کے عوام میں حیدرآباد کے تعلق سے پروپگنڈہ اور اشاعت کا بہت اہم کام انجام دیا گیا۔ ہند کی صوبائی کمیٹیوں نے بھی الگ الگ زبانوں میں پمفلٹ نکال کر تشہیر کے کام میں نمایاں امدادی (ماخوذ)

حیدرآباد کی ہند یونین میں شرکت کا آخری فیصلہ استصواب عامہ ہی سے ہو

سوامی رامانند تیرتھ کا مطالبہ بمبئی۔ ۱۵/ڈسمبر۔ ۴۷ء صدر حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس سوامی رامانند تیرتھ نے کل یہاں ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسٹیٹ کانگریس اپنے اس خیال پر قائم ہے کہ حیدرآباد کی قسمت کا فیصلہ حیدرآباد ۸۵ فی صد غیر مسلم باشندوں کی رائے سے ہونا چاہئے اور ریاست کی ہند یونین میں شمولیت کا آخری فیصلہ استصواب عامہ ہی سے ہوگا۔

سوامی جی نے کہا حیدرآباد اور ہندوستان کے درمیان انتظام جاریہ کا جو معاہدہ ہوا ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسٹیٹ کانگریس اپنے بنیادی مطالبات سے دستبردار ہو کر مفاہمت کے لئے تیار ہو جائے۔ (روزنامہ تنظیم)

حیدرآباد اور ہندوستان کا مساوی حیثیت میں معاہدہ کا تجزیہ

پروفیسر ہارون خاں شروانی

۱۹۴۷ء عیسوی حیدرآباد کی تاریخ میں سنہری باب ہوگا کیوں کہ اس سال ہمارے بادشاہ اعلیٰ حضرت آصفجاہ سابع نے کامل آزادی کا باضابطہ اعادہ کرتے ہوئے اپنے فرمانِ مبارک ۱۱ر جون ۱۹۴۷ء کے اعلان میں "ہندوستان یا پاکستان دونوں قلمروں میں سے کسی کی بھی مجلس دستور ساز میں قلمرو حیدرآباد کے نمایندے بھیجنے (یعنی شمولیت) سے انکار کردیا"۔ چنانچہ ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو (ہندوستان سے برطانوی اقتدار کے خاتمہ پر) حیدرآباد کو جو ایک مکمل آزاد مملکت کی حیثیت حاصل ہوئی اس کی قانونی توثیق ۲۱ر اگست والے فرمان مبارک کے ذریعہ فرمادی گئی اور اس جدید صورت حال پر اپنی مہر ثبت کردی۔

حیدرآباد دکن کا ہمیشہ سے یہ دستوری موقف رہا ہے کہ اس کی حیثیت ایک آزاد و خود مختار مملکت کی ہے۔ اور جو عہد نامے و معاہدے برطانوی حکومت کے ساتھ ہوئے ہیں وہ فی نفسہٖ "یار وفادار" کے لقب سے جس کے ایک جز سے مساوات اور دوسرے سے حیدرآباد اور اس کے فرمانروا کی اخلاقی برتری کا اظہار ہوتا ہے۔ معاہدہ برار ۱۹۳۶ء کے اس واقعہ سے کہ یہ عہد نامہ وائسرے ہند یا اور کسی ماتحت کے درمیان نہیں بلکہ شہنشاہ انگلستان و ہندوستان اور اعلیحضرت خسرو دکن کے مابین (مساویانہ) تھا۔

خود پنڈت جواہر لال نہرو نے جو اس وقت (عارضی حکومت ہند) نائب صدر حکومت ہند تھے یکم جولائی ۱۹۴۷ء کو دہلی کی سیاسی کانفرنس میں صراحتاً کہا کہ ہمیں ریاستوں کو کسی طرح مجبور کرنے سے دلچسپی نہیں بلکہ ہم صرف انھیں یہ دعوت دے رہے ہیں کہ وہ مساوی طور پر ہمارے شریک کار بن جائیں۔ اسی روز

مسٹر مینین سے (جو ہندوستان کے دستوری مشیر کی حیثیت سے ریاستی معاملات میں پیش پیش ہیں) ایک صحافتی کانفرنس میں بطور خاص دریافت کیا گیا کہ اگر حیدرآباد دولت عامہ برطانیہ (دولت مشترکہ) کے اندر قلمروی حیثیت سے شریک ہونا چاہئے تو کیا ہوگا۔ اس پر مینین صاحب نے جواب دیا کہ حیدرآباد کو اس کا حق ہے۔ اگر نہرو صاحب اور مینین صاحب کے بیانات کا تجزیہ کریں تو ہمیں اندازہ ہو جائیگا کہ ارباب حکومت ہند کی نظر میں حیدرآباد بالکل آزاد سلطنت ہے۔

اب اس راضی نامہ (معاہدہ جاریہ) کی طرف آئیے جس پر ۲۸ نومبر ۱۹۴۷ء کو نہرو کیلنی گورنر جنرل ہند اور نہر مجیسٹی تاجدار دکن کے دستخط ہوئے ہیں جن میں نہایت اہم مکاتب ہیں۔ یہاں اس کا موقع نہیں کہ "اس راضی نامہ کا اس مسودہ سے مقابلہ کیا جائے جو اس سے بیشتر والا حیدرآبادی وفد دہلی سے لایا تھا۔ یہاں اس راضی نامہ کا ذکر صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ حیدرآباد کے آزادانہ موقف کو حکومت ہند نے تسلیم کر لیا ہے اگر اس معاہدہ کا تجزیہ کریں تو حسب ذیل امور واضح ہوں گے۔

(۱) تمام معاہدات و انتظامات نظم و نسق اور وہ تمام امور جو قانون آزادی ہند ۱۹۴۷ء کے دفعہ ۷ (ب) و (ج) میں مندرج ہیں برقرار رہیں گے (یعنی حیدرآباد کے داخلی امور میں مداخلت کے لئے ہندوستان پر کسی قسم کا فرض عائد نہیں ہوگا اور قرار پایا کہ اس معاہدہ کی رو سے ہندوستان کو اپنی فوج سرزمین حیدرآباد میں متعین کرنے کا حق نہ ہوگا

(۳) بالادستی کے اصول کا بالکلیہ انفساخ اور خاتمہ کر دیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو مقصد قانون آزادی ہند دفعہ ۷ (ب) میں مضمر تھا اس کا نہ صرف اعادہ کر دیا گیا ہے بلکہ اس کی بھی توضیح کر دی گئی حیدرآباد ایک آزاد اور خود مقتدر ملک ہے۔

(۴) فریقین کا "مساوی موقف" معاہدہ کے فقرہ ۴ سے ظاہر ہوتا ہے

جس کے بموجب نزاعات کی صورت میں ثالثی کا طرز کار تجویز کیا گیا ہے کیوں کہ ثالثی کی بنیاد کامل مساوات پر ہی ہو سکتی ہے۔ (۵) اس راضی نامہ پر جلالتہ الملک حضور نظام اور گورنر جنرل ہندوستان کے اسمائے گرامی مساوی طور پر مندرج ہیں اور تفوق کا شائبہ بھی نہیں۔ اور یہ کہ حیدرآباد کو اپنے ایجنٹ جنرلوں کے ذریعہ غیر ملکوں سے تعلقات و روابط پیدا کرنے کا اختیار بھی اس معاہدہ سے حاصل ہو گیا۔ یہ سب اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ حیدرآباد کا آزادانہ موقف پہلے سے کہیں زیادہ مستحکم ہو گیا بلا شبہہ یہ راضی نامہ ۲۸ نومبر ۱۹۴۸ء تک ہی نافذ رہے گا اور اس کے بعد فطروب ہند اور مملکت حیدرآباد کے مابین ایک جدید عہد نامے پر دستخط کی ضرورت ہو گی۔ اس وقت جو صورت حال ہے اس کے تحت میں یہ دیکھنا ہے کہ حیدرآباد کی بین الاقوامی حیثیت ہے یا نہیں اور ہے تو وہ ادارہ اقوام متحدہ کا رکن ہو سکتا ہے۔ مغلوب اور دست نگر ہندوستان ۱۹۱۸ء ہی میں انجمن اقوام کا رکن بن سکتا تھا تو اب ۱۹۴۸ء میں انصافاً کوئی امر حیدرآباد کی رکنیت میں مانع نہیں ہو سکتا۔ شرکت کے منشور ادارہ اقوام کی چوتھی دفعہ کے تحت کہ اقوام متحدہ کی رکنیت ان تمام امن پسند مملکتوں کے لئے کھلی ہوئی ہے جو منشور ہذا میں درج شدہ فرائض کو قبول کریں اور جو ادارہ کی رائے میں ان فرائض کی تکمیل کے قابل ہوں اور ان کی تکمیل پر آمادہ ہوں۔ حیدرآباد منشور کے دفعہ ۴ کے تحت بالکلیہ آتا ہے اس کی حیثیت ایک مملکت کی ہے وہ یقیناً ان تمام فرائض کو قبول کرے گا جو اس پر عائد ہوتے ہیں اور الحمد للہ اس میں اس کی اہلیت ہے کہ وہ ان فرائض کی تکمیل کر سکے۔ (اقتباس)

سالنامہ عظیم تر حیدرآباد

حیدرآباد کو مہلت دینا مصلحت گاندھی جی عدم تشدد کی تلقین کرتے ہیں، مگر ہم نے حکومت سنبھالی ہے، ہم ان کی ہدایات پر نہیں چل سکتے ـــــ سردار پٹیل

بمبئی ۔ ۱۸ جنوری ۔ ۴۸ء کل شام بمبئی میں پچاس ہزار سے زاید اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کہا کہ گاندھی جی عدم تشدد اور کچھ نہ کرو کی تلقین کرتے ہیں مگر ہم نے حکومت سنبھالی ہے اور ہمارے ملک میں گڑبڑ ہوتی ہو یا ملک کے لوگوں کو نقصان پہونچتا ہو تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہے اور ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔

حکومت چلانے کے لئے پولیس اور فوج کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہم گاندھی جی کی ہدایات پر نہیں چل سکتے ان کا کہنا اپنی جگہ ٹھیک ہوگا مگر زمانے کے حالات ہمیں قوت استعمال کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

حیدرآباد کا ذکر کرتے ہوئے سردار پٹیل نے کہا کہ بعض لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ حیدرآباد سے سمجھوتہ کرکے حکومت ہند نے بڑی غلطی کی ہے۔ حیدرآباد سے سمجھوتہ کرنے میں ہمیں دو باتوں کا خیال رکھنا پڑا ایک تو یہ کہ حیدرآباد بہت بڑی ریاست ہے، دوسرے یہ کہ وہاں کا حکمران ایک مسلمان ہے اس لئے حیدرآباد سے معاملہ کرنے میں مہلت ہی مصلحت تھی۔ مجھے توقع ہے کہ اس کے بعد ایک مستقل سمجھوتہ ہو جائے گا۔ "میزان"

حیدرآباد کے مستقبل کا فیصلہ استصواب عامہ سے ہوگا پنڈت نہرو کا اعلان

ویزاگ پٹنم ۔ ۱۴ مارچ ۔ ۴۸ء پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند نے ایک جلسہ عام میں حیدرآباد کی موجودہ صورت حال پر اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حیدرآباد کے متعلق ہماری حکمت عملی یہ ہے کہ دیگر ریاستوں کی طرح حیدرآباد کے عوام بالآخر اپنے مستقبل کا فیصلہ اپنی مرضی سے کریں ہم کسی بھی ریاست میں عوام کے فیصلہ کی

اطاعت کریں گے۔

یہ ایسی حکمت عملی ہے جو مہینوں پہلے ہم نے گذشتہ اگست ہی میں تعین کرلی تھی۔ یہہ حکمت عملی حیدرآباد اور دیگر ہر ایک ریاست پر منطبق ہوتی ہے اور ہم اس پر قائم ہیں ہم مطلق العنانی کو برداشت نہیں کریں گے۔ جمہوریت اور مطلق العنانی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ہندوستان کی جمہوریت کو کوئی شخص نگل نہیں سکتا۔ لہذا خاتمہ مطلق العنانی ہی کا ہونے والا ہے۔ کسی ریاست میں ذمہ دارانہ حکومت کا مسئلہ یا شرکت کا فیصلہ خود باشندگان ریاست اپنی مرضی سے کریں گے۔ ——— (میزان)

نوٹ:۔ جب ہندوستان کی جمہوری حکومت نے حیدرآباد کی قسمت کے آخری فیصلہ کے لئے استصواب عامہ کی شرط پیش کی تو حیدرآباد کی مطلق العنان حکومت نے اس شرط کو بہ خوشی منظور کرلیا لیکن خود حکومت ہند نے اس سے جو گریز کیا وہ اگلے صفحات میں دیکھئے۔ (مولف)

رضاکاروں سے متعلق ہندیونین کے بے بنیاد اور شر انگیز پروپگنڈے کی تردید

قاسم رضوی صاحب کی وضاحت ۲۰ مارچ ۴۸ء حیدرآباد یا رضاکاروں کا انڈین یونین کی سرحدات پر حملہ کرنے سے کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ قابل غور ہے حیدرآباد کی حکومت یا مسلمان یا مجلس کا رضاکار اپنے پڑوسی صوبوں پر حملہ کرکے کیا ان کو اپنی مملکت میں ضم کر سکتے ہیں یا اس طرح کوئی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں یا حیدرآباد کی مسلم اقلیت کو کچھ فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔ کیا حیدرآباد کے مسلمان بلاوجہ خود بھی برباد ہونا اور دوسروں کو بھی برباد کرنا چاہتے ہیں۔ آخر کو وہ کونسا مقصد ہو سکتا ہے یا وہ کونسا مفاد ہو سکتا ہے جس کی خاطر حیدرآباد ایسی لاحاصل حرکتوں پر آمادہ ہو جائے گا۔ برعکس اس کے حیدرآباد کی سرحدوں پر ہند کے علاقوں سے حملے کرنے کا مقصد حیدرآباد کو غلام بننے پر مجبور کر سکتا ہے

اور اس طرح کی حرکتوں میں یونین کا مفاد مضمر ہے نہ کہ حیدرآباد کا۔ بہر کیف دیکھنا یہہ ہے کہ ہندوستان پر حیدرآباد کے حملوں کا مقصد ہو سکتا ہے یا حیدرآباد پر ہندوستان کے حملوں کا یہ دو اور دو جمع کرنے کا سوال ہے ظاہر ہے کہ حاصل جمع چار ہی ہوگا۔

جنگ کے موجودہ طریقوں میں سب سے موثر طریقہ پروپگنڈہ کا محاذ ہوا کرتا ہے اسلئے حکومت ہند اور اس کے پریس و ریڈیو نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ رضاکار کو زمانہ قدیم کا چنگیزی زمانہ حال کا ہٹلری سپاہی ظاہر کرکے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے دکن کی مدافعانہ قوت کو ختم کیا جائے۔ مولوی سید قاسم رضوی قائد رضاکار نے اپنے بیان کے آخر میں کہا کہ انصاف کرو کس کی شر انگیزی ہے؟ (روزنامہ تنظیم)

روح رضاکاران، اسلامیہ دکن کے نمائندہ حقیقی

قائد ملت شہیدؒ نے ارشاد فرمایا تھا۔

"رضاکار کے مقام کو میں اپنے مقام سے بلند پاتا ہوں اور رضاکار ہی کی حیثیت میں رہنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہوں۔ رضاکار، خداسپاہی اور قومی خدمتگار ہے اس میں خودداری کا احساس پیدا ہونے دو۔"

(جریدہ صحت ۱۔ ی ۱۹۴۵ء)

قاسم رضوی صاحب کی قیادت اور رضاکار تنظیم ملک کی محافظ

مسٹر بابوراؤ ایڈوکیٹ کا اعلان حیدرآباد۔ ۳۱/ مارچ / ۴۸ء۔ دیونی ضلع بیدر کے ایک معزز غیر مسلم لیڈر مسٹر بابوراؤ بی۔ اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ نے جناب سید محمد قاسم رضوی صاحب اور رضاکاروں کے تعلق سے ہندوستانی شر انگیز پروپگنڈہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ۔ اس

وقت صرف حیدرآباد ہی ایک ایسا ملک ہے جس کو امن کا گہوارہ کہا جا سکتا ہے اور امن و اتحاد کے لحاظ سے جنت ہے۔ حیدرآباد کا ہندو مسلم اتحاد ہمیشہ بے مثل رہا ہے اور آج بھی ہم سب میں ایک گہرا رشتہ اُخوت موجود ہے۔

جناب قاسم رضوی صاحب صدر مملکتی مجلس اتحاد المسلمین نے جو رضا کارانہ تنظیم قائم کی ہے وہ ملک کی محافظ ہے اور ملک کے امن و امان و اتحاد کی ضامن ہے۔ ملک کے غیر مسلم عوام سے اپیل کرتے ہوئے مسٹر بابو راؤ نے کہا میں سارے امن پسند اور محب وطن ہندوؤں سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ رضا کار تنظیم میں پوری سرگرمی و جوش کے ساتھ حصہ لیں۔ "میزان"

حکومت ہند گاندھی جی کی محنت کو غارت کر رہی ہے کیا اس کے جھوٹ سے آئندہ ہندو مسلم اتحاد کی توقع باقی رہے گی؟ مجاہد اعظم کی فکر۔

۳۱/ مارچ ۔ ۴۸ء حیدرآباد۔ مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی نے ایک بیان میں کہا کہ آل انڈیا ریڈیو ہندوستانی اخبارات اور حکومت ہند کے شرمناک پروپگنڈے کی کوئی انتہا نہیں رہی مجھے اس جھوٹے پروپگنڈے کی رتی برابر پرواہ نہیں۔ اگر مجھے فکر ہے تو اس کی ہے کہ حکومت ہند بہ فرض محال جھوٹ بول کر اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تو کیا مسلمانوں کو اتنا بدنام کر کے اور بھیانک[1] بنا کر ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کا کچھ پاس و لحاظ باقی رکھے گی اور ــــ آنے والی نسلوں میں ہندو مسلم اتحاد کی کوئی توقع باقی رہے گی۔؟

---

[1] کہ دکھی میں مسلمان روزانہ ہندو کو مار کر ناشتہ کرتا ہے اس طرح کے کارٹون ہندوستانی اخباروں میں شایع ہوتے اور اسی طرح کے پوسٹر ہند کے شہروں میں لگائے جاتے تھے۔

حکومت ہند اس طرح گاندھی جی کے خواب کی تعبیر دے رہی ہے اور ان کی مدت العمر کی محنت کی کمائی کو غارت کر رہی ہے' اور دکن میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی سینکڑوں سالہ محبت اور برادرانہ تعلقات کو ختم کرنا چاہتی ہے" میزان"

جبکہ تمام ہندستان میں بدامنی و فرقہ واریت ہے صرف ہمارا ملک امن و اتحاد کا مرکز ہے' ہندو لیڈر پنڈت شنکر راؤ کی ناندیڑ کے مشترکہ جلسہ میں تقریر

حیدرآباد یکم اپریل ۔ ۴۸ء ضلع ناندیڑ میں ہندو مسلم مشترکہ جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے ایک معزز ہندو لیڈر پنڈت شنکر راؤ ایڈوکیٹ صدر کمیٹی قیام امن نے کہا کہ اس سلطنت میں عوام زمانہ سلف سے بلا لحاظ مذہب و ملت مل جل کر زندگی بسر کرتے ہوئے ترقی کی طرف گامزن ہیں چنانچہ اس زمانہ میں جبکہ سارے ہندوستان میں فرقہ واریت نے امن و امان کو متاثر کر کے ایک کو دوسرے کا دشمن بنا دیا ہے جس سے ہند میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ بھگوان کا شکر ہے کہ ہمارا ملک اس سے بچا ہوا ہے اور امن کا مرکز ہے جو زمین پر امن و امان کے لحاظ سے جنت ہے ـــ ہندوستانی شر انگیز پروپگنڈہ کی مذمت کرتے پنڈت شنکر راؤ نے کہا کہ ہندستانی لیڈروں اور وہاں کے اخبارات نے یہہ پروپگنڈہ پھیلانا شروع کیا ہے کہ یہاں ہماری اکثریت کا فرقہ تکلیف میں ہے اور مولوی قاسم رضوی صاحب اور رضاکاروں پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں میں اپنی واقفیت اور ذمہ داری کی بناء پر اس کی پرزور طریقہ سے تردید کرتا ہوں۔ یہاں پر رضاکاروں کے صدر مولوی اخلاق حسین زبیری بلا لحاظ مذہب و ملت سب کی خدمت انجام دے رہے ہیں بلاشبہ مولوی قاسم رضوی اور ان کی جماعت ملک کی آزادی اور اس کے امن و امان کی محافظ ہے۔

"میزان"

ہندیونین کا حیدرآباد کے خلاف پروپگنڈہ، غلامی میں جکڑنے کی تدابیر، مسٹر کے ایم منشی کی ملی بھگت، ہم ہند کے دوست اور حلیف رہنا چاہتے ہیں، صدیق دکن کی تقریر

۱۱۔ اپریل۔ ۴۸ء۔ مسلمانان حیدرآباد کے صادق القول صدر مولوی سید محمد قاسم رضوی دارالسلام میں ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ہندستانی یونین چاہتی ہے کہ ہر اس طریقہ سے جو وہ اختیار کر سکتی ہے۔ حیدرآباد کو شریک کرلے۔ جو کوشش اس مملکت کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے کی جارہی ہیں وہ جنگ سے کسی طرح کم نہیں ـــــ ہندوستان یونین میں جو لوگ برسر اقتدار ہیں وہ خوب، خوب اسٹیٹ کانگریس کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں اور یہ بھی ایک کھلا ہوا راز ہے کہ حکومت ہند اپنے صوبائی حکومتوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے علاقوں کے اخباروں میں فرضی اور من گھڑت قصے اور طوفان انگیز افترا پردازی اور نفرت انگیز تنقید نگاری کی اشاعت کریں بلکہ حیدرآباد کے خلاف جو مہم چلائی جارہی ہے اس میں دانے، درمے، سخنے، ہر طرح سے مدد کریں اور مملکت حیدرآباد اور اس کے حکمران اور رضاکاروں کو جس قدر ہو سکے بدنام کریں اور اس مملکت کے خلاف ہر طرح کی دشمنی پیدا کرنے کی مساعی آئے دن منظر عام پر آتی رہے۔ ہندوستانی ایجنٹ جنرل حیدرآباد مسٹر کے ایم منشی نے اندرونی طور پر ایک مسلسل مہم جاری رکھی ہے۔ اور حیدرآباد کے خود غرض افراد سے ملی بھگت رکھے ہیں۔ رضوی صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا حیدرآبادی وفد نے دہلی کی گفت و شنید میں جو کچھ طے کیا اور جو باعزت مفاہمت کی مسٹر منشی اس کا گلا گھونٹ دینے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ پنڈت جواہر لال نہرو حیدرآباد کے خلاف ہمارے سے کوئی معاندانہ کارروائی نہیں کرنا چاہتے تھے اور اسی طرح لارڈ ماؤنٹ بیٹن حیدرآباد کے مسئلہ کی کھینچ تان پسند نہیں کرتے کہ یہ دنیا کے موجودہ نظام میں ایک اور بڑی اختلافی خلیج بن جائے

لیکن مسٹر منشی ہندوستان کا حیدرآباد سے کوئی ایسا معاہدہ ہونے دینا نہیں چاہتے جو ان کے "مہا سبھائی" تصور کے مطابق نہ ہو مولوی قاسم رضوی نے کہا میں مسلمانان دکن کے صادق القول خادم کی حیثیت سے انڈین یونین کے ارباب مجاز کو طمانیت دیتا ہوں کہ تم حیدرآباد کی آزادی کو تسلیم کرو تو ہم ہر طرح تمہارے ساتھ ہیں اور حیدرآباد تمہارا دوست اور اچھا حلیف بن جائے گا ـــــ روزنامہ تنظیم

مسٹر قاسم رضوی کی ایک فرضی تقریر پر ہندپارلیمنٹ میں تحریک التواء کی کوشش وزیراعظم حیدرآباد کا وزیراعظم ہند کو برقیہ ۱۲/اپریل ۴۸ء

فضیلت مآب میر لائق علی وزیراعظم حیدرآباد نے پنڈت جواہر لال نہرو وزیراعظم ہندوستان کو لکھا کہ سردار پٹیل ہاؤنگٹن کل اپنے ساتھ اخبار "ہندوستان ٹائمز" مورخہ ۷/اپریل کا ایک تراشہ لائے ہیں جس میں مسٹر قاسم رضوی کی ۳۱/مارچ کی تقریر جہاد کی اپیل کو نمایاں عنوانات کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

کل رات نشرگاہ دہلی سے بھی اعلان کیا گیا ہے کہ انڈین یونین کی پارلیمان میں مسٹر رضوی کی اس مبینہ تقریر کے متعلق سوالات کئے گئے اور تحریک التواء پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور آپ نے بھی اس پر اظہار ناراضگی کی میں اس "سازش کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں کہ

مسٹر قاسم رضوی نے مبینہ تاریخ کو نہ کوئی تقریر کی اور نہ ہی حیدرآباد کے کسی ہندو مسلم اخبار میں اور نہ ہی ہندستان کے اور اخبار میں شائع ہوئی۔ اور یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ ایسا کوئی جلسہ یا تقریر ان نیوز ایجنسی کے نمائندے جو حیدرآباد میں باہر کے موجود ہیں کسی ایک کے بھی علم میں آئی ہو۔

یہہ بات معنی خیز ہے کہ مسٹر قاسم رضوی کی تقریر ۳۱/مارچ کو ہونا بیان کیا جاتا ہے اور اس کی اطلاع ہندستان ٹائمز کو حیدرآباد سے ۶/اپریل کو روانہ کی جاتی ہے اور یہ اخبار ہندستان ٹائمز میں ۷/اپریل کو شایع ہوتی ہے اور یہہ عین وہی دن ہے جب سر واکٹر مانکٹن حیدرآباد کے مسائل پر گورنر جنرل ہند اور آپ سے گفتگو کرنے والے تھے۔

یہہ غلط اطلاع عمداً تراشی گئی ہے اور اس کی اشاعت ایک خاص وقت پر عمل میں لائی گئی تاکہ ہندستان اور حیدرآباد کے تعلقات پر اثر ڈالا جائے اور کسی طویل المعیاد دوستانہ سمجھوتے پر پہونچنے کے امکانات کو دور کر دیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس اثر انگیز سازش کے خلاف کوئی مناسب کارروائی کریں گے تاکہ آئندہ ایسی سازشوں کا سد باب ہو۔" روزنامہ تنظیم"

رضاکاروں اور مجھے بدنام کر کے مسلمانوں کی قوت کو توڑ کر حیدرآباد کو ہضم کر لینا انڈین یونین کا مقصد، رضوی صاحب کا بیان ۱۴/اپریل ۔ ۴۸ء مولوی سید محمد قاسم رضوی نے ایک صحافتی بیان میں کہا کہ ۳۱/مارچ کو میری مبینہ تقریر کا تکذیب کے بعد بھی مسلسل دیکھ رہا ہوں کہ ہندوستان کے اخبارات اور حکومت ہند کے ارباب اقتدار اپنی دروغ بافیوں کو محض مفسدہ پردازی کی خاطر جاری رکھے ہوئے ہیں حکومت ہند کے ذمہ دار لوگوں میں ابوالکلام آزاد نے جو کچھ کہا اس کے سوا ان سے کوئی دوسری توقع نہیں کی جا سکتی تھی ۔ میری صاف اور صریح واضح تردید کے بعد دہلی میں احتجاجی جلسے دیوانات اور پارلیمنٹ میں ہنگامہ بجز اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ جس مقصد کے لئے میرے نام سے شایع کی گئی وہی مقصد اب بھی کارفرما ہے کہ ۔ رضاکاروں اور مجھے بدنام کر کے مسلمانوں کی قوت کو توڑ کر حیدرآباد کو ہضم کر لینا انڈین یونین کی کھلی نیت معلوم ہوتی ہے لیکن انشاء اللہ اس کے اس مقصد کی تکمیل کبھی نہ ہوگی ـــــ

میں پھر انڈین یونین سے اپنے حقیقی جذبات کا واضح طور پر اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ حیدرآباد کا مسلمان اپنے پڑوسی سے اچھے تعلقات رکھنا چاہتا ہے۔" روزنامہ پیام"

ہم اہل ہنود رضاکاروں کی خدمات سے مطمئن اور محفوظ ہیں، ہم اپنا خون پرچم آصفی کی بقا کے لئے بہادیں گے مسٹر بسوا راجیا رکن مقننہ کا اعلان

حیدرآباد۔ ۱۷۔ اپریل۔ ۱۹۴۸ء مسٹر بسوا راجیا رکن مقننہ (اسمبلی) تعلقہ شاہ پور نے اپنے بیان میں کہا کہ میں جمیع رعایا اہل ہنود کی جانب سے تنظیم رضاکاران کی پرامن خدمات پر مبارکباد دیتے ہوئے تعلقہ شاہ پور کے عوام کی جانب سے یہ اعلان کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ۔ رضاکاروں کی خدمات سے ہم نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ ملک کو درپیش خطرات سے بھی محفوظ ہیں ۔ آج کل بیرونی اور چند اندرونی وطن دشمن عناصر کی طرف سے جو غلط پروپگنڈہ ملک کے خدمت گذاروں کو بدنام کرنے کے لئے کیا جارہا ہے وہ سراسر غلط ہے ۔ ہم سب بلا تفریق مذہب ملت اس تنظیم میں داخل ہیں ۔ اور ہم اپنا آخری قطرہ خون تک" پرچم آصفی" کی بقا و عزت آبرو کے لئے بہادیں گے ۔ " میزان"

رضاکاروں کے بھیس میں لوٹ و ڈاکہ زنی مسلمانوں کو بدنام کرنے والی دشمنوں کی سازش مال مسروقہ سرحد پار ۲۰۔ اپریل۔ ۱۹۴۸ء رضاکاروں اور عربوں کے لباس میں شرپسند ہندوں نے ڈاکہ اور دیگر جرائم کا حیدرآباد کے تعلقہ جات اور دیہات میں کس طرح ارتکاب جاری رکھا ہے اس کی تازہ مثال "بھوکروں" ضلع اورنگ آباد میں ایک مفتہ قبل سترہ ہندوں کی گرفتاری ہے جنھوں نے اس تعلقہ میں ڈاکہ اور لوٹ کی کئی وارداتیں کی ہیں ۔

پولیس نے ان کے قبضہ سے ہزاروں روپیہ کا مال مسروقہ برآمد کیا ہے جو حافہ اور لنگیاں باندھتے ہیں اور رضاکار جو ڈریس پہنتے ہیں اس کے بھی کئی جوڑے

ان لوگوں کے پاس سے برآمد ہوئے ہیں۔

گرفتار شدگان جو رضاکاروں اور عربوں کے لباس میں ملبوس تھے انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ ہندو ہیں اور انہوں نے اس امر کا بھی انکشاف کیا کہ جب کبھی وہ ارتکاب جرم کے لئے نکلتے ہیں تو ہمیشہ رضاکاروں اور عربوں کے لباس میں ملبوس ہوتے ہیں۔ اس طرح ان کا مقصد لوٹ ڈاکہ زنی کے ساتھ مسلمانوں کو بدنام کرنا اور پولیس کو دھوکہ دینا ہوتا۔

ان گرفتار شدہ نے پولیس کو بتایا کہ ڈاکہ میں حاصل کیا ہوا مال جب بھی موقع ملے سرحد پار گاؤں میں قائم اسٹیٹ کانگریس کے دفتر کو امدادی مہم کیلئے دے آتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں کانگریسی جو "دیہاتوں" کے راجہ کے مرکز پر متعین ہیں ان کو اسلحہ گولی بارود وغیرہ فراہم کرتے ہیں۔ "میزان" نوٹ۔ اس طرح رضاکاروں کو بدنام کرنے والے متعدد واقعات پیش آئے چنانچہ اسی طرح کا واقعہ جالنہ میں بھی پیش آیا اور تین ہندوؤں کو رضاکاروں کی وردی پہن کر چوری کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔

حیدرآباد کے سامنے دو ہی راستے ہیں، جنگ یا شرکت پنڈت نہرو کا کانگریس کے کھلے اجلاس میں اعلان

۲۴/ اپریل ۔ ۱۹۴۸ء کو بمبئی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے کھلے اجلاس گاندھی نگر میں وزیراعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو نے حکومت ہند کی خارجی پالیسی کے وسیع خدوخال پر روشنی ڈالی حیدرآباد اور کشمیر کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جغرافیائی اور معاشی حالات کے دباؤ کے تحت حیدرآباد کو انڈین یونین میں شریک ہونا ہی پڑے گا۔

اب حیدرآباد کے سامنے دو ہی راستے ہیں" جنگ یا شرکت" پنڈت نہرو نے کہا کہ جنگ ایک طوالت بخش طریقہ ہے اور اگر ہم اس میں الجھ جائیں تو بہت سارے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم جنگ

کے راستہ پر قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ حکومت ہند حیدرآباد پر بھی انھیں اصولوں کا اطلاق کرنا چاہتی ہے جو اس نے کشمیر اور جونا گڑھ اور دوسری ریاستوں کے بارے میں اختیار کئے ہیں پنڈت جی نے رضاکاروں اور مجلس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ رضاکاروں کے لیڈر مسٹر قاسم رضوی کی اس تقریر کو چھوڑ کر بھی جس کی تردید کی گئی ہے ایسی باتیں کہی جارہی ہیں جو حکومت ہند کے خلاف معاندانہ جذبہ کی حامل ہیں۔

قاسم رضوی کی جوشیلی تقریروں سے جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حیدرآباد پر کون حکومت چلا رہا ہے؟ رضوی یا نظام

اس اجلاس میں ارکان نے یہ تجویز پیش کی کہ حیدرآباد اور کشمیر کے مسئلہ پر بحث خفیہ اجلاس میں کی جائے صدر کل ہند کانگریس راجن بابو نے اعلان کیا کہ کل جمعہ سے کل ہند کانگریس کمیٹی کا خفیہ اجلاس کانگریس ہاؤس میں شروع ہوگا۔

"میزان"

کل ہند کانگریس کے خفیہ اجلاس میں حیدرآباد کے خلاف مسٹر منشی کے منصوبے

۲۵/اپریل۔ ۴۸ء بمبئی میں کل ہند کانگریس کمیٹی کے مشہور خفیہ اجلاس میں مسٹر کے ایم منشی ایجنٹ جنرل ہند متعین حیدرآباد نے بیان کیا کہ

انتظام جاریہ کے معاہدہ کے اختتام تک انتظار کرنا مناسب ہے اور جب وہ ختم ہو تو حیدرآباد کو اپنے ہی پیسہ میں سڑنے کے لئے چھوڑ دیا جائے پہلی ہمارے ہاتھ میں رہے گی، حیدرآباد میں مجھے مشورہ دیا گیا کہ حکومت ہند کو جلد بازی نہ کرنا چاہئے اور اس دوران میں بغیر اعلان کئے حکومت ہند اقتدار اعلیٰ خاموشی کے ساتھ اختیار کرے۔ مجھے افسوس ہے کہ نظام مجھ سے کبھی بغیر وزیر اعظم کی موجودگی کے خفیہ ملاقات نہ کی میں نے اس کا تذکرہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہند سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ایک خط نظام کو لکھیں گے اور ان سے مجھے تنہا باریاب کرنے کی

درخواست کریں گے میں اتحادی وزراء سے ربط قائم کرنے کی کوشش کروں سے نہ مل سکا ـــــ میں چونکہ کانگریسی تھا اس لئے کانگریسی خیالات کے عوام نے مجھ سے ملنا شروع کر دیا اور میں ان سے ربط قائم کئے رہا میں نے سرکاری زاویہ نظر معلوم کیا کہ حکمران طبقہ اقتدار چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہے وہ اب بھی دونوں فرقوں میں مساوات، تحفظات عدم شمولیت وغیرہ کی اصطلاحوں میں گفتگو کرتا ہے میں تعطل کو انتظام جاریہ کے معاہدہ کے ختم ہونے سے پہلے ہی دور کرنا چاہتا تھا مسٹر منشی نے ایوان کو بتایا کہ

میں نے محسوس کیا کہ حکومت نظام معاہدہ کی "خلاف ورزیوں" کا مواد فراہم کر رہی ہے۔ اگرچہ کہ سرکاری طور پر علاقہ جاتی مطالبات نہیں پیش کئے گئے لیکن اتحادی جماعت وقتاً فوقتاً یونین کے علاقوں کا مطالبہ کیا اور اس مطالبہ سے موقف اور بھی خراب ہو گیا۔ میں نے پاکستان کو بیس کروڑ روپیہ کے قرضے کو بہت سنجیدہ معاملہ تسلیم کیا جس طرح یہ معاملہ طے پایا تھا میرے لئے زیادہ ہوشیار رہنے کا موجب ہوا اور میں نے رائے قائم کی کہ ہم کو انتہائی سخت ہونے کا اظہار کر دینا چاہئے۔

مسٹر منشی نے کہا کہ مجھے کامل اتفاق ہے کہ اسٹیٹ کانگریس کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکی کیوں کہ اتحادی جماعت اور اس کے معاونین کا مکمل طور پر حکومت پر قبضہ قائم تھا۔ اسٹیٹ کانگریس پوری طرح کبھی بھی منظم نہ ہونے پائی عوام میں سیاسی شعور بھی پوری طرح بیدار نہیں ہوا حالانکہ یہہ خواہش تو موجود ہے کہ عوامی حکومت ہونی چاہئے ـــــ میں نے اسلحہ اور سامان حرب کی خریدی کے بارے میں نظام کی مجنونہ مساعی کے متعلق سنیں اسلحہ درآمد کرنے کے لئے حکومت نظام نے اپنے کارندوں کو مملکت متحدہ تک روانہ کیا ہے۔

مسٹر منشی نے کہا میں ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں مقدور بھر کوشش کروں گا کہ مفاد ہندو یونین اور ہندو اکثریت بھی جو اتحادی جماعت

(رضاکاروں) کی فولادی ایڑی کے نیچے تڑپ رہی ہے محفوظ رہے۔

نائب وزیر اعظم سردار پٹیل کو پوری طرح باخبر رکھا جا رہا ہے اور ہم حالات پر نگرانی قائم کئے ہوئے ہیں تاہم میں نے معلوم کر لیا ہے کہ سرکاری طور پر رضاکاروں سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ مجھے حقیقی اعداد مہاجرین کی تعداد کے بارے میں حاصل نہ ہو سکے۔ اب وہاں یہہ پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ اسٹیٹ کانگریس نے مساوات قبول کر لی ہوتی اور حکومت (لائق علی وزارت) میں شامل ہو گئی ہوتی اگر میں نے درمیان میں مداخلت نہ کی ہوتی مسٹر کے یم منشی نے کہا ہمیں خواہ ایک ہی دن کے لئے کیوں نہ ہو معاہدہ انتظام جاریہ کے ختم ہوتے ہی اس کی کسی حالت میں بھی توسیع نہ کرنا چاہئے

ہمیں یہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے کہ حکومت نظام معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اگر ہم ایسا اعتراض کریں تو حکومت نظام اسے "ثالث" کے سپرد کر دینے کی کوشش کرے گی" اور یہہ وہ معاملہ ہے جو ہمیں کسی بھی طرح منظور نہیں۔ سر ہربرڈ کن میں دکن نیوز نے اس روئیداد کا متن شائع کیا جو کل ہند کانگریس کمیٹی کے خفیہ اجلاس بمبئی سے اس نے کسی طرح حاصل کیا تھا جس میں مسٹر کے یم منشی نے یہ بیان دیا،

ماخوذ مشاہدات جس کا پیش لفظ مسٹر کے یم منشی سابق ایجنٹ جنرل ہند متعینہ حیدرآباد و مرکزی وزیر اعانیہ وزارت نے تحریر کیا ہے۔

سازش کا عکس حضور نظام کے خاص درباری نواب ہوش یار جنگ جو نواب شہید یار جنگ و نواب زین یار جنگ ایجنٹ جنرل حیدرآباد متعینہ ہند کے قریبی ساتھی ہیں اپنی کتاب مطبوعہ ۵۳ء میں لکھا ہے کہ۔ حیدرآباد میں جو کچھ ہوتا رہتا تھا اور جو منصوبے شاہ منزل میں باندھے جاتے تھے اور جس کا اثر کنگ کوٹھی پر پڑتا تھا اس سے مسٹر منشی باخبر

رہتے تھے۔ میں مسٹر منشی سے ملنے جلنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا کہ وہ ملک کی خدمت کرنے والوں کی خدمات کا ثانی اعتراف نہیں کرتے بلکہ ان کے مشکلات کا بھی احساس رکھتے ہیں۔

فوجی نقطہ نظر سے ہم دو محاذ برداشت نہیں کر سکتے کانگریس کے بند اجلاس میں پنڈت نہرو کا اظہار

۲۵ اپریل ۔ ۴۸ء ۔ بمبئی ۔ حیدرآباد کے متعلق بمبئی کے کل ہند کانگریس کے خفیہ اجلاس کانگریس ہاؤس میں حیدرآباد کے پانچ اشخاص کو بھی مدعو کیا گیا تھا جنھوں نے مملکت آصفیہ کے دیہات میں ہولناک واقعات لوٹ قتل و غارت اور جبر و تشدد کی فرضی اور خود ساختہ داستانیں سنائیں اور رضاکاروں پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ جلسہ کی صدارت مسٹر راجندر پرشاد صدر کل ہند کانگریس نے کی۔ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند نے اپنی تقریر میں حیدرآباد کے تعلق سے حکومت ہند کی حکمت عملی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی فوج حیدرآباد پر تین طرف سے حملہ کرنے کے لئے تیار ہے اور یہ حملہ قلیل سی مدت کی اطلاع کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ پنڈت نہرو نے اراکین ایوان سے خواہش کی کہ وہ معاہدہ انتظام جاریہ کے اختتام تک صبر سے کام لیں۔

"فوجی نقطہ نظر سے ہم دو محاذ برداشت نہیں کر سکتے" ۔ مسٹر قاسم رضوی کی تقاریر کا حوالہ دیتے ہوئے پنڈت نہرو نے کہا جس طرح ہمارے ملک کے لیڈر جنگ کی اصطلاحات میں باتیں کر رہے ہیں اسی طرح مسٹر رضوی بھی اسی زبان میں جواب دے رہے ہیں اگرچہ کہ مسٹر رضوی کی تقاریر حیدرآباد کی موجودہ حکومت کے پیش نظر حقائق پر مبنی ہوتی ہیں لیکن ان تقاریر کو کسی صورت میں بھی حکومت کی سرکاری پالیسی کی ترجمان نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پنڈت جی نے اجلاس میں سردار پٹیل کے اس پیام کا اعادہ کیا جو کہ انہوں نے کل ہند کانگریس کمیٹی کے اجلاس کو بھیجا تھا۔ (روزنامہ میزان)

پنڈت نہرو کی تقریر جنگ یا شرکت ناپسندیدہ حیدرآباد کی آزادی کے حق کی پرزور حمایت برطانوی پارلیمان میں تذکرہ

لندن ۔ ۴ مئی ۔ ۴۸ء ۔ برطانوی دارالعلوم میں آج کے مباحث میں حصہ لیتے ہوئے حزب الاختلاف اسپیکر مسٹر چرچل ٹیلر نے حیدرآباد کی آزادی کے جائز حق کی پرزور حمایت کرتے ہوئے وزیراعظم ہند پنڈت نہرو کی حیدرآباد کے بارے میں حالیہ تقریر کے لب و لہجہ کو جنگجویانہ اور ناپسندیدہ قرار دیا اور کہا کہ حیدرآباد کے مسئلہ کا حل اتنا آسان نہیں جتنا کہ پنڈت نہرو سمجھتے ہیں ۔ جنگ یا شرکت کی دو متبادل صورتیں اس مسئلہ کا کوئی منصفانہ حل نہیں کہلائی جاسکتی ۔

مسٹر چرچل ٹیلر نے کہا کہ برطانیہ کو حیدرآباد کی آزادی کے جائز حق کی تائید کرنی چاہئے اگر وہ چاہے تو اسے دولت مشترکہ کا رکن بنا لیا جانا چاہئے (رہبر دکن)

عثمان آباد کے مسلمانوں کے قتل عام کا منصوبہ پھول چند گاندھی کا اعلان اہم انکشافات بم سازی کا کارخانہ

۴ مئی ۔ ۱۹۴۸ء کو اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل کے لیڈر مسٹر پھول چند گاندھی وکیل عثمان آباد نے "بارسی" ضلع عثمان آباد میں ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "عثمان آباد کے تمام مسلمانوں کا بلالحاظ عمر و جنس صفایا کر دینا چاہئے ۔ انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا اور کہا کہ عثمان آباد کے خلاف تخریبی سرگرمیوں کا آغاز کرنے کی غرض سے تین مراکز اب تک قائم ہو چکے ہیں اور چوتھا مرکز قائم ہو جانے کے بعد وہ ہند سرکار کی ہدایت کا انتظار کریں گے اگر وہاں سے کوئی ہدایت وصول نہ ہو تو مزید انتظار کئے بغیر اپنے منصوبہ کو روبہ عمل لائیں گے ۔ مسٹر پھول چند گاندھی کی نگرانی میں بم سازی کا ایک کارخانہ "شولاپور" صوبہ بمبئی میں قائم کیا گیا ہے اور یہ بم حیدرآباد کے سرحدی دیہات میں استعمال کئے

کئے جاتے ہیں (تنظیم و میزان)

نوٹ:۔ یہ وہی پنچول چند گاندھی ہیں جو حیدرآباد کی پہلی کانگریسی حکومت بی رام کشن راؤ کی کابینہ میں وزیر بنائے گئے اور جنھوں نے پولیس ایکشن کے بعد اپنے ان ہی منصوبوں کو روبہ عمل لاکر عثمان آباد میں مسلمانوں کا قتل عام کرایا۔ چنانچہ اس وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو نے دورہ عثمان آباد میں ندامت اور سخت برہمی و دکھ کا اظہار کیا۔ (مظہر الدین)

ہندیونین میں شرکت کا مطلب حیدرآباد کے مسلم اور غیر مسلم عوام کی موت ہے

مسٹر شیام سندر کا اعلان۔ ۷ مئی ۱۹۴۸ء کل رات بیدر میں پست کردہ اقوام کے ایک عظیم جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے قائد پست کردہ اقوام مسٹر بی شیام سندر رکن مقننہ (اسمبلی) نے کہا کہ

ہندستانی یونین میں شرکت اور تین فی صد برہمنوں کی مطلوبہ ذمہ دارانہ حکومت کے معنی مملکت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد کے چالیس لاکھ مسلمانوں کے ساتھ نو لاکھ پست کردہ اقوام کی بھی موت کے ہیں۔ پست کردہ اقوام اس کے لئے کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ جو قوم ان پر ہزاروں سال سے ظلم ڈھائی جارہی ہے اور ہماری قوم کو نیچ سمجھنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں آج اس کے ہاتھ میں اقتدار سونپ دیا جائے۔

مسٹر شیام سندر نے جلسہ میں شریک ہزاروں پست کردہ اقوام سے اپیل کی کہ وہ تنظیم رضاکاران میں شریک ہو کر اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر حیدرآباد کی آزادی کی حفاظت کریں۔ ہم اپنی آزادی کو کسی قیمت پر نہیں دے سکتے ہم قوت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ مسٹر شیام سندر قائد پست اقوام نے سکندرآباد اور مختلف اضلاع میں اجتماعات کو مخاطب کرتے ہوئے تنظیم رضاکاران کو مستحکم کرنے کی اپیل کی

(میزان)

آزادی کی بقا کے لئے بلا لحاظ مذہب و ملت ہر فرد دشمن کی مساعی کو ناکام کرنے کا عزم رکھتا ہے" قاسم رضوی کا اظہار۔ ۱۱۔ مئی ۔ ۱۹۴۸ء ۔ مدراس۔

اخبار "ہندو" اپنے نامہ نگار کے حوالے سے شاہ دکن ہز مجسٹی حضور نظام کی سالگرہ کی تقریب کے ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے مولوی سید محمد قاسم رضوی نے کہا کہ "حیدرآباد ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں نہیں جو دب جائے اور نہ ہمارا بادشاہ ایسے مہاراجوں میں سے ہے جو آسانی سے "راج پرمکھ" بن گئے ہیں۔

حیدرآباد میں ہر مرد اور عورت و ہر بچہ و بوڑھا بلا لحاظ مذہب و ملت دشمنوں کی مساعی نامسعود کو ناکام کرنے اور انھیں زیر کرنے کا عزم مصمم رکھتا ہے۔ دنیا کی تمام قوتوں کی قوت بھی ایک عزم مصمم رکھنے والی قوم کی اخلاقی حالت کو دھکا پہونچانے کے لئے کافی نہیں ہے جس خطرناک دور سے مملکت حیدرآباد گزر رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس دور کشمکش میں حضرت پیر و مرشد حضور نظام کی سیاست کا یہہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس مملکت کو عالم اسلامی کی ہمدردیاں اور تائید حاصل ہے۔ دنیا کی ساری طاقتیں حیدرآباد کے خلاف کھڑی ہو جائیں لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ عزم بلند اور یقین محکم تمہاری کامرانی کا ذمہ دار ہے تمہارے جذبہ حریت کو دنیا کی کوئی قوت زیر نہیں کر سکتی۔ (ماخوذ)

مجاہد اعظم قاسم رضوی پر ہندو عوام کے اعتماد کا عدیم النظیر مظاہرہ مسلمان غیر مسلم کی حفاظت کے لئے مر کٹانے آمادہ ہندو مسلم اتحاد کے اثر آفریں اور دلکش مناظر اس وقت دیکھنے میں آئے جب ۱۶/ مئی ۱۹۴۸ء کو مجاہد اعظم مولوی سید محمد قاسم رضوی قائد رضاکاران جگدیو پور ضلع میدک پہونچے تو مقامی ہندو مسلم عوام اور رضاکاروں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔

ہندو عوام نے اپنی مذہبی رسم کے مطابق مجاہد اعظم کو پھولوں سے

بجی "رتھ" پر بیٹھا کر گلپوشی کی اور ناریل پھوڑنے کی رسم ادا کی۔ ہندو عوام رضاکاروں کی خدمات پر اپنی بڑی ممنونیت کا اظہار کیا کہ وہ بالحاظ مذہب ملت خدمات انجام دے رہے ہیں اور ہماری جان و مال اور ملک و مالک کے محافظ ہیں۔ شاہ عثمان زندہ باد، آزاد حیدرآباد پائندہ باد، مجاہد اعظم زندہ باد فلک شگاف نعروں میں فیلڈ مارشل قاسم رضوی کا رتھ جلوس کی شکل میں موضع جگدیو پور میں داخل ہوا۔ اس موقع پر مولوی قاسم رضوی صاحب نے مختصر تقریر میں فرقہ وارانہ اتحاد اور وطن سے وفاداری پر ہندو مسلم عوام کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔

"مسلمان رضاکار تمہارا بھائی ہے جو غیر مسلموں کی حفاظت کے لئے اپنا خون بہانے اور سر کٹانے پر آمادہ ہے"۔ میزان

رضاکاروں میں جو ہندو مسلم اتحاد ہے وہ ہند میں کہیں نہیں، فیلڈ مارشل قاسم رضوی کی تقریر حیدرآباد۔ ۱۷ مئی ۱۹۴۸ء قائد رضاکاران مولوی قاسم رضوی نے دارالشفاء میں مسلمانوں کے کثیر اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہم ہندو کو ہندو رکھکر مسلمان کو مسلمان رکھکر سکھ کو سکھ رکھ کر اتحاد قائم رکھے ہوئے ہیں ہم قومیت کا دھوکہ نہیں دیتے جو باہر سے حیدرآباد پر مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حیدرآباد نے جس طریقہ سے اپنے ملک کی زندگی کو قائم رکھا ہے اسی طرح آئندہ بھی رکھے گا۔ رضاکاروں کو "راکشش" بنانے والے بنانے اور اس کا بھیانک نقشہ کھینچنے والے کھینچیں، آفتاب پر دھواں اڑانے سے اس کی ضیا پاشی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ رضاکاروں میں حیدرآباد کیا جو ہندو مسلم اتحاد ہے وہ ہندوستان کے کسی چپہ پر بھی نظر نہ آئے گا، ہماری رضاکار تنظیم میں ہر مذہب و ملت کے وطن پرست ہیں ہر ایک کا مذہب اپنی جگہ ہے۔ قاسم رضوی صاحب نے مزید کہا دنیا کا یہ خیال تھا کہ پنڈت نہرو فرقہ وارانیت

پڑے ہیں مگر اب معلوم ہوا کہ کھدر کے ہر کرتے کے نیچے وہی فرقہ واریت چھپی ہوئی ہے جو حیدرآباد پر حملہ کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈ رہی ہے۔

"میں مسلمانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو کتنا ہی مشتعل کریں اور کتنا ہی تنگ کریں لیکن آپ صبر سے کام لیں"۔

آپ کا صالح اور نیک عمل حیدرآباد کو آزاد رکھے گا۔ (پیام)

ایک ہزار حملہ آوروں سے چند رضاکاروں کی مدافعت، ۱۲ مسلمان شہید

حیدرآباد ۲۱/ مئی ۔ ۱۹۴۸ء موضع کورکنٹلا تعلقہ جنگاؤں پر کانگریسیوں اور کمیونسٹوں کے مسلح حملہ میں کئی مسلمان زخمی اور بارہ ہلاک ہوئے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ زخمیوں کو دواخانہ رجوع کیا گیا جہاں زخمیوں کا قبل از مرگ مجسٹریٹ ضلع اطراف بلدہ نے بیان قلم بند کیا۔ زخمیوں نے بیان میں بتایا کہ ۱۹/ مئی صبح ۵ بجے ایک ہزار مسلح حملہ آور کورکنٹلا میں داخل ہوئے اور ایک رضاکار مسمی حسن الدین کے مکان پر حملہ کیا اور اس پر گولی چلا کر ہلاک کر دیا اور پھر گاؤں کے مسلم مکانات میں گھس پڑے عورتوں اور بچوں کو بھی حملہ کا نشانہ بنایا اور لوٹ مار کی اور مکانات کو نذر آتش کر دیا بارہ مسلمان ہلاک ہوئے۔

ان ایک ہزار بیرونی حملہ آوروں کا رضاکاروں کی مختصر جماعت نے کافی دیر تک دلیرانہ مقابلہ کیا پولیس کے آتے ہی حملہ آور فرار ہو گئے۔

کورکنٹلا جنگاؤں سے ۱۵ میل پر واقع ہے۔ روزنامہ میزان

حکومت ہند کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مملکت آصفیہ کو شمولیت پر مجبور کرے

کوئٹہ سے قائداعظم کا اعلان یکم جون ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے کوئٹہ سے اعلان جاری کیا جس میں کہا گیا ہے کہ ریاستوں کے معاملہ میں

میری رائے حکومت ہندستان اور حکومت حیدرآباد کو معلوم ہے۔ حیدرآباد ایک آزاد و خود مختار سلطنت ہے اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ ہندستان میں شمولیت اختیار کرے یا آزاد رہنے کا فیصلہ کرے۔

حکومت ہندوستان کے لئے یہ بات کسی طرح جائز نہیں کہ وہ مملکت آصفیہ کو شمولیت پر مجبور کرنے کے لئے دباؤ ڈالے کیونکہ ایسا کرنا "اخلاق وانصاف اور دیانت داری" کے اصولوں کے خلاف ہے اور آزاد ریاستوں کے معاملہ میں ان اصولوں کا پاس رکھنا لازمی ہے مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ حیدرآباد اپنی آزادی و خود مختاری کو برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہے اسے پاکستان ہی کے مسلمانوں کی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل ہیں ـــــ حیدرآباد کو اپنی قسمت کا مناسب فیصلہ کرنے کی آزادی دی جانی چاہئے حیدرآباد اور ہندستانی کے اس تنازعہ میں یہی واحد اور باعزت راستہ رہ گیا ہے ـــــ (رہبر دکن)

یونین کے سرحدی سپاہیوں کا حملہ پندرہ رضاکاروں کو زندہ جلا دیا

حیدرآباد۔ ۱۹/جون۔ ۱۹۴۸ء کو موضع "پنگوڑ" کے پندرہ رضاکاروں کا ایک دستہ یوم آزادی حیدرآباد کے موقع پر "پرچم آصفی" کو سلامی دینے کی غرض سے حضور نگر آیا وہاں پرچم کشائی اور سلامی کی رسم ختم ہونے جب یہ دستہ اپنے گاؤں واپس ہو رہا تھا تو چیتر گوڑہ سرحد لنکر میں انڈین یونین کی پولیس اور کانگریسی اشرار نے رضاکاروں کو اپنی حراست میں لے لیا اور ان کے ہاتھ پیر باندھ کر گھانس کی گری میں ڈال کر اس میں آگ لگا دی گئی اور اس طرح وحشیانہ ظلم کے ذریعہ ان رضاکاروں کو زندہ جلا کر شہید کر دیا اور ایک بوڑھی عورت کو بھی جو وہاں سے گزر رہی تھی پکڑ کر اسی آگ میں ڈال دیا۔

"میزان"

ہم نے ہندیونین کا چیلنج قبول کرلیا تو وہ اس سے ہٹ گئی ہم نے اپنے ایقان کا ثبوت دیکر سیاست کے میدان میں اسکو شکست دیدی' مولوی قاسم رضوی کا اعلان حیدرآباد ۱۲ جون ۱۹۴۸ء کل رات فیل خانہ میں یوم اقتدار کے ایک زبردست جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے مولوی سید محمد قاسم رضوی نے کہا۔ ہندستان عرصہ سے چیخ رہا تھا کہ حیدرآباد کی حکومت دقیانوسی ہے وہاں بادشاہت ہے عوام کچلے جارہے ہیں اس لئے ذمہ دارانہ حکومت قائم کی جانی چاہئے اور عوام سے ان کی رائے معلوم کرنی چاہئے کہ وہ کس قسم کی زندگی چاہتے ہیں آزادی یا یونین میں شرکت' ہم نے ان کا چیلنج قبول کرلیا تو وہ اس سے ہٹ گئی اور اپنی ہی پیش کردہ تجویز استصواب عامہ پر راضی نہیں ہے۔ بہرحال ہم نے آج اپنے ایقان کا ثبوت دیکر سیاست کے میدان میں ہندستان کو پہلی شکست دیدی ہے اور ساری دنیا میں ہندوستان شکست کھا چکا۔ اب حیدرآباد کا مقدمہ بہت مضبوط ہوچکا ہے۔ ہندستان یونین کی فوجوں کے حیدرآباد میں داخل ہونے کے حالیہ بیانات کا جو ہند کے ارباب مجاز دے رہے ہیں کا تذکرہ کرتے ہوئے رضوی صاحب نے کہا کہ ہندستانی فوج حیدرآباد میں داخل ہوئی تو "راس کماری تک انتشار برپا ہوجائے گا اور سارے ہندستان میں اس کا ردعمل ہوگا۔ لیکن اگر ہم سے دوستی کروگے تو خدا کی خدا قسم ہم تمہارے اچھے حلیف اور دوست ہوسکتے ہیں ہمیں تم سے ہمدردی ہے کیونکہ ہم نے تم پر نو سال تک خلوص اور رواداری کے ساتھ حکومت کی ہے۔ تم گولکنڈہ کی طرف دیکھنا چھوڑدو ہم لال قلعہ کی طرف پلٹکر بھی نہیں دیکھیں گے ..... (میزان)

نوٹ۔ آئندہ حیدرآباد اور ہند یونین کے مابین مسئلہ کی مستقل یکسوئی کے بارے میں قطعی اور آخری فیصلہ کے لئے حکومت ہند نے جو شرط استصواب عامہ کی طویل گفت وشنید کے بعد پیش کی تھی اس تعلق سے حضور نظام کی منظوری (فرمان) کا مسودہ جو حکومت ہند کو دیا گیا تھا اور وزراء ہند کی پریس کانفرنس کے موقع پر تقسیم کیا گیا حسب ذیل ہے — تفصیل صفحہ ۶۴ پر ملاحظہ کیجئے۔ (مولف)

ہند کی پیش کردہ استصواب عامہ کی تجویز پر حضور نظام کا فرمان مبارک

میری حکومت اور حکومت ہندوستان کے مابین طویل مباحث کے بعد میں اب اس موقف میں ہوں کہ اپنی حکمت عملی کے متعلق سے اعلان کروں مملکت حیدرآباد اور قلمرو ہندوستان کے باہمی تعلقات کے بارے میں جو غیر یقینی صورت حال پیدا ہو گئی ہے میں اسے ختم کرنا چاہتا ہوں میرے نقطہ نظر سے حکومت ہندوستانی بخوبی واقف ہے اور حکومت ہندوستان کا نقطہ نظر مجھ پر واضح کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس سوال (ہند کی پیش کردہ تجویز) پر اپنی رعایا کی مرضی معلوم کروں کہ آیا حیدرآباد ہندوستان یونین میں شریک ہو جائے یا نہیں اس لئے میں حیدرآباد میں حق رائے دہی بالغان کی اساس پر استصواب عامہ کا انتظام کروں گا استصواب عامہ کو منصفانہ طریقہ پر عمل میں لانے کے لئے میں اس کا انتظام کروں گا کہ یہ ایک غیر جانب دارانہ اور آزاد جماعت کی نگرانی میں عمل میں آئے میں استصواب عامہ کے نتیجہ سے اتفاق اور اسے تسلیم کروں گا "خواہ یہ کچھ ہی ہو"

یوم حیدرآباد دنیا کی تمام اسلامی مملکتوں سے مولانا شبیر احمد عثمانی کی اپیل

کراچی۔ ۲۵/ جون۔ ۱۹۴۸ء آج پاکستان کے طول و عرض میں بعد نماز جمعہ تمام مساجد میں اسلامی مملکت حیدرآباد کے تحفظ کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعا کی گئی اور بڑے تزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھ "یوم حیدرآباد" منایا گیا۔ (جس کی مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپیل کی تھی) تمام بڑے بڑے شہروں میں عظیم الشان جلوس نکالے گئے اور نہایت مہتمم بالشان جلسے منعقد ہوئے اس طرح اہل پاکستان نے آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد سے اپنی محبت اور وابستگی کا اظہار کیا۔ کراچی، سندھ، لاہور اور پشاور میں حیدرآباد اور خانوادہ آصفی کی سلامتی و تحفظ کے لئے جو جوش اور عزم و ارادہ کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس کی مثال پاکستان میں شاذ ہی مل سکتی ہے۔ پشاور میں پچاس ہزار پٹھان اور قبائلی علاقوں کے کئی ہزار افراد نے یہ صمیم قلب

یہ اعلان کیا کہ اگر کسی نے حیدرآباد کے اقتدار اعلیٰ میں کسی قسم کی مداخلت کی جسارت کی تو وہ اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دینے پر ہر وقت تیار ہیں یوم حیدرآباد کے مظاہرے کراچی کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گے، ایک لاکھ سے زاید افراد جلوس میں شریک تھے جلوس جس سمت گذرتا تھا راستے مسدود ہو جاتے اور جلوس میں ہر لمحہ اضافہ ہو رہا تھا جو جلسہ گاہ پہونچا جلسہ میں عالم اسلامی کے نمایندے شریک تھے جو اپنی حکومتوں کے پیامات سنائے جو اس یوم حیدرآباد کے موقع پر بھیجے گئے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا علی حسین، مولانا شبیر احمد، مولانا محمد دہر ہندی مولانا ظفر علی خاں اور حضرت پیر صاحب مانکی شریف نے جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے حیدرآباد کے دستوری موقف کی پرزور حمایت کی اور ہند کے رویہ کی مذمت کی اور حیدرآباد اسلامیہ آصفیہ کو اقوام متحدہ کا رکن بنانے کا مطالبہ کیا۔

وزیر اعظم صوبہ سرحد خاں عبد القیوم خاں نے پشاور میں حیدرآباد کی حمایت میں منعقدہ عظیم الشان جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہندستان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حیدرآباد اکیلا نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اس کے ساتھ ہیں جو حیدرآباد کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے حکمنہ کوشش کریں گے اور حیدرآباد ہر صورت میں آزاد و خود مختار رہے گا۔

وزیر اعظم صوبہ سرحد نے پرزور الفاظ میں کہا کہ ملک معظم کی حکومت ہندستان سے اپنا اقتدار برخواست کرتے وقت جو قانون منشور آزادی مرتب اور مدون کیا تھا اس کی رو سے حیدرآباد کو اپنی خود مختاری برقرار رکھنے کا کامل حق ہے

(میزان، پیام)

ہندوستانی فوجیں حیدرآباد کی حکومت کا خاتمہ کردیں، مسٹر جے پرکاش نارائن کا مطالبہ

مدراس۔ ۱۴۔ جون۔ ۱۹۴۸ء سوشلسٹ لیڈر مسٹر جے پرکاش نارائن نے اپنے دورہ بجواڑہ میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ حیدرآبادی حملہ آوروں کی روک تھام کے لئے حکومت ہند کو بجائے اعلان جنگ کرنے کے کوئی دوسرا طریقہ مناسب نہیں ہندستانی فوجوں کو چاہیے کہ وہ ریاست میں داخل ہو کر حیدرآباد کی موجودہ دقیانوسی اور رجعت پسند حکومت کا خاتمہ کردیں مجھے حکومت ہند کی بے عملی اور نکمے پن سے مایوسی ہوئی۔ مسٹر جے پرکاش نارائن نے اپنے سرحدی دورہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنی جدوجہد کو کتنا تیز اور مستحکم و مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ میں حیدرآباد کے اندر کی دفاعی قوت کا بھی حال معلوم کرنا چاہتا ہوں میرا خیال ہے کہ صرف دہلی سے آس لگائے بیٹھے رہنے سے کچھ نہ بن سکے گا۔ مسٹر جے پرکاش نارائن نے حکومت ہند سے تیز تر اقدام کا مطالبہ کیا اور کہا ہمیں عملی اقدام کرنا ہی ہے تو پھر خطروں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اگر یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش بھی ہو تو اس سے ہماری حکمت عملی متاثر نہیں ہو سکتی۔ (پیام)

آزاد حیدرآباد سے عالم اسلامی کا تعلق خاطر، حیدرآباد کی مدد تمام عالم اسلامی کا فرض۔ مشرق متوسط

۱۳/ جون۔ ۱۹۴۸ء مصر اور مشرق متوسط کے قائد محمد علی علویہ پاشا نے کہا میں حکومت ہند کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر سلطنت حیدرآباد کو کوئی نقصان پہنچایا گیا تو مسلمانان عالم کے جذبات مشتعل ہو جائیں گے حیدرآباد ایک آزاد سلطنت ہے اور ہمیشہ آزاد و خود مختار رہے گا۔ حیدرآباد عالم اسلامی کو اس قدر محبوب و عزیز ہے اور مسلمان اس کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ وہ سلطنت کو ہمیشہ کامل طور پر آزاد و خود مختار دیکھنا چاہتے ہیں (ماخوذ از رہبر دکن)

عراق | ۱۶/جون - ۱۹۴۸ء کے اخبار "القدر" بغداد کے اداریہ کا خلاصہ جو دنیا کے اخبارات میں شائع ہوا۔

حیدرآباد پر اگر کوئی مصیبت آجائے تو عراق خاموش نہیں رہ سکتے۔ اپنے حیدرآبادی بھائیوں کی مدد کرنا نہ صرف عراق بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کا فرض ہے۔ دنیا کی تمام حکومتوں کو چاہئے کہ وہ حکومت ہند کے متعصبانہ طرز عمل پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کریں ـــ اگر ہندستان نے حیدرآباد اسلامیہ پر فوج کشی کی تو تمام عراقی اس کے خلاف جہاد کریں گے۔

صدر عرب یونین | ۱۷/جون ۱۹۴۸ء مصر کے سرکاری ترجمان اخبار "الاساس" میں حیدرآباد کے تعلق سے عرب یونین پارٹی کے صدر کا اعلان۔ میں ہند یونین سرکار کو متنبہ کرتا ہوں کہ حیدرآباد کے خلاف کوئی بھی اقدام دنیائے اسلام کے جذبات میں ہیجان پیدا کردے گا ـــ ہندوستان ایک ایشیائی ملک ہونے کی وجہ سے اس بات کو خوب جانتا ہوگا کہ دوسری قوم کے جذبات و احساسات کا احترام نہ کیا گیا تو دنیا میں امن کا قیام ناممکن ہے ـــ حیدرآباد انصاف اور مساوات کے قانون کے ماتحت آزاد رہنا چاہتا ہے اور وہ "منشور اقوام" کے تحت اس کا حق رکھتا ہے۔ (رہبر دکن، ماخوذ)

حیدرآباد نہ صرف استصواب عامہ بلکہ ایک حد تک اپنی آزادی کو بھی محدود کر لینے تیار لیکن غلامی اور محکومی کے لئے تیار نہیں یوم شہداء میں مجاہد اعظم کا اعلان

۱۷/جون - ۱۹۴۸ء "حیدرآباد اپنے پڑوسی کے ساتھ ایک حلیف کی حیثیت سے اشتراک کے لئے تیار تھا اور ایک حد تک اپنی آزادی کو محدود کر لینے کے لئے بھی تیار ہوگیا لیکن غلامی اور محکومی کی حد سے جو حد آگے ملتی ہے اس کے لئے تیار نہیں"۔ اس سرزمین پر ایک ہی خانوادہ کا اقتدار رہے گا۔ آج بھی صلح جوئی اور دوستی کے لئے حیدرآباد کا دروازہ کھلا ہے۔

ان الفاظ میں مجاہد اعظم مولوی سید محمد قاسم رضوی آج رات دارالسلام میں "یوم شہداء" کے کثیر اجتماع میں ان رضاکار مجاہدین کو جو مملکت اسلامیہ حیدرآباد کے سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا ـــــ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے حیات جاودانی پائی، مبارک ہیں وہ باپ جنھوں نے اپنے بچوں کی قبریں کھودیں، مبارک ہیں وہ مائیں جنھوں نے اپنے دل کے ٹکڑوں کو خدا کے حضور میں نذر کے طور پر پیش کردیا خداوندہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ان کی نذر قبول کرلی آج میں اپنی طرف سے دعا کرتا ہوں کہ مالک جس طرح تو نے ان کی نذر قبول کی ہم سب کو اپنی بارگاہ میں قبول کرے۔ اور ہمیں بھی حیات جاودانی عطا کرے۔

قاسم رضوی صاحب نے تقریر میں گفت وشنید کی ناکامی اور پنڈت نہرو کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا نو بجے دلی ریڈیو سے اعلان کیا گیا کہ حیدرآباد اور ہندوستان کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی وہ ختم ہو چکی ـــــ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جو حالت تعطل تھی وہ ختم ہو گئی، ہم پر جو سناٹے کا عالم تھا وہ ختم ہو گیا، ایک شبہ کی جو کیفیت تھی ختم ہو گئی۔

پنڈت جی نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ حیدرآباد کے لئے تین راستے ہیں پہلا راستہ ہندوستان میں ضم ہونا، دوسرا راستہ ہندوستان کی خدائی کے سامنے سر تسلیم خم کردینا۔

پہلی بات تو عرصہ ہوا ختم ہو چکی، دوسری بات پنڈت جی سن لیں کہ دوسروں کے آگے ہمیں سر جھکانے کی عادت اس لئے نہیں کہ ـــــ جس دن رب العزت نے ہمیں پیدا کیا تھا ہم اسی وقت اس چیز کو ختم کر چکے۔

تیسری بات پنڈت جی نے فرمائی ضرور لیکن آپ نے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ ہمیں منظور نہیں ـــ اگر آپ اس کو منظور کر لیتے تو ہمیں بھی اس کو قبول کر لینے میں کوئی تامل نہ ہوتا آج دنیا پر ظاہر کرنا کہ حیدرآباد آپ سے صلح کرنا نہیں چاہتا درست نہیں

ہاں حیدرآباد آپ کی غلامی نہیں کرنا چاہتا حیدرآباد صلح و دوستی نہ صرف آج چاہتا ہے بلکہ کل بھی چاہئے گا۔ مگر آپ غلامی کو صلح فرماتے ہیں تو مجھے ایسی صلح منظور نہیں۔

کیا کوئی خوددار ملک ان شرائط کو قبول کر سکتا ہے اگر حیدرآباد پلٹ کر پنڈت جی سے پوچھے کہ کوئی بڑا ملک آپ سے ایسی شرائط کو قبول کرنے کہے تو کیا آپ اس قسم کے شرائط قبول کریں گے تو کیا جواب ہے؟ حیدرآباد ایک پڑوسی کی حیثیت سے اپنی جملہ مملکت کے ساتھ اشتراک کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا نہ صرف یہہ ــــ" بلکہ ایک حد تک اپنی آزادی کو محدود کر لینے کے لئے بھی تیار ہو گیا تھا لیکن جو حد غلامی اور محکومی کی حد سے آکر ملتی ہے اس سے آگے بڑھنے کے لئے حیدرآباد تیار نہیں ہو سکتا۔"

مجاہد اعظم نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا ہندوستانی یونین کہتی ہے کہ پہلے شرکت کر لو اس کے بعد استصواب عامہ کر دو گویا پہلے گلا کاٹ لو پھر دوا کھاؤ لیکن جب موت ہی کا سوال پیدا ہو جاتا ہے تو کیا ضروری ہے کہ میں آپ کی بتائی موت قبول کروں۔ "جب مرنا ہی ٹھیرا تو میں اپنی پسند کی موت کیوں نہ مروں"۔ استصواب عامہ کو میں اس لئے قبول کیا تھا کہ جھوٹے کو منزل تک پہونچایا جائے استصواب عامہ کرایا بھی لیا جاتا تو بھی یہی نتیجہ نکلتا کہ " کامل الاقتدار ہمارا بادشاہ ہے۔ "میزان"

استصواب عامہ کو قبول کرنے سے ہندستان کا گریز حیدرآباد نے سمجھوتہ کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا' وزیر اعظم میر لائق علی کی وضاحت

۱۸/ جون ۱۹۴۸ء صدر اعظم بہادر حکومت آصفیہ اسلامیہ فضیلت مآب میر لائق علی نے آج رات نشر گاہ حیدرآباد سے ایک اہم تقریر نشر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

میرے عزیز ہموطنوں، کئی ہفتوں کے بعد میں آپ سے مخاطب ہوں اس دوران میں، میں اور میرے رفقائے کار نے حیدرآباد اور ہندوستان کے آئندہ تعلقات سے متعلق حکومت ہند سے طویل المعیاد ایک باعزت سمجھوتہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور ممکنہ کوششوں کے باوجود ایسا سمجھوتہ نہ ہو سکا جس سے حیدرآباد کے امن و امان عزت وقار اور آزادی کو "جو ہماری زندگی کی سب سے قیمتی متاع ہے" متاثر کئے بغیر حکومت ہند کے لئے قابل قبول ہو سکتا۔ حکومت ہند شروع سے آخر تک اس عقیدہ پر قائم رہی کہ حیدرآباد اور ہندوستان کے تعلقات کی اساس صرف مکمل شرکت پر ہی ہو سکتی ہے۔ حیدرآباد نے مسلسل اس کا اعادہ کیا کہ صرف آزادی کی بقا اس کا مطمح نظر ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے ہم ہند یونین سے گھرے ہوئے ہیں۔

ہم ایک ایسا سمجھوتہ کرنے پر آمادہ ہیں جس کی رو سے چند بین عملی وجہ کی بناء پر ہمارے وقار اور خود مختاری کو بنیادی طور پر متاثر کئے بغیر "اپنے بعض حقوق" حکومت ہند کے حوالہ کریں مسلسل گفت و شنید کے بعد حکومت ہند نے تین متبادل تجاویز ہمارے آگے پیش کیں کہ

پہلی یونین میں شرکت۔ دوسری حکومت ہند کے پسند کی اساس پر ذمہ دارانہ حکومت کا قیام جو اکثریتی فرقہ کے موقف کی ترجمان ہو۔ تیسری شرکت یا خود مختاری کے مسئلہ کا غیر جانب دار نگرانی میں استصواب عامہ کے ذریعہ تصفیہ۔

فضیلت مآب وزیر اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حیدرآباد کے لئے پہلی تجویز یونین میں شرکت کے قبول کرنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ دوسری تجویز کا مسئلہ چونکہ داخلی تھا اس لئے حکومت ہند کے پسندیدہ اساس پر اس کا تصفیہ ناممکن تھا۔ حکومت ہند کی تیسری تجویز

حیدرآباد کی خود مختاری یا یونین میں شرکت کے مسئلہ پر عوام کی مرضی اور رائے کے ذریعہ تصفیہ کرانے کے لئے غیر جانب دار نگرانی میں استصواب عامہ کی تھی جس کو ـــــ اس حقیقت کے باوجود کہ حیدرآباد کے مستقبل اور ہندستان سے تعلقات کے تعین کا تصفیہ بالکلیہ شخصی طور پر اعلیٰ حضرت بندگان اقدس حضور نظام کی مرضی کا تابع تھا۔ پھر بھی غیر جانب دار بین الاقوامی مجلس جیسے یو۔ این۔ او یا بین الاقوامی عدالت کی نگرانی میں رائے دہی بالغان کی اساس پر عوام کا فیصلہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا حیدرآباد ہندوستانی یونین میں شامل ہو جائے یا آزاد رہے حکومت ہند کی پیش کردہ استصواب عامہ کی تجویز کو حضور پر نور جلالت الملک نے شرف قبولیت بخشا۔

"یہ تصفیہ ہندستان کے لئے بالکلیہ غیر متوقع تھا" اور شاید وہ کسی صورت میں اس امکان کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار نہ تھی کہ حیدرآباد کے سب ہی مذہب و ملت کے عوام" بالآخر خود مختار رہنے کا فیصلہ کر لیں ہم نے اس تجویز کو قبول کر لیا تو ـــــ حکومت ہند نے اپنی سابقہ تجویز کے خلاف پھر یہ تجویز پیش کی کہ استصواب عامہ سے پہلے ہی حیدرآباد معناً ہند یونین میں شریک ہو جائے اور حکومت ہند کے پسندیدہ اساس پر اکثریتی فرقہ کی ترجمان ذمہ دارانہ حکومت کے قیام پر آمادہ ہو جائے ـــــ وزیر اعظم میر لائق علی نے مزید فرمایا ظاہر ہے کہ اس کے بعد استصواب عامہ کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی چونکہ یہ تجاویز خود انڈین یونین کی سابقہ تجاویز سے بالکل مختلف اور مغائر تھیں اور اندرونی نظم و نسق کے تعلق سے حکومت ہند اس پر مصر تھی کہ "حکومت آصفیہ میں مسلم اور غیر مسلم مساوات کا اصول باقی نہ رہنا چاہیئے۔" دینی معاشی تعلقات میں بھی حیدرآباد کی آزادی کو گوارہ کرنا نہیں چاہتی۔ ہندستانی حکومت نے اب ایک ایسا راستہ اختیار کیا ہے جو اس کے سابقہ راستے سے کلیتہً مختلف

اور متضاد ہے ان بنیادی اختلافات کی موجودگی میں حیدرآباد کے لئے دہلی کی تجاویز کو رد کرنے کے سوا اور کوئی صورت باقی نہ رہی۔ فضیلت مآب میر لائق علی نے فرمایا میں نے بارہا کوشش کی کہ حیدرآباد اور ہندستان کے مسائل کا ایک مناسب حل معلوم کر سکوں نیز متعدد مرتبہ میں نے دہلی کے ذمہ دار ارباب پر یہہ منکشف کیا کہ حیدرآباد کی مکمل معاشی ناکہ بندی اور سرحدات پر خلاف قانون افعال کی ہمت افزائی اور ریڈیو اور پریس کے ذریعہ حیدرآباد کے خلاف انتہائی شر انگیز پروپگنڈہ کو روا رکھتے ہوئے حکومت ہندستان کس طرح حیدرآباد سے کوئی صاف دلی سے مفاہمت کر سکتی ہے لیکن پھر بھی میں نے حکومت ہند سے خواہش کی کہ اگر وہ تعاون کی طرف اپنا ایک قدم آگے بڑھائے تو حیدرآباد دو قدم آگے بڑھنے کے لئے تیار ہے لیکن اس کے برخلاف متعدد مرتبہ ہندستان نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اپنی زبردست اور غالب موقف سے حیدرآباد کو جھکنے پر مجبور کر دے گا۔ وزیر اعظم حیدرآباد نے فرمایا ان مجبوریوں کے مقابلہ کے لئے حیدرآباد کے ذرائع بڑی حد تک ناکافی ہیں مگر

حیدرآباد کی حمایت میں صرف حق و صداقت پر مبنی غیر معمولی اخلاقی قوت اور "خدائے لایزال" پر ایمان راسخ ہے جس کو بڑی سے بڑی طاقت بھی زیر نہیں کر سکتی ۔ اس کے باوجود ہم ہندیونین کے حلیف رہنا چاہتے ہیں اور یقیناً ہم ان کے بہت ہی کارآمد دوست ثابت ہو سکتے ہیں۔ صدر اعظم بہادر نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا میرے عزیز ہموطنوں آزمائش کی اس گھڑی میں آپ کو صداقت عزت و وقار کے راستہ سے ایک انچ بھی نہ ہٹنا چاہئے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی اور سب ہی اس مادر وطن کے فرزند ہیں نفع و نقصان سب کا مشترک ہے کوئی ایسا موقع نہ آئے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی جان مال اور مفاد کو

ضرور پہونچائے ورنہ ہم اپنی نیک نامی کو داغ دار اور مقصد اعلیٰ کو بد نام کر دیں گے۔" جب کہ ہم نے اپنے ارفع نصب العین سے حیدرآباد کے لئے ایک معزز مقام کو پالیا ہے"۔ ہماری موجودہ جدوجہد صرف حق آزادی کی بقا کے لئے ہے۔ خدا آپ کو عزم و مقاصد میں کامیابی عطا کرے۔ شاہ عثمان زندہ باد آزاد حیدرآباد پائندہ باد خدا آپ کا حامی رہے۔

(اطلاعات)

آزاد رہو یا عزت کی موت مرو، وزیر اعظم سندھ کا پیام

۲۱۔ جون ۱۹۴۸ء۔ "آزاد رہو یا عزت کی موت مرو" مسلمانان دکن کے نام یہہ صحافتی پیام دیتے ہوئے وزیر اعظم سندھ پیر الٰہی بخش نے کہا کہ مجھے توقع ہے کہ پنڈت نہرو اور ان کے ساتھی زیادہ عقلمندی سے کام لیں گے۔ اگر وہ یہہ راستہ ترک کر دیں تو پھر انھیں "ہٹلر[1] اور ٹوجو[2]" کا انجام نہ بھولنا چاہئے جنھیں ابتدا میں بڑی شاندار کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں۔

(ماخوذ رہبر دکن)

حیدرآباد آزاد نہ رہا تو دنیائے اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ پرنس آف ترکی کا بیان

کراچی۔ ۲۴/جون۔ ۱۹۴۸ء ہندیونین کے حیدرآباد سے متعلق رویہ کو غیر منصفانہ اور ناجائز بتاتے ہوئے پرنس آف ترکی "محمد ناموق"

---

[1] ہٹلر جرمنی کا ڈکٹیٹر جو اپنی عظیم طاقت کے بل بوتے پر دوسرے ملکوں پر قبضہ کرنا چاہتا تھا نتیجہ اس کو خودکشی کر لینا پڑا۔ [2] ٹوجو دوسری جنگ عظیم میں جاپان کا وزیر اعظم جس نے اپنی فوجی طاقت کے ذریعہ دوسرے ملکوں پر جارحانہ حملے کئے تھے جنگ کے بعد جاپان میں پھانسی پر لٹکایا گیا۔

نے فرمایا کہ اگر ہندوستان کو اپنے مطالبات کے دعویٰ کی صداقت پر اعتماد ہے تو اعلیٰحضرت جلالتہ الملک نظام کے اس رضامندی کو ضروری منظور کر لیتی کہ حیدرآباد کی قسمت کا فیصلہ رائے عامہ سے کیا جائے جو موجودہ زمانہ میں ایک جمہوری طریقہ ہے۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے ہندستان کی عائد کردہ معاشی ناکہ بندی اور اس کی جنگ کی دھمکیوں پر انتہائی دلیرانہ رویہ اختیار کر کے مسلمانان عالم کی لاج رکھ لی۔ اگر حیدرآباد آزاد نہ رہا تو وہ دنیائے اسلام کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہوگا ــــ "میزان"

حیدرآباد کے خلاف فوج کو استعمال کرنے سے نہیں گھبراتا لیکن عالمی ردعمل کو پیش نظر رکھنا ہوگا' وزیراعظم ہند کی تقریر

۲۵/ جون ۱۹۴۸ء لکھنؤ میں وزیراعظم ہندستان پنڈت جواہر لال نہرو نے کل رات تقریباً ایک لاکھ کے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ۔ محض ملک کے چند ذمہ دار عناصر کی تنقیدوں و نکتہ چینی سے ہندستانی حکومت حیدرآباد کے خلاف کوئی عاجلانہ کارروائی نہیں کر سکتی' حیدرآباد کا جغرافیائی موقف ایسا ہے کہ وہ آزاد رہ ہی نہیں سکتا۔

حیدرآباد اور ہندوستان کی حالیہ گفت و شنید کی ناکامی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اب تازہ گفت و شنید کا کوئی امکان نہیں رہا اور حکومت ہند اس معاملہ میں حیدرآباد سے مزید بحث و تمحیث کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ ہندستانی حکومت اپنی حجاج میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی جو حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ بعض لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہم اپنی مسلح افواج حیدرآباد کیوں نہیں بھیجتے' یہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں اپنی افواج بھیجنی

ہی پڑیں لیکن ایسا کرنے سے پہلے ہمیں اپنے کسی اقدام کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ایک دوسرے سے مربوط مسائل کی جانچ پڑتال کر لینی ہوگی۔

میں اپنی افواج کے استعمال سے گھبراتا نہیں ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی مناسب ہوگا کہ "ہم بین الاقوامی سیاسیات پر اس کا جو ردعمل ہوگا اس کی بھی پیش بینی کریں"۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ حیدرآباد ہندوستان کا ایک جزء ہے اور ہم اس کے عوام کو ہندوستانی شہریت دینا چاہتے ہیں اور ہندوستانی یونین کا ایک حصہ بنانا چاہتے ہیں۔

پنڈت نہرو نے حیدرآباد کے رضاکاروں کے لیڈر مسٹر قاسم رضوی کی گھن گرج تقریروں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حیدرآباد کے مسئلہ کو مسٹر رضوی اور ان کی جماعت نے ایک فرقہ واری رنگ دیا ہے لیکن درحقیقت معاملہ ایسا نہیں ہے۔ "میزان"

عالم اسلام حیدرآباد کے خلاف کوئی اقدام برداشت نہیں کر سکتے: مفتی اعظم فلسطین کا اعلان

۲۶ر جون ۱۹۴۸ء مسلمانان عالم کے مذہبی رہنما مفتی اعظم فلسطین نے ایک پریس انٹرویو میں کہا کہ عالم اسلام حیدرآباد کو بڑی اہمیت دیتا ہے، مسلمانان عالم اس سلطنت ابد مدت کے خلاف کوئی جارحانہ اقدام ہرگز برداشت نہ کر سکیں گے۔

محترم مفتی اعظم نے ہندوستان کو مشورہ دیا کہ وہ حیدرآباد کی آزادی کو تسلیم کرے اور اس طرح مشرقی قوموں سے اپنے تعلقات کو کشیدہ ہونے سے بچائے۔

(ماخوذ، رہبر دکن)

پنڈت نہرو کو حیدرآباد آنے کی دعوت حضور نظام کا برقیہ پنڈت نہرو مشاہدہ کریں کہ حیدرآباد میں جو امن و اتحاد ہے کیا وہ ہندوستان میں کہیں ہے؟

نئی دہلی۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء حکومت سرکار عالی نے ہندستان کے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو دعوت دی کہ وہ ایشیا اور مشرق بعید کے معاشی کمیشن کی کانفرنس سے واپس ہوتے ہوئے حیدرآباد آئیں تاکہ مابہ النزاع امور پر گفتگو ہو اور خاص کر ان افواہوں کی تردید کے لئے جو کہ حیدرآباد میں ایک فرقہ کے باشندوں پر مظالم کے سلسلہ میں ہندوستانی اخبارات کے گمراہ کن پروپگنڈہ کی وجہ سے ہند میں گشت لگا رہی ہیں مشاہدہ کریں۔

پنڈت نہرو کو اس امر کا موقع دیا جائے گا اور ہر طرح کی سہولت بہم پہونچائی جائے گی کہ وہ حیدرآباد اور ممالک محروسہ سرکار عالی کے جس مقام کو چاہیں بذات خود معائنہ کریں اور بچشم خود دیکھیں اور اندازہ کریں کہ "حیدرآباد میں آج بھی جو امن و امان موجود ہے اور مختلف فرقوں کے مابین اتحاد و آشتی کی جو فضا یہاں ہے آیا وہ ہندستان میں کہیں بھی پائی جاتی ہے۔"

لیکن پنڈت نہرو نے اپنی مصروفیت کو بہانہ بنا کر حیدرآباد آنے سے اپنی معذوری ظاہر کی۔ وزیراعظم ہند کو حیدرآباد آنے کی دعوت وزیراعظم حیدرآباد نے اپنے قیام دہلی کے موقع پر دی تھی۔ حضور نظام نے اس دعوت کی توثیق فرماتے ہوئے وزیراعظم ہندوستان کے نام برقیہ روانہ کیا۔ "میزان ہندوستان اور حیدرآباد کے اختلافات سے ایشیا کے امن کو خطرہ"

حیدرآباد کا مسئلہ بین الاقوامی ۱۷ جولائی ۱۹۴۸ء قاہرہ کے اخبار "الزمان" نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا ہے کہ۔ ہندوستان اور حیدرآباد کے

مابین جو اختلافات رونما ہو چکے ہیں ان کو فوراً ختم کر دیا جانا چاہئے تاکہ یہ اختلافات عظیم صورت نہ اختیار کریں اور تمام ایشیاء کے امن کو غارت نہ کریں۔

تمام عرب ممالک جس اتحاد کے ساتھ بیرونی غاصبوں کو نکالنے میں مصروف ہیں اسی طرح ہندوستان کو بھی چاہیئے کہ "وہ حیدرآباد کے تعاون" کے ساتھ مغربی اور امریکی اقتدار سے بالکلیہ نجات پانے کی کوشش کرے اس کے برخلاف اگر آپس میں جنگ چھڑ گئی تو سارا ہندوستان استعماری قوتوں کی لوٹ کھسوٹ آماجگاہ بن جائے گا۔

ہندوستان کا معاشی ناکہ بندی کر کے سلطنت اسلامیہ حیدرآباد کے لئے غذائی اجناس اور ادویہ اور ضروری سامان کی برآمد کا موقوف کرنا خود اپنے ذرائع کو مسدود کر لینا ہے۔ اگر ایک ملک دوسرے ملک کو "زیر کرنے" کے لئے ایسی تدابیر اختیار کرے تو بنی نوع انسان کے لئے دنیا تنگ ہو جائے گی۔ ہندوستان ابھی پوری طرح آزاد بھی نہیں ہوا لیکن اس کی یہ سختیاں اپنے ہمسایوں کے لئے نہایت نقصان رساں ہیں اس لئے اس کا فوری اپنے اعمال سے دست کش ہونا اس کی آزادی کی سلامتی کے لئے بہتر ہے۔

"حیدرآباد کا مسئلہ اب بین الاقوامی بن چکا ہے"۔ اور اس کی تائید میں دنیا کے اکثر ممالک بالخصوص ممالک اسلامیہ ہیں۔ اگر ہندوستان نے حیدرآباد کے خلاف جنگ کی صورت پیدا کر دی تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ عرب ممالک فوری اس کے خلاف ہو جائیں گے اور اس کو مغربی ممالک سے منقطع کر کے اس کے تمام ذرائع پر قبضہ کر لیں گے۔ (رہبر دکن، ماخوذ)

آخر ہند سرکار کو استصواب عامہ کی تجویز میں کیا سقم نظر آیا۔ اخبار "جئے ہند" جالندھر کی تنقید جالندھر ۲۰/ جولائی "جئے ہند" جالندھر نے اپنی اشاعت میں بھارت سرکار اور حیدرآباد پر ایک اداریہ میں استصواب عامہ کی

تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔ آخر حکومت ہند کو استصواب عامہ کی تجویز میں کیا سقم نظر آیا جو اس نے اس کو قبول کرنے کے لئے شرائط مقرر کرنا ضروری سمجھا استصواب عامہ کے عمل میں آنے میں زیادہ سے زیادہ ایک سال کا وقت لگتا پھر کیا ایک سال کا زمانہ بہت طویل ہے کہ شرکت اور ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کے مسائل مزید ایک سال کے لئے معرض التواء نہیں رکھے جاسکتے۔ اگر سینکڑوں برس سے حیدرآباد کی جنتا ذمہ دارانہ حکومت کے بغیر زندگی بسر کرتے آئے ہیں تو کیا وہ اس کے لئے صرف ایک برس اور انتظار نہیں کرسکتے۔ ہم بھارت سرکار کو کہیں گے کہ وہ حیدرآباد کے مسئلہ کو طے کرنے میں جلدی نہ کرے اگر وہ اس کو ایک برس کے لئے ٹال دے تو پھر سمجھوتہ کے لئے راہیں ہموار ہوسکتیں ہیں۔ بھارت سرکار کے لیڈر جنتا سے اپیل کرتے ہیں کہ حیدرآباد کے سلسلہ میں صبر سے کام لیں اور غیر ضروری رائے زنی نہ کریں مگر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ خود کیوں بیان بازی میں مصروف اور انتہائی جنگ میں مبتلا ہیں

جبکہ ان کے بیانات سے خواہ مخواہ جنتا کا جوش وخروش بڑھتا ہے۔

سڈنی کاٹن کی محیر العقل طلسمی پروازوں پر دہلی میں پریشانی

نئی دہلی ۲۰ جولائی ۱۹۴۸ء۔ اسٹریلیا کے مشہور بین الاقوامی ہوا باز مسٹر "سڈنی کاٹن" کی کامیابی دہلی کے سرکاری حلقوں میں سب سے اہم موضع بحث بنی ہوئی ہے۔ سڈنی کاٹن نے ہندیونین کی جانب سے کی گئی ناکہ بندی کو جس نے حیدرآباد کے مریضوں، ضعیفوں اور بچوں کو تک ادویہ وغیرہ سے محروم کردیا تھا ایک انسانی جذبہ کے تحت اپنے خصوصی طیارہ کے ذریعہ دولت آصفیہ کو ادویہ کی ضروری رسدیں پہونچانے میں جو

کامیابی حاصل کی ہے اس سے ہندوستان یونین کے سرکاری حلقوں میں ایک سخت ناکامی اور پریشانی کا احساس عام ہو گیا ہے۔ اور اس احساس کے تحت دولت آصفیہ حیدرآباد اور پاکستان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ چنانچہ دہلی کے ایک سرکاری ترجمان نے بیان کیا کہ یہ نام نہاد امدادی طیارہ محض ایک فریب اور ڈھونگ ہے اور اس کے پردہ میں کراچی سے حیدرآباد کو اس خصوصی طیارہ سے اسلحہ کی خفیہ طور پر فراہمی کا سلسلہ جاری رکھا گیا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ جو کوئی بھی اس کا ذمہ دار ہے اس کو بین الاقوامی قانون اور شہری پرواز کی خلاف ورزی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ترجمان نے کہا کہ تقریباً ایک ماہ قبل برطانیہ کے سرمایہ دار اور حکومت حیدرآباد نے ایک مشترکہ مہم اس غرض سے شروع کی ہے کہ حیدرآباد کو اسلحہ فراہم کریں اس کے لئے کراچی کے درمیان اڈہ ہے۔

ہندیونین کی کابینہ کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں اسٹریلیائی ہوا باز مسٹر سدنی کاش کے انسانیت دوستی کے اس "حیرت انگیز محیر العقل" جرات آمیز اقدام پر غور و خوض کیا گیا۔ اور ہندیونین نے پاکستان اور برطانیہ کے ہائی کمشنروں متعینہ دہلی سے ان پروازوں کے خلاف سخت برہمی کے ساتھ احتجاج کیا ہے۔ اس ضمن میں ہندیونین راست طور پر برطانوی وزیراعظم مسٹر "ایٹلی" کو ایک احتجاج بھیج رہی ہے۔ "میزان"

حیدرآباد بالکلیہ آزاد و خود مختار ملک ہے، فوجی دھمکیاں ہٹلر کے مماثل، معاشی ناکہ بندی غیر انسانی، دارالعلوم میں مسٹر چرچل کی بحث

لندن یکم اگست ۱۹۴۸ء مسٹر چرچل سابق وزیراعظم برطانیہ موجودہ حزب الاختلاف کے لیڈر نے کل برطانوی پارلیمنٹ میں بحث کرتے ہوئے

حیدرآباد کی تائید میں کہا کہ۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ حیدرآباد ہندوستانی علاقہ سے گھرا ہوا ہے اور یہہ کہ ارضی اعتبار سے بھی وہ چاروں طرف سے محصور ہے اور سمندر تک اس کی رسائی نہیں ہے، لیکن اس قسم کے حالات کا حق آزادی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یوں دیکھا جائے تو "سوئیزر لینڈ" بھی ارضی اعتبار سے چاروں طرف سے محصور ہے اور اس کی کوئی بندرگاہ بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود سینکڑوں سال سے اپنی آزادی وخود مختاری کو برقرار رکھے ہوئے ہے"۔ "آسٹریا" اور "زیکوسلواکیہ" بھی ایسی ریاستیں ہیں جن کی رسائی سمندر تک نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ان کی آزادی برقرار ہے۔" حیدرآباد ایک بالکلیہ آزاد و خود مختار ملک ہے اور ناقابل شکست موقف رکھتا ہے۔" مسٹر چرچل نے ہندوستان کے حیدرآباد کی معاشی ناکہ بندی کو انتہائی غیر انسانی بتایا اور کہا کہ حیدرآباد کے خلاف فوجی کارروائیاں کرنے کی دھمکیوں میں جو زبان پنڈت نہرو نے اپنی تقریروں میں استعمال کی ہے وہ بہت کچھ اڈولف ہٹلر کے لب ولہجہ کے مماثل ہے جو اس نے آسٹریا اور چیکوسلواکیہ پر دھاوے سے پیشتر ایسی ہی زبان استعمال کی تھی۔ (ماخوذ میسرآن)

بندگان اقدس اور رضاکاروں کے متعلق دہلی ریڈیو کی خبر سراسر انگیز ہٹلریت، قاسم رضوی صاحب کی تنقید حیدرآباد۔ ۵/اگست ۱۹۴۸ء

مولوی سید محمد قاسم رضوی صدر مجلس نے صحافتی بیان میں کہا ہے کہ

آج دہلی ریڈیو نے رضاکاروں اور حضرت بندگان اقدس کے متعلق جو خبر نشر کی ہے وہ نہ صرف غیر انگیز بلکہ ہٹلریت ہے بلکہ ہندوستان کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیلہ جوئی کر کے حیدرآباد کے خلاف جارحانہ اقدام کرے" رضاکارانہ تنظیم خانوادہ آصفی کی جانثار اور اس کے اقتدار

کے بقا کی ضامن ہے" اسی لئے یہ تنظیم انڈین یونین کی آنکھوں میں کھٹک رہی ہے۔" حیدرآباد کے خلاف جارحانہ اقدام کے ارادے ہم مسلسل سنتے آرہے ہیں۔ اچھا ہے کہ ایک مرتبہ انڈین یونین اپنے اصلی رنگ و روپ میں آجائے اور یہ چھائی ہوئی بدلیاں برس جائیں یا چھٹ جائیں۔ واضح رہے کہ آل انڈیا ریڈیو نے آج شام اپنی نشریہ میں رضاکاروں پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ وہ حیدرآباد کے نظم و نسق کو اپنے ہاتھ میں لے لینے کا مصمم عزم کر چکے ہیں حتیٰ کہ اس مقصد کے لئے اپنے فرمانروا کو بھی بے دست و پا کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ (پیام)

آزاد حیدرآباد ہندوستان کی آزادی کے لئے مستقل خطرہ سردار پٹیل

نائب وزیراعظم ہند کا پارلیمنٹ میں اعلان نئی دلی۔ ۱۰ اگست ۱۹۴۸ء

آج ہندوستان کے نائب وزیراعظم سردار ولبھ بھائی پٹیل نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ آزاد حیدرآباد جو اپنی من مانی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے ہندوستان کی آزادی و خوشحالی اور اس کے وجود کے لئے بلاشبہ ایک مستقل خطرہ بنا رہے گا حیدرآباد کی موجودہ صورت حال کا واحد حل شرکت اور ذمہ دارانہ حکومت ہے اس معاملہ میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش ہی نہیں کیوں کہ وہ خودکشی کے مترادف ہوگی۔ حکومت ہند صورت حال کا بغور مطالعہ کر رہی ہے اور وہ ہر ممکنہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے حکومت ہند اس پر رضامند تھی کہ حضور نظام کو کچھ ایسی مراعات دے جو کہ ایسے روس کو بھی بہ مشکل دی جا سکتی ہے جو کہ اپنی مرضی سے شمولیت اختیار کر چکے ہیں یہ امر باعث ملال ہے کہ جذبہ خیر سگالی کی تمنا کو حضور نظام اور ان کی حکومت کی انکاری روش نے ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا۔ حضور نظام کی ایماء پر سر مرزا اسمٰعیل کی حالیہ کوشش خود حضور نظام اور ان کی حکومت کے غیر مفاہمانہ روش کا ثبوت ہے کہ انہوں نے مفاہمت کے تجاویز کی شدت کے ساتھ مخالفت کی۔ (رہبر دکن)

کشمیر میں جنگ جاری ہے حیدرآباد ایک ناسور بن گیا ہے جس کا زہر ہند میں سرایت کر رہا ہے، سردار پٹیل کی تقریر

نئی دہلی۔ ۱۵ اگست ۴۸ء کو یوم آزادی ہند کے موقع پر نائب وزیر اعظم ہند سردار پٹیل نے نشری تقریر میں کہا کہ ــــ کشمیر میں ابھی جنگ جاری ہے اور جہاں تک حیدرآباد کا تعلق ہے وہ ایک ناسور بن گیا ہے جس کا زہر بقیہ ہندستان میں بدستور سرایت کرتا جا رہا ہے۔ حکومت ہند کو اس بات کا اعتماد ہے کہ وہ کشمیر اور حیدرآباد کے مسائل کو آنے والے دنوں میں حل کرے گی۔ (رہبر دکن)

مجاہد اعظم کو سکھوں کا سپاسنامہ اور خلعت، میں غیر مسلم کے حقوق کی حفاظت اور خدمت اسی طرح کرونگا جو ایک مسلمان کر سکتا ہے مولوی قاسم رضوی کا اعلان

۱۸ اگست ۱۹۴۸ء گردوارہ ناندیڑ میں سکھوں کی جانب سے مجاہد اعظم مولوی سید محمد قاسم رضوی کو پرساد اور خلعت پیش کی گئی اور ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں سکھوں کی جانب سے تنظیم رضاکاران کی تائید کرتے ہوئے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ خلعت اور سپاسنامہ قبول کرتے ہوئے قاسم رضوی صاحب نے فرمایا کہ "گرونانک" میری نظروں میں ولی تھے ان کا کلام اور پند و نصائح نیک اچھا درس ہے میں نے ان کا دیوان دیکھا خدا کی تعریف وہ جس انداز میں کرتے ہیں وہ مسلمانوں کی تعلیم وحدانیت سے ایک انچ نہیں ہٹتی ہندستان اور پاکستان میں جو فرقہ واریت ہے وہ یقیناً اسلام اور گرونانک کی تعلیمات کے منافی ہے جو افراد ایک دوسرے کی جان و مال عزت آبرو کے درپے ہیں وہ مذہب کو بدنام کرنے والے ہیں۔

" میں حیدرآباد کے سکھوں اور دیگر غیر مسلموں کی اسی طرح خدمت کرنا چاہتا ہوں جس طرح کہ ایک مسلمان کر سکتا ہے۔" خدمت کے وقت کسی مسلمان

کے پیش نظر ہندو سکھ عیسائی پارسی اور پست کردہ قوم کا سوال نہیں رہتا صرف خلق اللہ کی خدمت مسلمان کا فریضہ ہوتا ہے۔ رضوی صاحب نے کہا۔ "آپ یقین رکھئے اگر سکھ صداقت پر ہے اور مسلمان صداقت پر نہیں تو ایسی صورت میں میری پوری پوری تائید سکھوں کو حاصل ہوگی ـــــ میں آپ لوگوں کے حقوق کی بھی اسی طرح حفاظت کرونگا جس طرح مسلمانوں کے حقوق کی اس وقت کر رہا ہوں" آپ کی قوم حیدرآباد ہی میں نہیں ہندستان بھر میں ایک خاص مقام رکھتی ہے جس نے اپنا خون بہا کر ہندستان کی لاج رکھی ـــــ قاسم رضوی صاحب نے اعلان کیا کہ آپ کے سیاسی حقوق کی حفاظت ضروری ہے ـــــ میں سروں کو گننے کا قائل نہیں" وزن کا قائل ہوں" میں آپ کے حقوق کی حفاظت کے لئے کچھ کہنا نہیں چاہتا میں کہنے کا نہیں عمل کا قائل ہوں اپنے عمل سے آپ کا مطمئن کردونگا۔ (روزنامہ تنظیم)

۸ لاکھ ہندستانی مسلمان حیدرآباد میں پناہ گزین، ہند پارلیمنٹ میں

سردار پٹیل کا اظہار۔ ۱۸ اگست ۱۹۴۸ء ہندوستانی پارلیمنٹ میں آج وقفہ سوالات میں سردار پٹیل نائب وزیراعظم ہند بتایا کہ حکومت کو جو اطلاعات وصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ اب تک آٹھ لاکھ ہندستانی مسلمان حیدرآباد میں پناہ گزینوں کی حیثیت سے منتقل ہوئے ہیں۔ سردار پٹیل نے کہا حکومت ہند ہندوستان کے مسلمانوں کی حیدرآباد کو پناہ گزینوں کی صورت میں منتقلی کے انسداد کے لئے ممکنہ تدابیر پر غور کر رہی ہے۔ (پیام)

نوٹ :۔ حیدرآباد جو ہمیشہ ہندو مسلم اتحاد اور بھائی چارگی کا گہوارہ رہا ہے اور ایسے حالات میں بھی جبکہ دیگر اقطاع ہند میں فرقہ وارانہ خونی ہنگاموں کا بازار گرم تھا حیدرآباد قومی اتحاد کا مرکز تھا۔ تقسیم ہند کے بعد ملک میں فرقہ پرست قوتوں نے مسلمانان ہند کے جان و جائداد اور عورتوں کی

عزت آبرو سے ہولی کھیلنا اور انھیں تباہ برباد کرنا شروع کیا تو قدرتی طور پر مہر کے بیشتر حصوں سے پریشان حال لٹے پٹے مسلمان اپنی زندگی اور عورتوں کی عفت وعصمت بچانے اس گہوارہ امن حیدرآباد میں پناہ لینے کے لئے مضطربانہ طور پر لاکھوں کی تعداد میں آنے لگے۔ (منظر الدین)

نانج کربلائے ثانی ہندستان امریکہ وبرطانیہ کو آگاہ کرتا ہوں کہ حیدرآباد کو امن عالم کے لئے خطرہ نہ بنائے یوم شہیدان نانج میں مجاہد اعظم کی للکار

حیدرآباد۔ ۱۹/اگسٹ ۱۹۴۸ء۔ آج صبح زمرد محل ٹاکیز میں ایک عظیم احتجاجی جلسہ عام "یوم نانج" میں مجاہد اعظم مولوی سید محمد قاسم رضوی فیلڈ مارشل نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ قدرت جب کسی قوم کی کمزوریوں کو دور کرنا اور ان میں بیداری پیدا کرنا چاہتی ہے تو کربلائیں برپا کر دیتی ہے شاید اسی لئے نانج بھی دکن کے حق میں کربلائے ثانی بنا دیا گیا ہے جہاں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ شہیدان نانج آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں لیکن اللہ نے انھیں "زندہ جاوید" کر دیا ہے۔ ہم ان کی موت پر ماتم نہیں کرتے بلکہ ان کے پسماندگان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ دکن کی تاریخ ہمیشہ شہیدان نانج پر ناز کرتی رہے گی صرف سات بہادر نوجوانوں نے ۱۲ گھنٹوں تک بارہ سو حملہ آور درندوں کو دلیرانہ مقابلہ کرتے ہوئے روکے رکھا اور آزادی کی قربانگاہ پر سب سے پہلے اپنی نذر پیش کی ہم آرزومند ہیں کہ شہیدان نانج کی روح حیدرآباد کے ہر فرد میں کارفرما رہے ـــ صدیق دکن قاسم رضوی نے کہا حیدرآباد کو بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہ صلح نہیں چاہتا اور حیدرآباد کے خلاف زبردست پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے ـــ لیکن کیا تم نے حیدرآباد سے معاہدہ جاریہ کر کے نبھایا؟

کیا تم نے ہندستان کے مسلمانوں کو دئے ہوئے وعدوں کو نبھایا؟ تم نے آزادی کے فوراً بعد ہی اپنے ہی ملک کے مسلمانوں

کو نیست و نابود کرنا شروع کر دیا جب کہ ہندوستانی مسلمان تم سے جاہ و حشمت کا طلبگار نہیں تھا بلکہ صرف اپنی جان و مال عزت آبرو کے تحفظ کی ضمانت مانگ رہا تھا ـــــ تقریر جاری رکھتے ہوئے جناب سید محمد قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس نے کہا ـــــ اگر حیدرآباد اقوام متحدہ میں گیا تو ہندوستان حیدرآباد کے ساتھ وہی کرے گا جو اس نے کشمیر میں کیا ہے اقوام متحدہ میں کشمیر کا مقدمہ پیش ہے لیکن اس کے باوجود اس کو تلوار کے زور سے طے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، حیدرآباد کے تعلق سے بھی یہی حکمت عملی اختیار کی جائے گی، اور ہندوستان کی فوجیں حیدرآباد کی سرحدیں داخل ہو جائیں گی، خدا وہ دن جلد لائے تاکہ یہ کشمکش جلد ختم ہو جائے ـــــ یا تو ہم ختم ہو جائیں یا وہ فنا ہو جائیں ـــــ ہندوستان حیدرآباد کو ختم کرنے پر آمادہ ہے، وہ جنگ کے عواقب و نتائج پر اچھی طرح غور کرے مسلمان مرتے مرتے طوفان برپا کر دے گا۔ حیدرآباد کے زوال پر وہ تمام قوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی جو اب بنگال اور برما میں زور پکڑ رہی ہیں، جنوبی ہند کا تختہ الٹ دیا جائے گا۔ حیدرآباد کا مسئلہ عالم کا مسئلہ ہے میں ہندوستان ہی کو نہیں بلکہ امریکہ اور برطانیہ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ حیدرآباد کو سارے عالم کے لئے خطرہ نہ بنائے بلکہ عالمی امن کے لئے حیدرآباد کو ایک مرکز بنائے۔

انڈین یونین نے حیدرآباد میں غداروں کو پیدا کیا، غدار ہر زمانہ میں تھے اور یہاں بھی ہیں۔ مجھے ان کی پرواہ نہیں رہی لیکن اب حیدرآباد مرزا اسمٰعیل، زین یار جنگ اور منظور جنگ جیسی کٹ پتلیوں کو برداشت نہیں کر سکتا، اور یہ کٹ پتلیاں جن تاروں اور جن ہاتھوں میں رقص کر رہی ہیں ان کو ملت اسلامیہ حیدرآباد گوارہ نہیں کر سکتی ـــ میں تمہارا خادم اور نمائندہ ہوں میرے سامنے صرف تمہاری بقاء اور عزت و ناموس کا تحفظ اور اس سلطنت کی آزادی اور اس کے خانوادہ کے اقتدار کی بقاء ہے۔" جو ہاتھ اسلامیہ حیدرآباد کی آزادی

دخود مختاری کے خلاف اُٹھیگا اس ہاتھ کو کاٹ دونگا۔ (ماخوذ زہیر کن میزان)

مسئلہ حیدرآباد کو اقوام متحدہ میں پیش کرنے کا اعلان، وزیر اعظم حیدرآباد کا وزیر اعظم ہند کے نام مکتوب ہند کی جارحانہ کاروائیوں کی تفصیلات

۲۰ اگست ۱۹۴۸ء۔ حیدرآباد اور ہندوستان کے مابین پیدا شدہ نزاع کو اقوام متحدہ میں پیش کرنے حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد کا فیصلہ۔

صدر اعظم بہادر دولت آصفیہ اسلامیہ فضیلت مآب میر لائق علی نے وزیر اعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو کو اس فیصلہ کی اطلاع دیتے ہوئے واضح کیا کہ حیدرآباد اور ہندوستان کے مابین پیدا شدہ صورت حال تشویش ناک ہو گئی ہے جس سے امن کو فوری خطرہ لاحق ہے اس لئے حیدرآباد نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ادارہ اقوام متحدہ میں رجوع ہو اور یہ درخواست کرے کہ اقوام متحدہ اپنی مساعی جمیلہ سے اس نزاع کو حل کرے تاکہ ہندوستان اور حیدرآباد کے مابین ایک پُرامن اور پائدار تصفیہ ہو جائے۔

صدر اعظم بہادر کے مکتوب میں حکومت ہند پر یہ الزامات عائد کئے گئے ہیں کہ اس نے حیدرآباد پر معاشی ناکہ بندی کے ذریعہ بیجا دباؤ ڈال کر مالیاتی تحدیدات کئے، حیدرآباد کی سرحدوں پر حملوں کے لئے حملہ آوروں کی ہمت افزائی کی گئی، حیدرآباد کو مسلح جارحانہ اقدام کی دھمکیاں دی گئیں اور تین مقامات پر فوجی قبضہ کر کے حیدرآباد کی علاقہ واری کا ملیت کو نقصان پہونچاتے ہوئے "معاہدہ انتظام جاریہ کی خلاف ورزیاں کی ہیں۔

فضیلت مآب میر لائق علی نے اپنے مکتوب میں واضح کیا ہے کہ حکومت حیدرآباد یہ توقع کرتی تھی کہ معاہدہ انتظامات جاریہ ہندوستان اور حیدرآباد کے مابین اچھے تعلقات کا باعث ہوگا۔" لیکن ہندستان نے معاہدے کو لفظاً اور معناً نظر انداز کر دیا اور اس کی مسلسل اور کھلی خلاف ورزیاں کیں۔

لہ یہی بات حضرت قائد ملت نے ۱۹۴۴ء میں کہی تھی۔

وزیراعظم حیدرآباد نے یہ بھی واضح فرمایا کہ گورنر جنرل ہندوستان اور وزیراعظم ہند کی متواتر یقین آفرینی کے باوجود کہ حیدرآباد پر کوئی بیجا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا ـــــ ہندوستان نے حیدرآباد کے خلاف شدید معاشی ناکہ بندی عائد کر رکھی ہے اور دوسرے طریقوں سے بھی معاشی دباؤ ڈال رہا ہے جو اس کے اختیار میں ہیں۔ اس نے ان ہند کے تمسکات کو منجمد کر دیا ہے جو حیدرآباد کے قبضہ میں ہیں اور ہندوستان کے طول و عرض میں حیدرآباد اور اس کی رعایا کے نقد کھاتے روک لئے ہیں۔ ہندوستانی سکہ کی اجرائی اور بیرونی ممالک سے زرمبادلہ کے انتظامات منسوخ کر دئے ہیں۔

ادویہ و کلورین کی بھی ناکہ بندی اگرچہ کہ حکومت ہند نے سرکاری مراسلت میں معاشی ناکہ بندی کی موجودگی سے انکار کر دیا ہے لیکن وزیراعظم ہندوستان نے مورخہ ۱۷/ جون ۱۹۴۸ء کو ایک جلسہ عام میں یہ اعلان کیا کہ "موجودہ ناکہ بندی سخت تر کر دی جائے گی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جس سے حیدرآباد کی اجتماعی زندگی میں سخت ترین خلل پیدا ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ ادویہ اور "کلورین" بھی جس سے پینے کا پانی صاف کیا جاتا ہے روک لی گئیں ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بلدہ حیدرآباد اور سکندرآباد میں گذشتہ ماہ "ہیضہ" کی وبا پھوٹ پڑی اور "صدہا انسانی جانیں" ضایع ہو چکی ہیں۔

سرحدی حملے معاہدہ انتظامات جاریہ کے طے پانے کے بعد ہی سے ہندوستانی علاقوں کے مراکز سے حیدرآباد کی سرحدوں پر دھاوؤں کی اجازت دی گئی اور ان حملوں کی ہمت افزائی کی گئی اور حیدرآباد کی سرحدوں سے متصل رقبوں میں کیمپ قائم کئے گئے جہاں سے مسلح حملہ آوروں نے جو عصری اسلحہ سے لیس ہیں حیدرآبادی علاقوں پر متواتر دھاوے کئے، ریل گاڑیوں کو پٹریوں سے اتار دیا اور جان و مال کا نقصان کیا، ہندوستانی فوج اور پولیس کے سپاہیوں نے کئی موقعوں پر مملکت آصفیہ اسلامیہ

میں آتشزدگی لوٹ مار اور قتل خون میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔

نانج پر فوجی حملہ مورخہ ۲۴/جولائی ۱۹۴۸ء مطابق ۲۴/شہریور ۱۳۵۷ف کو ہندستانی فوجی دستوں نے مملکت آصفیہ کے ضلع عثمان آباد کے موضع "نانج" پر حملہ کرکے قتل وغارت گری کی اور حیدرآبادی علاقے کے ہندستانی مقبوضات تک ہندستانی مواصلات کے تحفظ کے بہانے سے جو بالکل غلط اور کسی طرح حق بجانب نہیں ہے ہندستانی فوج نے نانج پر قبضہ جما رکھا ہے ـــــ حکومت حیدرآباد اپنی اس حکمت عملی کے تحت کہ تمام ما بانزاع مسائل کو دوستانہ گفت وشنید کے ذریعہ طے کرلیا جائے اپنی فوج کے ایک انگریز عہدہ دار لفٹننٹ کرنل "ویلسٹن" کو بر موقع اس حادثہ کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ اس حادثہ کی مکمل تحقیقات ایک خصوصی عدالت کے ذریعہ عمل میں لائی جائے جو دونوں حکومتوں کے نمائندوں اور ایک آزاد صدر پر مشتمل ہو جو دونوں کے لئے قابل قبول ہو ـــــ حکومت حیدرآباد نے نانج سے گزرنے والی سڑک کے تحفظ کی کامل ذمہ داری بھی قبول کرلی اور اس بات کی ضمانت دی ہے کہ مقبوضہ "بارسی" تک حسب معمول آنے جانے والے ہندوستانی کمکی دستوں اور دوسری معمولی آمد ورفت کی پوری، پوری حفاظت کی جائے گی، اور کسی غلط فہمی کے امکان کو رفع کرنے کی غرض سے اس بات پر بھی اپنی رضامندی ظاہر کی کہ ایک ایسے وقت تک جس پر جنوبی کمان کے جنرل آفیسر کمانڈنگ ہند اور افواج حیدرآباد کے کمانڈر اتفاق نہ کرلیں وہ اپنی کوئی فوج نانج نہیں بھیجے گی۔ فضیلت مآب نے وزیر اعظم ہند پر واضح کیا ہے کہ حکومت حیدرآباد کے خط مورخہ ۶/اگسٹ ۱۹۴۸ء موسومہ ریاستی محکمہ حکومت ہند کی ایک نقل بھی اس مکتوب کے ساتھ منسلک کیا ہوں جس میں حکومت حیدرآباد نے مکرر اس بات پر زور دیا ہے کہ ایک آزاد صدر کے تحت ایک خصوصی عدالت کے ذریعہ اس حادثہ کی مکمل تحقیقات عمل میں لائی جائے اور نانج سے

ہندوستانی فوج ہٹالی جائے۔ حکومت حیدرآباد کی تجاویز کو قبول کرنے سے حکومت ہند نے انکار کردیا۔

ٹنڈل واڑی پر حملہ ۱۷/جولائی ۱۹۴۸ء کو ہندوستانی سپاہی ضلع اورنگ آباد تعلقہ پٹن کے موضع "ٹنڈل واڑی" میں گھس کر حیدرآبادی پولیس کے ایک ہیڈ کانسٹبل اور چار جوانوں کا اغواء کیا جو موضع میں متعین تھے اور ان کی غیر موجودگی میں حملہ کرکے کوڑگری کے ناکہ کو اڑدیا اور گھروں کو لوٹ لیا جس کے بعد وہ موضع ٹنڈلواڑی "اور کوسان" کو جلاڈالا اور کئی حیدرآبادی باشندوں کو ہلاک کرکے ان کی نعشیں دریا میں پھینک دی گئی۔ ۲۸/جولائی کو ہندوستانی فوج اور ہندوستانی مسلح شہریوں نے دریاپار سے تعلقہ پٹن پر بھی اتشباری کی

آزاد حیدرآباد کی سالمیت پر حملہ ہندوستان نے آزاد حیدرآباد کی علاقہ واری کا ملیت کو نقصان پہونچانے کی مزید دو کوششیں کیں جبکہ ۳۰/جولائی کو سرکار عالی کے ایک ریلوے اسٹیشن مندری پر اور ۱۵/اگسٹ کو ایک موضع یلسنگی پر قبضہ کرلیا ہے۔ ایسے حادثات سے اور ان کے علاوہ متعدد حملوں کی وجہ سے جو کہ ہندستانی علاقے کے اڈوں سے حیدرآبادی علاقوں پر کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے حیدرآباد کی سالمیت اور امن وتحفظ کو فوری خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔

جارحانہ دھمکیاں حیدرآباد کے خلاف جارحانہ اقدام کی مسلسل دھمکیاں دی گئیں مثلاً ۲۴/اپریل کو وزیراعظم ہند نے بمبئی میں کل ہند کانگریس کے جلسہ میں کہا حیدرآباد کے سامنے دو ہی راستے ہیں جنگ یا شرکت ۲۴/جون کو لکھنؤ کے ایک جلسہ عام میں کہا کہ ممکن ہے کہ ہمیں اپنی فوج کو حیدرآباد بھیجنا پڑے اور یہ کہ ہندوستانی فوج سے کام لینے میں انھیں کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ ۱۵/جولائی کو سردار پٹیل نائب وزیراعظم ہند نے پٹیالہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا مجھ سے کئی لوگوں نے یہ سوال کیا ہے کہ حیدرآباد میں کیا

ہونے والا ہے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جب میں نے جوناگڑھ میں تقریر کی تھی تو یہ صاف صاف کہدیا تھا کہ اگر حیدرآباد مناسب طرز عمل اختیار نہ کرے تو اس کا بھی "وہی حشر ہوگا جو جوناگڑھ کا ہوا ہے" یہ الفاظ اب بھی قائم ہیں اور میں بھی ان پر قائم ہوں۔ ۲۵/ جولائی کو وزیر اعظم ہند نے مدراس میں تقریر کرتے ہوئے کہا جب ضرورت سمجھی جائیگی ہم حیدرآباد کے خلاف فوجی کارروائی کریں گے۔

بہتر تعلقات و ثالثی سے انکار اس طرح حکومت ہندوستان نے حیدرآباد کے خلاف فوجی کارروائیوں کی تیاری کا اعلان کر دیا ہے حیدرآباد نے ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کی حتی الوسع کوشش کی اور مسلسل گفت و شنید جاری رکھی اور متعدد مرتبہ یہہ تجویز پیش کی کہ مابہ النزاع مسائل ثالثی کے سپرد کئے جائیں جن کی گنجائش معاہدہ انتظام جاریہ کی "دفعہ ۴ میں" رکھی گئی ہے۔ لیکن ہندوستان نے یہ تجویز قبول کرنے سے صریحاً انکار کر دیا ہے۔

حیدرآباد کا فیصلہ اب حیدرآباد اور ہندوستان کے مابین پیدا شدہ صورت حال تشویشناک ہو گئی ہے جس سے امن کو فوری خطرہ لاحق ہے صدر اعظم بہادر حکومت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد نے اپنے مکتوب میں ان حقائق کو واضح کرتے ہوئے وزیر اعظم حکومت ہندوستان کو لکھا کہ بنا بریں میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ حیدرآباد نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ ادارہ اقوام متحدہ میں رجوع ہو اور اس سے یہہ درخواست کرے کہ اپنی مساعی جمیلہ سے اس نزاع کو حل کرا دے تاکہ ہندوستان اور آزاد حیدرآباد کے مابین ایک مابین ایک پرامن اور پائدار تصفیہ ہو جائے۔

(محکمہ اطلاعات آصفیہ)

اگر حیدرآباد آزاد نہ رہا تو ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کونسی پناہ گاہ رہ جائے گی

مجاہد اعظم کی تقریر حیدرآباد ۲۲/ اگست ۱۹۴۸ء جہاجوین کیمپ کا افتتاح کرتے

ہوئے جناب سید محمد قاسم رضوی نے کہا کہ۔

آج دکن کے باشندوں میں مزید آٹھ لاکھ بھائیوں کا اضافہ ہوا ہے گذشتہ دو سو برسوں سے دکن میرے آباد اجداد کا وطن رہا ہے اللہ کا شکر ہے کہ میرے آٹھ لاکھ بھائیوں کا بھی وطن بن گیا ہے۔ میرے بھائی آپ اپنے ذہنوں سے اس خیال کو نکال دیجئے کہ آپ پردیسی ہیں مسلمان کا وہی وطن ہوتا ہے جہاں اللہ کا نام بلند و بالا کیا جائے۔ کل دہلی بھی ہو جائے گا۔ اب تک تو آپ مہاجر تھے اب آپ حیدرآبادی ہیں جو ہمارا وطن ہے جہاں سے ہمیں اسلام کا نام بلند کرنا ہے۔ ممکن ہے کہ حیدرآباد پر مصائب آئیں لیکن اس وقت ایسا نہ ہو کہ آپ کسی حیدرآبادی سے پیچھے رہ جائیں۔

وہ وقت دور نہیں جبکہ ہماری پڑوسی حکومت ہم سے برسرپیکار ہو جائے اگر وہ حملہ آور ہو جائے تو ہم اپنی مدافعت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کا عزم کر چکے ہیں یہ سخت ترین امتحان ہے۔ اگر خدانخواستہ حیدرآباد آزاد نہ رہا اور ہندیونین کا جزبن گیا تو پھر تم ہی بتاؤ سارے ہندستان کے مسلمانوں کے لئے کونسی پناہ گاہ رہ جائے گی۔

(ماخوذ ـــ رہبر دکن)

سرمرزا اور درباری سازش کے میدان میں حکومت ہند کو حیدرآباد کے خلاف

گھناؤنہ مشورہ (حضور نظام کے ایک درباری مٹر کے یم منشی کے مدارج کا انکشاف)

حضور نظام نے سرمرزا اسمٰعیل (سابق وزیر اعظم) سے ربط پیدا کر کے ان کو دلی بھیجا یا سر سلطان احمد، نواب زین یار جنگ اور سید محی الدین ایجنٹ جنرل حیدرآباد (جو نواب زین یار جنگ کے بعد ہوئے) سرمرزا کی دعوت پر دلی پہنچ گئے۔ سرمرزا نے دلی میں سردار پٹیل، پنڈت نہرو، اور راج گوپال چاری سے ملاقاتیں کیں اور پھر حضور نظام کو لکھا کہ میر لائق علی وزیر اعظم کو دلی بھیجدیں تاکہ ان کی موجودگی میں مسودہ معاہدہ سابقہ پر دستخط ہو جائیں کہ (۱) رضاکار تنظیم کو ختم کر دیا

جائے۔ (۲) موجودہ حکومت میں تبدیلی کر دی جائے۔ (۳) اور ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کے وعدہ کا اعلان کر دیا جائے۔

جواب کے آنے میں تاخیر ہوئی تو سر مرزا اسمٰعیل نے ایک دوسرا خط نواب زین یار جنگ کو قاصد پرواز بنا کر حیدرآباد بھجوایا "جس میں یہہ لکھا کہ دہلی میں حیدرآباد کے خلاف رائے میں شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔" جس پر نظر ثانی کر کے اصلاح کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ ــــ "رجون والے مسودہ پر اعلیٰحضرت اپنے وزراء سے مشورہ کے بغیر دستخط کر دیں۔

اور رضا کاروں سے ملک کو محفوظ رکھنے کے لیے " انڈین یونین کی فوج کو حیدرآباد آنے کی اجازت دی جائے۔" جس کا تذکرہ گورنر جنرل ہندستان نے اپنے خط مورخہ ۳۱/اگست ۱۹۴۸ء موسومہ ہز اگزالٹیڈ ہائی نس میں کیا ہے۔

گورنر جنرل ہند کا خط ہز اگزالٹیڈ ہائی نس میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں جو معلوم ہوا ہے کہ سر مرزا اسمٰعیل نے پیش کی ہے جو آپ کی حوصلہ افزائی پر آپ کی طرف سے یہاں آئے ہیں اور ایک نہایت تجربہ کار متوازن دماغ رکھنے والے مدبر ہیں اور حیدرآباد سے متعلقہ مسائل کے بارے میں ان کے معلومات گہرے ہیں۔ یور اگزالٹیڈ ہائی نس کو رضا کاروں پر اقتناع عائد کرنا چاہیئے اور مرزا اسمٰعیل کے مشورہ کے مطابق " سکندرآباد میں ہندستانی فوج کو کافی تعداد میں متعین کرنے کی دعوت دینی چاہیئے۔" تاکہ حیدرآباد اور اس کے باہر جان و مال کے تحفظ کی نسبت کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے اور دوستی کی اساس قائم ہو جائے۔ (ماخوذ)

برطانیہ حیدرآباد کی آزادی کے مسئلہ میں ساتھ دیگا ماؤنٹ بٹن نے برطانوی کردار کو واضح کر دیا لندن میں عام تاثر لندن ۳/ستمبر ۱۹۴۸ء حیدرآباد کے ایک سابق وزیر نے

سی پی گڈنی نے لندن سے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ہندوستان کی حیدرآباد کے خلاف بڑھتی ہوئی جارحانہ کاروائیوں اور خصوصاً معاشی ناکہ بندی نے برطانوی قوم کی ساری ہمدردیاں حیدرآباد کے ساتھ کردی ہیں، برطانوی قوم کا یہ تاثر دن بدن شدید ہوتا جارہا ہے کہ برطانیہ نے اپنے قدیم حلیف اور "یار وفادار" کے ساتھ انتہائی ناانصافی کرکے برطانوی قوم کے چہرہ پر کلنک کا داغ لگایا ہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن[1] کے خلاف بھی لندن کے اکثر اخبارات نے سخت تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ماؤنٹ بیٹن نے برطانوی کردار کو دنیا میں رسوا کردیا ہے اور اس کی اصل وجہ ان اخباروں نے یہ ظاہر کی ہے کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن دراصل برطانوی نژاد نہیں ہیں بلکہ وہ جرمن النسل ہیں جنھوں نے اپنی مادری تعلق کی بناء پر انگلستان کے شہری حقوق حاصل کئے ہیں برطانوی پارلیمان کے اکثر ارکان اس خیال کے حامی ہیں کہ قانون آزادی کے منشا اور دارالعلوم میں وزیراعظم برطانیہ کے اعتراف کے بعد یہ اور مسلمہ ہوجاتا ہے کہ "حیدرآباد اپنا ایک آزاد اور خودمختار موقف رکھتا ہے۔" لندن کے سیاسی حلقوں میں عام تاثر یہی ہے کہ حیدرآباد کے مقدمہ میں برطانیہ کی روش وہ نہیں رہے گی جو اب تک رہی ہے۔ اب برطانیہ کھلم کھلا حیدرآباد کی آزادی کے مسئلہ میں ہر طرح حیدرآباد کا ساتھ دے گا۔

لندن کے اہم اخبارات لندن ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف نے اب حیدرآباد کے مسئلہ پر اپنی روش تبدیل کردی ہے اور اس کی اصل وجہ معاشی ناکہ بندی اور ہندستان کی جارحانہ حکمت عملی ہے (ماخوذ۔ روزنامہ وقت)

---

[1] واضح رہے کہ وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی یہ تمنا اور خواہش تھی کہ وہ تقسیم ملک کے بعد ہندستان اور پاکستان کے مشترکہ گورنر جنرل بنیں مگر پاکستان نے اسے قبول نہیں کیا جس کی وجہ سے ماؤنٹ بیٹن پاکستان سے (جو حیدرآباد کے دستوری موقف کی حمایت میں تھا) دل برداشتہ تھے (منہاج الدین)

حیدرآباد میں بدامنی کا پروپگنڈہ شر انگیزی میرے ملک میں ہندوستانی فوج کا داخلہ ناممکن میری فوج ہر صورت حال کا مقابلہ کرسکتی ہے گورنر جنرل ہند کو حضور نظام کا جواب۔ ۵ ستمبر۔ ۱۹۴۸ء کو اعلیحضرت حضور نظام نے اپنے جوابی مکتوب میں گورنر جنرل ہندوستان سی راج گوپال چاری کو لکھا کہ مجھے ہز اکسلنسی کا خط مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۴۸ء کا وصول ہوا سر مرزا اگرچہ کے میرے دوست ہیں لیکن وہ حیدرآباد کے اصل مسائل سے کماحقہ واقف نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنے پیشروں کے برعکس یہاں سال بھر بھی نہیں رہے علاوہ ازیں وہ بعد کے واقعات سے بھی لاعلم ہیں اس لئے ان کی تجاویز پر کوئی کاروائی قابل عمل نہیں ہوسکتی۔ "آپ نے اپنے خط میں حیدرآباد میں جان و مال کے عدم تحفظ کی نسبت جو ذکر کیا ہے وہ اس مسلسل شر انگیز پروپگنڈہ کا نتیجہ ہے جو بعض جماعتوں اور اشخاص کی طرف سے کیا جارہا ہے" ـــــ دوسرے امور کی نسبت مجھے یہ کہنے دیجئے کہ "میرے ملک میں ہندستانی فوج رکھے جانے کی اجازت دینا خارج از بحث ہے" میری اپنی فوج میری رعایا کی جان و مال اور ملک کی اطمینان بخش طور پر حفاظت کرسکتی ہے اور کر رہی ہے۔ اور میری فوج ہر صورت حال سے عہدہ برآں ہونے کی پوری طرح صلاحیت رکھتی ہے۔ میں فی الحقیقت ایک باعزت سمجھوتہ کا خواہش مند ہوں۔ (ماخوذ۔ رہبر دکن)

وزیر اعظم ہند کا پارلیمنٹ میں بیان حیدرآباد کی فوج میں اضافہ خفیہ طور پر اسلحہ کی درآمد رضاکار تنظیم کی تحلیل کا مطالبہ ۸ ستمبر۔ ۱۹۴۸ء کو ہند پارلیمنٹ میں وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا کہ ـــ حیدرآباد میں داخلی صیانت کی ضمانت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ سکندرآباد میں ہندوستانی سپاہ کو متعین نہ کردیا جائے۔ ہم نے اب آخری

مرتبہ نظام سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر "رضا کارانہ تنظیم" کو تحلیل کر دیں اور "ہندوستانی فوج" کو حیدر آباد میں داخلہ کی سہولت پیدا کریں خواہ ہمیں اس کے لئے کسی بھی نوعیت کا اقدام کرنا پڑے۔ حیدر آباد کے اندر شر انگیز قوتیں کام کر رہی ہیں آج وہ حیدر آباد کی حکومت پر ہر طرح قابض و مسلط ہیں۔

حیدر آبادی فوج میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور باہر سے خفیہ طور پر اسلحہ اور گولی باروت کی درآمد کی گئی ہے۔ حیدر آباد کے اندر جو خانگی فوجیں تشکیل پائی ہیں انہوں نے اور خاص رضا کاروں نے زیادہ سے زیادہ جارحانہ طرز عمل اختیار کر لیا ہے وہ ریاست کے اندر اور بعض وقت سرحدوں کو عبور کر کے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ (ماخوذ رہبر دکن)

حیدر آباد کے خلاف اقدامی کاروائی نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے امن کو خطرہ، وزیر خارجہ پاکستان کا انتباہ۔ کراچی۔ ۹/ستمبر ۱۹۴۸ء۔ وزیر خارجہ پاکستان جناب سر ظفر اللہ خاں نے (جن کا شمار دنیا کے بڑے مدبرین میں ہوتا ہے) ہندوستانی یونین کو متنبہ کیا ہے کہ اگر حیدر آباد کے خلاف اقدامی کاروائی کی دھمکی کو روبہ عمل لایا گیا تو پھر پورا ذیلی براعظم فرقہ واری منافرت کا شکار ہو جائے گا ہندوستان حیدر آباد کو کھلے طور پر حملے کی دھمکی دے رہا ہے لیکن وہ اس کے نتائج سے بے خبر تو نہیں ہے، یہ معاملہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کی قسم کا ہے۔ ہندو، ہندستان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ـــــ حیدر آباد کے خلاف اقدامی کارروائی کے نتیجہ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے امن کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

(ماخوذ۔ رہبر دکن)

شاہ فاروق فرمانروائے مصر کا اعلان، حیدر آباد تنہا نہیں سارے عالم کے مسلم ممالک ہر طرح اسکی اعانت کے لئے تیار ہیں۔ قاہرہ ۱۰/ستمبر ۱۹۴۸ء شاہ فاروق فرمانروائے

مصر نے مملکت اسلامیہ حیدرآباد کو اس بات کا تیقن دیا ہے کہ مشرق متوسط کے سارے ممالک اس کی تائید وحمایت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ شاہ فاروق نے اپنے دارالسلطنت سے اعلان فرمایا ہے کہ حیدرآباد کو اس امر کا یقین رکھنا چاہئے کہ وہ اس وقت تنہا نہیں ہے، سارا عالم اسلام حیدرآباد کے ساتھ ہے ہم حیدرآباد کی ہر طرح سے اعانت کے لئے صرف اس لئے تیار نہیں کہ وہ اسلامی مملکت ہے بلکہ اس کی امداد کے لئے اس لئے بھی آمادہ بیٹھے ہیں کہ ایک آزاد وخود مختار ملک ہے جو اپنی آزادی کی برقراری کی کشمکش میں مبتلا ہے اور باعزت زندگی کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ بہرحال مملکت اسلامیہ حیدرآباد اس کا یقین رکھ سکتی ہے کہ ہمارے اسلامی ممالک کی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہیں۔

(رہبر دکن)

حیدرآباد میں ہمیں آسانی سے آگے بڑھنے کی توقع نہیں لیکن پھر بھی آگے بڑھیں گے وزیر اعظم ہند کا اعلان نئی دہلی - ۱۰ ستمبر - ۱۹۴۸ء پنڈت نہرو نے آج پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ حکومت ہند اپنی افواج ہر حال سکندرآباد بھیجے گی۔ خواہ حیدرآبادی افواج مقاومت کیوں نہ کرے۔ جب پنڈت نہرو سے پوچھا گیا کہ اگر ہندوستانی افواج کے راستے میں حیدرآبادی افواج حارج ہوتو کیا ہوگا۔ پنڈت نہرو نے سخت انداز میں جواب دیا "ہم آگے بڑھیں گے" اس کے بعد ہی کہا ـــــ ہمیں حیدرآباد میں آسانی کے ساتھ آگے بڑھنے کی توقع بھی نہیں۔

(بیرونی ومقامی صحافت)

جھوٹی افواہوں کو سہارا بنا کر حیدرآباد پر حملہ سے سارا جنوبی ہند بدامنی کا شکار ہوگا۔ جنوبی ہند کی تنظیمی کمیٹی کی سکریٹری کا گورنر جنرل ہند کو برقیہ حیدرآباد۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء - جنوبی ہندستان کی جمہوری تنظیم کی سکریٹری لیس ہرفوح رانی نے کل ہز اکسیلنسی گورنر جنرل ہندوستان کی خدمت میں برقیہ روانہ کیا ہے کہ۔

دہلی، جوناگڑھ اور گودھرا میں مسلمانوں کے قتل عام سردار پٹیل اور ان کے ساتھیوں کی چشم پوشی کی وجہ سے بابائے قوم مہاتما گاندھی کا بہیمانہ قتل اور ہندوستان کے طول و عرض میں مظالم یہہ بتلا رہے ہیں کہ دہلی میں کس قسم کا نظم و نسق کا فرما ہے؟ اور اس کے بعد آپ چاہتے ہیں کہ غیر آئینی طور پر اپنی افواج کو روانہ کر کے نظام کی پرامن اور پرسکون ریاست میں بھی دہلی وغیرہ کا پولیس راج چلائیں۔

اگر آپ جھوٹی افواہیں اور غلط پروپگنڈہ کو سہارا بنا کر حیدرآباد پر حملہ کر دیں گے تو سارا جنوبی ہندستان بدامنی کا شکار ہو جائے گا۔ اور اس پر قابو پانا آپ کے بس کی بات نہ ہوگی اور پورے ذیلی براعظم کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہوگا۔ (میزان)

عزت مآب پنگل وینکٹ راما ریڈی نائب وزیر اعظم حیدرآباد کا بیان معاہدہ جاریہ کے تحت حکومت ہند کو فوج روانہ کرنے اور مملکت کے نظم و نسق میں مداخلت کا حق نہیں۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو مجلس مقننہ حیدرآباد کے اسپیکر عزت مآب سری پت راؤ کی صدارت میں مقننہ (اسمبلی) کے اجلاس میں عزت مآب پنگل وینکٹ راما ریڈی نائب وزیر اعظم حکومت حیدرآباد آصفیہ اسلامیہ نے کہا کہ۔ میں حکومت سرکار عالی کی جانب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانون شکنی اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کی ہند کی کوششوں کے باوجود حیدرآباد کی صورت حال بہ حیثیت مجموعی پرامن رہی ہے اور پوری طرح قابو میں ہے ان حملوں سے جو سرحد پار کے اڈوں سے منظم طریقوں پر ہمارے علاقہ میں کئے جاتے ہیں۔ سرحدات پر کچھ نہ کچھ عرصہ سے امن امان کو صدمہ پہونچا ہے ـــ حکومت ہند کو اس مملکت کے نظم و نسق میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ہی معاہدہ انتظام جاریہ کے تحت اسے اپنی افواج سکندرآباد میں روانہ کرنے اور متعین کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اگر حکومت ہندستان معاہدہ انتظام جاریہ کی اس اہم ترین شرط کی خلاف ورزی کرنے کا فیصلہ

کرے یا اور کسی شکل میں کوئی جارحانہ کارروائی عمل میں لائے تو اس کارروائی کے ناگزیر اور خطرناک نتائج کی ساری ذمہ داری اس پر ہوگی۔

حیدرآباد نے اپنی خودمختاری مسلسل قائم رکھی ہے "اعلیٰحضرت حضور نظام نے گورنر جنرل ہند کے مراسلہ کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ حیدرآباد کی نام نہاد بدامنی کے متعلق حکومت ہند کی معلومات بہت غلط اور اس پروپیگنڈہ پر مبنی ہیں جو کہ حیدرآباد کے خلاف شرانگیزی کے لئے کیا جا رہا ہے نیز وہ گورنر جنرل ہند کی اس تجویز کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے کہ وہ ہندستانی فوج کو سکندرآباد میں متعین کرنے کی اجازت دیں۔ اخوذ پیرکن

رات قائداعظم کی تدفین صبح اچانک ہندوستان کا حملہ دکن کربلا بننے کو ہے مسلمان حیات طیبہ کو مشعل راہ بنائیں ننھے بیکس دشمن پر ہاتھ نہ اٹھائیں وطن کے غیر مسلم کو ذرا بھی نقصان نہ پہونچے رضاکاروں کو قاسم رضوی کی صدیقی ہدایات

حیدرآباد۔ ۱۳/ستمبر۔ ۱۹۴۸ء قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال پر آج صبح گوشہ محل گراؤنڈ پر ایک تعزیتی جلسہ میں فیلڈ مارشل سید محمد قاسم رضوی قائد رضاکاران نے اعلان کیا کہ:۔

کل شام قائداعظم کی تدفین ہوئی ساری ملت اسلامیہ رنج و غم میں ڈوبی ہوئی ہے کہ آج صبح طلوع آفتاب سے قبل ہی اچانک ہندستان نے حیدرآباد پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا، بیدر اور ورنگل پر بمباری کی گئی۔ خدا کا شکر ہے کہ ہندستان نے جنگ کی پہل کی، اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے خون سے اس جنگ کا خیر مقدم کریں۔

مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی صدر مجلس نے تمام مسلمانان دکن دکن سے اپیل کی کہ وہ "حضور سرور کائنات حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں"۔ مادی قوتوں اور ساز و سامان پر

تکیہ نہ کریں صرف اللہ کی قوت پر بھروسہ رکھیں اور اپنے نصب العین کی صداقت پر قائم رہیں۔ میں خاص طور پر اپنے رضاکاروں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اس کا خاص خیال رکھیں کہ ۔" ان کا کوئی اقدام دشمن کے بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے خلاف نہ ہو بیکس اور نہتے دشمن پر ہاتھ نہ اٹھائیں خدا ظالم کی مدد نہیں کرتا" اور خیال رکھیں کہ اپنے وطن کے کسی غیر مسلم کو ذرا بھی نقصان نہ پہونچے ہماری جنگ ہندیوں سے ہے ہندو سے نہیں۔ مجاہد اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا سرزمین دکن میدان کربلا بنے کو ہے۔ نوجوانوں اٹھو وطن کے بہادرو اٹھو محمدی فوج کے سپاہیوں اٹھو ملت اسلامیہ وقار و ناموس اور مملکت اسلامیہ دکن کی آزادی کے تحفظ کی خاطر جام شہادت نوش کرو۔" اور میدان کربلائے دکن میں انسانیت کو داغ جواں مردگی دے کر تاریخ عالم پر اپنے خون سے دوسرا سانحہ کربلا لکھ جاؤ۔" (میزان)

بغیر اعلان جنگ کے ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کر دیا فضیلت مآب میر لائق علی وزیر اعظم کا نشری اعلان۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء مطابق ۱۳ آبان ۱۳۵۷ف

فضیلت مآب میر لائق علی صدر اعظم سلطنت آصفیہ اسلامیہ نے نشرگاہ حیدرآباد سے اعلان فرمایا کہ

آج صبح ۵ بجے حکومت ہند کی فوجوں نے بغیر اعلان جنگ و اطلاع کے یک لخت حیدرآباد پر حملہ کر دیا۔ بیدر اور ورنگل کی طیران گاہ پر بمباری کی گئی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ گلبرگہ میں ہماری فوج پر فضائی حملہ کیا گیا جو بالکل غیر موثر رہا۔ نلدرگ ضلع عثمان آباد اور نلگنڈہ میں ہماری بہادر افواج دشمن کی کثیر تعداد فوج کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے جرأت و استقلال سے مقابلہ کر رہی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی برابر مقابلہ کرتی رہے گی۔

اللہ آپ کا حامی حافظ و ناصر ہے۔

"کبھی جان اور کبھی تسلیم جان ہے زندگی" محاذ پر جانے والے رضا کاروں سے فیلڈ مارشل مجاہد اعظم قاسم رضوی کا ولولہ انگیز جوشیلی خطاب حیدرآباد۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء آج دارالسلام سے ہزاروں رضا کار اپنے ملک و ملت کی آبروں کی بہر قیمت حفاظت کا حلف اٹھا کر مختلف محاذ پر روانہ ہوئے، سر مغرب مجاہدین اور قوم و ملت کی عزت و ناموس کے پاسبانوں کو خدا حافظ کہتے ہوئے فیلڈ مارشل مجاہد اعظم جناب سید محمد قاسم رضوی صدر مملکتی مجلس نے کہا۔ عزیز رضا کارو آج آپ کی آزمائش کا وقت آگیا شہیدان کربلا کا خون افق دکن پر شفق بن کر پھیلنے والا ہے۔

آج ملت اسلامیہ اور حکومت حیدرآباد آپ کی طرف دیکھ رہی ہے۔

ملک و ملت کی حفاظت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

تمہیں اپنے علی اکبروں کو اپنی نگاہوں کے سامنے کٹوانا ہے، علی اصغروں کے گلوں کو اپنی گودوں میں چھدوانا ہے، اپنے عابدوں کو یتیم بنوانا ہے، اپنی شہر بانوں کو بیوہ بنانا ہے، اپنے قاسموں کو دولہا بنا کر خون سے کپڑے رنگوانا ہے، اپنی بیٹی بانوں کا سہاگ اپنے ہاتھوں لٹوانا ہے اور یہ سب کچھ کر کے "ہند کی غلامی سے بچنا اور آزادی کی موت مرنا ہے۔"

جو ذمہ داری آپ پر عائد کی جا رہی وہ بڑی نازک اور بڑی مقدس ہے۔ مجھے آپ سے آج کوئی بات چھپانی نہیں ہے آپ جا رہے ہیں ممکن ہے کہ پھر واپس نہ آئیں اور شہید ہو جائیں اور خدا کے راستہ میں بھوکے پیاسے مر جائیں۔

جو شخص اس کے لئے تیار نہیں وہ اس وقت صفوں سے باہر آجائے اور گھر لوٹ جائے کسی پر کوئی جبر نہیں، کوئی پابندی نہیں اور کوئی قانون نہیں یہ صرف خدا کا مطالبہ ہے، مذہبی پکار ہے اور یہی ہی قانون اور یہی فرض سارے دنیاوی قوانین سے بالاتر و مقدس ہے۔

میں آپ کی بے سروسامانی سے واقف ہوں اور دشمن کی سوسامانی

سے بھی باخبر ہوں لیکن یاد رکھو اور یہ ایقان بناؤ کہ خدا کی نصرت تمہارے ساتھ ہے۔ جاؤ اللہ کی مدد سے اور اپنے دست و بازو سے حیات جاودانی حاصل کرو۔" میزان"
نوٹ۔ ہمارے ساتھ محاذ پر جانے والوں میں صدر محترم قاسم رضوی صاحب کے صاحبزادے زاہد رضوی بھی تھے۔ (مظہر الدین)

حیدرآباد پر ہندوستانی افواج کا حملہ، پاکستان اور ہندستان میں جنگ کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں، نئی دہلی۔ ۱۳/ستمبر ۱۹۴۸ء۔ آج دن میں انڈین یونین کے ایک کمیونکے میں کہا گیا ہے کہ ہندوستانی افواج نے حیدرآباد پر حملہ کر دیا ہے۔ دہلی کے سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ حیدرآباد پر حملہ کی وجہ سے ہندستان اور پاکستان کے مابین ایک شدید اور مہیب جنگ کے آغاز کے امکانات بڑھ چکے ہیں۔ مبصرین کا بیان ہے کہ ہندستان کے لئے ایک خطرہ یہ ہے کہ اس وقت کشمیر میں مسلمان حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ہندستان کے لئے ایک اور خطرہ یہ بھی ہے کہ ہندستان اور پاکستان کی سرحد وغیرہ اب سے روس کی سرحد تک پھیلی ہوئی ہے اور دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑی ہیں (یونائیٹڈ پریس امریکہ، میزان)

حیدرآباد کے مسئلہ پر بحث کے لئے صیانتی کونسل کے اجلاس کی فوری طلبی

پیرس۔ ۱۵/ستمبر ۱۹۴۸ء۔ صیانتی کونسل کے صدر "سر الگزینڈر کیڈوگن" نے ادارہ اقوام متحدہ کی صیانتی کونسل کا ایک فوری اجلاس ۱۶/ستمبر کو حیدرآباد کے مسئلہ پر بحث کے لئے طلب کیا ہے۔ حکومت حیدرآباد کا وفد پیرس پہنچ گیا ہے۔ (میزان)

رضاکاروں کا ہندوستانی فوج سے شدید مقابلہ، ہندستانی فوج کے ۸ دبلے تباہ

جنگ کی صورت حال۔ لندن۔ ۱۶/ستمبر ۱۹۴۸ء ہندستان نے اسمس کا

اعتراف کیا ہے کہ حیدرآبادی افواج اور رضاکار ہندوستانی فوجوں کا شدید ترین مقابلہ کر رہے ہیں۔

حیدرآباد کی افواج نے پہلی بار ۲۵ پونڈی توپیں استعمال کر کے انڈین یونین کی فوجوں کے ۸ دبلے تباہ کر دے ہیں اور اس طرح مغربی جانب ان کی پیش قدمی روک دی ہے۔

حیدرآباد کی فوجیں سرنگیں بچھا رہی ہیں اور مغرب کی طرف ہندوستانی پیش قدمی کو روکنے کے لئے گھات میں لگ گئی ہیں۔

بمبئی، بنگلور اور مدراس میں سخت دہشت پھیلی ہوئی ہے اور حیدرآباد کی طرف سے ہوائی حملوں کے خوف سے شہری آبادی کا وسیع پیمانہ پر تخلیہ جاری ہے ۔ (میزان)

ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کر کے وحشیانہ کارروائی کی ہے دارالعوام اور دارالامراء میں بحث، برطانیہ کی حیدرآباد کو تائید کا اعلان لندن ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کل رات برطانوی پارلیمنٹ میں سابق وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن نے کہا کہ

ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کر کے خود حیدرآباد کے ساتھ اپنے "معاہدہ" کی سخت اور ناقابل معافی خلاف ورزی کی ہے مسٹر ایڈن نے کہا کہ نہ تو برطانوی حکومت اور نہ حکومت ہندوستان اسے قبول کر سکتی ہے کہ "قوت کے ذریعہ کوئی انصاف کیا جائے"۔ اس بیان پر ایوان میں تالیاں بجائیں۔ مسٹر ایڈن نے امید ظاہر کی کہ برطانوی حکومت اپنی ممکنہ کوشش کرے گی صیانتی کونسل اس صورت حال پر فوری کارروائی کرے اور فوری جنگ بندی کے لئے اقدام کرے اس سے نہ صرف صیانتی کونسل کی شہرت میں اضافہ ہوگا بلکہ وہ ـــــ دنیا کے ایک بڑے رقبہ میں لوگوں کو بے شمار مصائب اور مصیبتوں

سے بچائے گا ـــــ مسٹر انتھونی ایڈن نے حیدرآباد پر حملہ کی مذمت کی اور کہا کہ ہندوستان نے حیدرآباد پر حملہ کرکے وحشیانہ کارروائی کی ہے۔ بحث کا جواب دیتے ہوئے برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بیون نے دارالعلوم میں اعلان کیا کہ ہندوستان اور حیدرآباد کے جھگڑے میں اتحادی قوتوں کی مدافعت کو برطانیہ کی تائید رہے گی مسٹر بیون نے ہندوستان کی جنگجویانہ رویہ پر افسوس ظاہر کیا۔

دارالامراء میں بھی کل حیدرآباد کا مسئلہ زیر بحث رہا ایوان میں قائد حزب الاختلاف لارڈ سالبسری نے کہا کہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان نے آزادی کے سال بھر کے اندر ایک ایسی مملکت پر چڑھائی کردی ہے جو "بالکل پرامن" رہی ہے، حیدرآباد برطانیہ کا حلیف رہا ہے اور اس نے ہر آڑے وقت میں برطانیہ کی مدد کی ہے۔

لارڈ سالبسری نے دریافت کیا کہ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کے حیدرآباد پر جارحانہ حملے کے خلاف احتجاج کیا ہے اور کیا اقوام متحدہ میں حیدرآباد کی اپیل کی حکومت برطانیہ تائید کرے گی۔

اس بحث جواب دیتے ہوئے لارڈ ایڈی سن نے حیدرآباد کی خدمات کا اعتراف کیا اور کہا کہ حکومت ہند کو برطانیہ نے مشورہ دیا تھا کہ وہ حیدرآباد کے متعلق اعتدال سے کام لے برطانوی حکومت نے ہندوستان کے جارحانہ اقدام پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ لارڈ ایڈی سن نے ایوان کو بتایا کہ دارالعلوم میں برطانوی وزیر خارجہ نے اس امر کا اظہار کردیا ہے کہ دونوں حکومتوں کے جھگڑے میں اتحادی قوتوں کی مدافعت کو برطانیہ کی تائید رہے گی (میزان)

حیدرآبادی افواج کو جنگ بندی کا حکم ہندستانی افواج کو داخلہ کی اجازت رضاکار تنظیم تحلیل مسٹر کے یم منشی کے مشورہ پر عمل کا اعتراف حضور نظام کا گھناؤنا اعلان

۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو رات میں نشرگاہ حیدرآباد سے تقریر نشر کرتے

کرتے ہوئے حضور نظام نے اعلان کیا کہ

مجھے اپنی عزیز رعایا کو یہ مطلع کرتے ہوئے بڑی مسرت ہے کہ میں نے ہندوستان کے گورنر جنرل ہز اکسیلنسی سی راج گوپال چاری کے نام پیام روانہ کیا ہے کہ

میں یور اکسیلنسی کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے آج شام اپنی افواج کو لڑائی بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے اور ہندوستانی افواج کو بلارم اور سکندرآباد میں ٹھیرنے کی اجازت دے رہا ہوں اور رضا کاروں کی جماعت کو ختم کرنے کا بھی حکم دیدیا ہے۔ میری حکومت نے استعفا دے دیا، میں نے اسٹیٹ کانگریس کے سوامی رامانند تیرتھ کی فوری رہائی کے احکام بھی جاری کئے تاکہ سوامی جی اس بحران میں مدد کریں، اس کے علاوہ میں نے اسٹیٹ کانگریس کی مجلس عمل کے ارکان کے خلاف بھی جاری کئے ہوئے تمام احکام اور وارنٹ کی منسوخی کا بھی حکم دے دیا ہوں۔

میں نے اپنے دوست مسٹر کے یم منشی ایجنٹ جنرل ہندوستان متعینہ حیدرآباد سے مشورہ کیا اور میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس موقع پر بڑی مدد دی۔ اور مجھے مدد دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔

میں نے سابق وزارت کے نمائندوں کو بھی جو اس وقت حیدرآباد کی طرف سے اقوام متحدہ کے ادارہ صیانتی کونسل میں اپیل کر رہے ہیں یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔

(زندگی کے میدان میں کاش آپ ڈٹ جاتے
حادثوں میں دم کتنا سامنے سے ہٹ جاتے)

مسٹر منشی کی تقریر حضور نظام کی گھناونی تقریر کے بعد مسٹر کے یم منشی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ـــــ میں گذشتہ رات ہز اگزالٹیڈ ہائنس

کی خدمت میں پولیس کارروائی کے اغراض و مقاصد کو پیش کیا جو میری حکومت ہند کر رہی ہے۔

مجھے یہ کہتے مسرت ہوتی ہے کہ ہز اگزالٹیڈ ہائنس نے اس کارروائی کی ستائش کی اور آج صبح التوائے جنگ کے احکام صادر فرمائے۔ میں ہز اکیلنسی سی راجگوپال چاری گورنر جنرل ہندوستان کی خدمت میں ہز اگزالٹیڈ ہائنس کا پیام روانہ کر دیا ہے۔ اور میں نے جنرل راجندر سنگھ جی اور دوسرے کمانڈنگ آفیسروں سے ربط قائم کیا تاکہ التوائے جنگ کے احکام ان تک پہونچا دئے جائیں۔ مجھے مسرت ہوگی کہ میں اپنی فوج کا خیر مقدم حیدرآباد میں کروں جہاں حیدرآباد سے چند میل کے فاصلہ پر ہے ——————

آگ دی صیاد نے جب آشیاں کو میرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

سازش کے تحت ستمبر ۱۹۴۷ء میں قلعہ گولکنڈہ کا دروازہ ہندوستانی فوج کے لئے کھول کر غداری کرنے والے دکن کے جنرل عبداللہ خاں پٹنی کی روح پھر ایک بار ستمبر ۱۹۴۸ء میں دکن کے کمانڈر میجر جنرل عیدروس میں سرایت کر گئی جنہوں نے محاذ جنگ تنگ کرنے کے بہانہ حیدرآبادی افواج کو جو ابتداء میں مقاومت کر رہی تھیں پیچھے ہٹنے اور ہندوستانی افواج کو آگے بڑھنے سے نہ روکنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حیدرآباد کی فوجیں زمین کے نیچے بچھی ہوئی سرنگوں اور پلوں کو اڑائے بغیر بلا مقابلہ کئے انڈین یونین کی فوجوں کو حیدرآباد پر قبضہ کے لئے راستہ دے دیا۔ عصری آلہ کا ذخیرہ جو سڈنی کاٹن کے تاریخی طیارہ کے ذریعہ بیرونی ممالک سے درآمد کیا گیا تھا۔ سیل بند ہندوستانی فوج کے حوالہ ہو گیا

مسٹر جے این چودھری ملٹری گورنر حیدرآباد نے ایک موقع پر کہا تھا کہ اگر ان ہتھیاروں کو حیدرآباد کی افواج استعمال کرتی تو ہم اتنی آسانی کے

ساتھ قبضہ نہ کر سکتے تھے ۔ محاذ پر ہم رضاکاروں کو اسی سازش کے تحت ناکارہ ہتھیار و ناقص گیلی گولی بارود دی گئی ۔ مگر اس کے باوجود وطن کی آبرو کے لئے ابتدائی جنگ میں بھی رضاکار ہی اپنے معمولی ہتھیاروں اور جذبہ حریت کی عظیم قوت سے سرشار ہو کر مقابلہ کرتے ہوئے توپ و دبابوں سے ٹکرا کر اعلاء کلمۃ الحق[1] کی خاطر پاش پاش ہو گئے ۔

وقت نے دغا دے دی ورنہ دیکھتی دنیا
ہم کتابِ ہستی کے سو ورق الٹ جاتے

(محمد مظہر الدین)

سازش کا پردہ جو اٹھ گیا

"اس کتاب سے جس کا پیش لفظ مسٹر کے ایم منشی نے لکھا" ۔ پولیس ایکشن کے وقت مسٹر منشی نے جو حضور نظام کے مشورہ سے مشاورتی کمیٹی بنائی اور (پولیس ایکشن کے بعد) ۲۳ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جو تقریر عالم اسلامی کو مطمئن کرنے کے لئے نشر کرائی وہ

"مسٹر منشی کی سیاست کا ایسا تاریخی کارنامہ تھا جس کو انڈین یونین کبھی فراموش نہ کر سکے گی ۔"

اور نہ جس کے احسان سے دکن کی غیر مسلم رعایا کبھی عہدہ برآ ہو سکے گی'

"مسٹر منشی نے حیدرآباد کے لئے اسلامی ممالک کے دعوے کو خود

---

[1] حضرت قائد ملت شہید نے اعلان کیا تھا "میں عبدالملک نہیں عبداللہ ہوں" میں اقتدار آصفیہ کو ملت اسلامیہ کے اقتدار کا مظہر تصور کرتا ہوں اور اقتدار ملت اسلامیہ اعلاء کلمۃ الحق کے سوا کسی اور مقصد کے لئے نہیں ہو سکتا میں حفاظت تخت و تاج آصفی کو تحفظ ملت اسلامیہ و اعلاء کلمۃ الحق سمجھتا ہوں اور اسی راستہ میں مٹنے کو موت نہیں بلکہ شہادت اور حیات ابدی تصور کرتا ہوں (اقتباس) مکمل اعلان ملاحظہ کیجئے کتاب "پولیس ایکشن کے طوفانی ماحول میں" ۔

حضور نظام کی زبان سے باطل کرادیا۔

مسٹر منشی کے نزدیک اس وقت یہی طریقہ کار تھا کہ یونین کے جو نئے مسودہ معاہدہ پر حضور نظام کے دستخط لئے جائیں۔ (ماخوذ)

زوال حیدرآباد کی سازش کا آخری سین مسٹر منشی کی تیار کردہ تقریر حضور نظام کی زبان سے اپنے ہی فرامین کی تکذیب (ماضی حال اور مستقبل کے گوئبلزی پروپگنڈہ کو مات کردینے والا تاریخی جھوٹ)

۲۳/ستمبر ۱۹۴۸ء کو حضور نظام نواب میر عثمان علی خاں آصف سابع نے شام نو بجے آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے تقریر نشر کرتے ہوئے کہا۔ ممالک اسلامیہ کے قائدین اور دوستوں! لائق علی وزارت کے بھیجے ہوئے کئی وفود جو اپنے آپ کو حیدرآبادی وفود کہتے ہیں انہوں نے ہندوستان کی شرارت کا غلط پروپگنڈہ کرتے ہوئے ہندوستان کے خلاف ایک مہم جاری کر رکھی ہے جس نے درحقیقت مجھے دوبارہ آزادی دلائی ہے۔ تاکہ میں حیدرآباد کی قسمت کی تعمیر کرسکوں۔ اس لئے میں دنیا کے سامنے حقیقی صورت حال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گذشتہ ماہ میں ایک چھوٹے سے گروہ نے ایک نیم فوجی تنظیم قائم کرلی تھی جو جبر وتعدی کے ساتھ میرے دانشمندانہ وزیر اعظم نواب صاحب چھتاری اور دوسرے قابل اعتماد وزراء کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور مجھ پر لائق علی وزارت کو مسلط کردیا۔ اس گروہ[1] نے جو ملک میں کوئی مقام یا کارنامہ نہیں رکھتا تھا

---

[1] اس گروہ ہی کا کارنامہ تھا کہ اتنے عرصہ شاہی اقتدار باقی رہا ورنہ اس سے بہت عرصہ قبل ہی ختم ہوگیا ہوتا۔ اس گروہ کے قائد کے خلوص اور عزم کے نتیجہ میں آزاد حیدرآباد اور آزاد ہندوستان کے مابین ایک بلوغت معاہدہ طے ہوا تھا۔ مولف

قاسم رضوی کی سرکردگی میں ہٹلر جرمنی کے طریقوں کو کام میں لاتے ہوئے ریاست پر قبضہ کر لیا[1]۔ اور سماج کے طبقات مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جنھوں نے اس کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا دہشت پھیلا دی اور مجھے بے بس[2] کر دیا گیا۔ میں ایک عرصہ تک ہندوستان کے ساتھ ایک باعزت سمجھوتہ کے لئے بے تاب رہا جس کے لئے ہندوستان بھی آمادہ تھا لیکن اس گروہ نے ایک ایسی اسلامی مملکت[3] قائم کرنے کے شوق میں جس میں مسلمانوں کو شہری حقوق حاصل رہیں۔ مجھ سے ان کوششوں کو رد کرا دیا جو حکومت ہند کی طرف سے وصول ہوتے رہے۔

میں جانتا ہوں کہ حیدرآباد ہندوستان سے علٰحدہ نہیں رہ سکتا میں جانتا ہوں اور ہمیشہ سے جانتا ہوں کہ ہندوستان ایک غیر مذہبی حکومت ہے مجھے انڈین یونین کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

میں نے لائق علی وزارت کے بھیجے ہوئے تمام سابقہ رد کی تحلیل کے احکام جاری کر دیئے۔

میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ وہ ان کے پروپگنڈے کا شکار نہ ہوں ——————

آج جب کہ ہند میں بدامنی اور قتل و غارتگری عام ہے میرے ملک کے ہر گوشہ میں امن و اتحاد ہے حضور نظام کا ارشاد جبکہ آزاد و خود مختار حکمران تھے حیدرآباد ۔ ۱۱ جون ۱۹۴۸ء مکرم جاہی روڈ پر

---

[1] یہ تو غلطی ہوئی کہ قبضہ نہیں کیا۔

[2] دنیا جانتی ہے کہ بے بس تو اس تقریر کے صفحہ پر دستخط کرتے ہی ہو گئے۔

[3] یہ سراسر پروپگنڈہ کی کڑی ہے جبکہ ہند کے عوام میں جذبہ نفرت کو اجاگر کرنے کے لئے کیا گیا تھا کہ قاسم رضوی دلی کے لال قلعہ پر اسلامی جھنڈا لہرانا چاہتا ہے۔ جبکہ آپ کا مطمع نظر صرف دکن کی آزادی کی تحفظ تھا۔ مؤلف

مضحکہ نئی عمارت کی تعمیر کے لئے دست ہمایونی سے سنگ بنیاد رکھتے ہوئے جلالتہ الملک اعلیحضرت بندگان اقدس حضور نظام نے جبکہ وہ آزاد خود مختار حکمران تھے ارشاد فرمایا تھا کہ ـــــ مجھ کو اس پر فخر ہے کہ میری عزیز رعایا نے ایک ایسے دور میں بھی جب کہ آج دیگر اقطاع ہند میں بدامنی اور قتل و غارت گری عام ہے، میرے ملک کے گوشہ گوشہ میں امن کو باقی رکھکر صلح و آشتی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اور بیرونی تخریبی اعمال کے باوجود اپنے بلند مقصد اور اعلیٰ مسلک کو متاثر نہ ہونے دیا۔ (رہبر دکن)

قاسم رضوی صاحب کی قیادت میں رضاکار تنظیم عوام کے مفاد اور آصفی اقتدار کی محافظ

حیدرآباد امن کا گہوارہ سردار تارا سنگھ کا پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کو مکتوب جو حیدرآباد آزاد تھا۔

۱۰ مئی ۱۹۴۸ء حیدرآباد کے ایک غیر مسلم لیڈر سردار تارا سنگھ نے پولیس ایکشن کے قبل) قاسم رضوی صاحب اور حیدرآباد کے خلاف ہند کے شر انگیز پروپگنڈہ کی مذمت کرتے ہوئے ایک مکتوب وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو اور سردار پٹیل وزیر داخلہ کو آگاہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ تحریک رضاکاران قاسم رضوی صاحب کی قیادت میں بہترین اصولوں پر قائم ہے یہ تنظیم دشمن کو حدود ممالک محروسہ میں داخلہ سے باز رکھ کر عوام کے مفاد اور آصفی حکمران کے اقتدار کی سلامتی و برقراری کا تحفظ کر رہی ہے۔

ہندوستان کے وزیر اعظم اور نائب وزیر اعظم کو جاننا چاہئے کہ اس تنظیم میں بلالحاظ مذہب و ملت کے سب ہی لوگ شامل ہیں۔ حکومت ہند یونین کو سب سے پہلے ان غیر قانونی اور نیم فوجی اداروں کو تحلیل کر دینا چاہئے جو ہند میں فروغ حاصل کر رہے ہیں۔ سردار تارا سنگھ نے مکتوب میں واضح کیا کہ گذشتہ ۱۵ اگست کے بعد سے سرزمین ہند پر جو انسانی خون پانی کی طرح بہایا گیا اور اقلیتوں پر جو زبردست ظلم و ستم کیا جا رہا ہے۔ اس کے برعکس حیدرآباد امن و امان اور ہندو مسلم اتحاد کا گہوارہ ہے جس کے خلاف جھوٹا اور شر انگیز پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ (میزان)

عظیم حکمران سے راج پرمکھ، ڈبل پالیسی کا انجام

حضور نظام کے درباری جن کی مسٹر منشی سے ملی بھگت تھی، حضور نظام کو یہ باور کرانے کی سازش کرتے رہے کہ "جس طرح مصطفےٰ کمال پاشا نے حضور کے "صمدی" سلطان ترکی کو معزول کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا اسی طرح قاسم رضوی سرکار کے تاج و تخت پر قبضہ کرنا اور حیدرآباد کو قاسم آباد بنا چاہتا ہے۔ جبکہ ہندیونین میں شرکت اور اس کی فوجوں کو حیدرآباد میں متعین کرنے سے سرکار کے اقتدار میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور حضور کی شاہی و خود مختاری بھی ہمیشہ باقی رہے گی۔ جیسا کہ برطانوی دور میں تھی۔" یہ پُرفریب خفیہ تیقنات اور حکومت ہند کا پروپگنڈہ بھی (جبکہ شاہی فطرت ہمیشہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہتی ہے) اسی مقصد کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی کہ حضور نظام کو ملک و مالک کے بہی خواہ محافظ رضاکاروں اور قائد محترم رضوی صاحب سے برگشتہ کر کے آزاد حیدرآباد کو ہندیونین کا جزبنانے پر مائل کیا جائے۔ مسٹر کے ایم منشی کی ۱۷ ستمبر کی تقریر اور حضور نظام کی ۲۳ ستمبر کی تقریر جس کی آئینہ دار ہے۔

چنانچہ حیدرآباد دکن کے آخری حکمران حکیم السیاست حضور نظام آصف سابع نے ایک طرف اپنے ملک اور رضاکاروں کو پرچم آصفیہ اسلامیہ کی بقا کے لئے ابھارا رعایا کے

---

[۱] اسی طرح کا الزام سابق میں بطل حریت حضرت قائد ملت شہید نواب بہادر یار جنگؒ پر بھی لگا کر حضور نظام کو برگشتہ کرنے کی سازش کی گئی تھی۔ اغیار نے چند ملت فروش حاسدوں کو آلہ کار بنا کر ان سے ایک سازشی محضر آپ کے خلاف حضور نظام کی خدمت میں پیش کرایا جس کی بنا پر نواب بہادر یار جنگ لسان الامت کی زبان بندی کی گئی اور عتاب شاہی نازل ہوا تھا۔ بالآخر ۲۴ جون ۱۹۴۸ء کی رات سازش کے تحت ایک دعوت میں آپ کو حقہ کے ذریعہ انتہائی مہلک سریع الاثر زہر (پوٹاسیم سائینائڈ) حقہ کی منہال پر لگا کر) دیا گیا۔

"مولف"

حوصلوں کو بلند کیا، بیرونی ممالک سے ہتھیار فراہم کئے اور تمام عالم اسلامی کی ہمدردیاں و تائید حاصل کی، اور دوسری طرف اپنے سازشی حاشیہ برداروں کے فریب میں مبتلا ہو کر ساز باز کر کے ہتھیار ڈال دیئے (جبکہ عالم اسلامی کی حکومتیں اور بڑی طاقتیں حیدرآباد کی ہر طرح حمایت میں تھے اور جنگ بندی کے لئے عملی اقدام کرنے ہی والے تھے اور صیانتی کونسل کا بھی خصوصی اجلاس فوری طلب کیا گیا تھا) اور اس طرح اپنی ہی ڈوغلی (دوہری) پالیسی کا شکار ہو کر ـــــ اپنے جد امجد حضرت آصفجاہ اول کے بلند کئے ہوئے "مقدس پرچم" کو اپنے ہی ہاتھوں سرنگوں کر کے۔ "ایک آزاد و خود مختار عظیم الشان سلطنت کے مطلق العنان فرمانروا سے بدا سٹامپ راج پرکھ گئے جن سے جو چاہا لکھوایا گیا، جو چاہا لکھوایا گیا، جو چاہا پڑھوایا گیا۔ خود ریاست کے چیف منسٹر نے اپنے راج پرکھ کو "مرا ہوا سانپ" کہا تھا۔

ناحق ہم مجبوروں پر تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

مولف۔

دکن تسخیر ناممکن تھی اگر سازش نہ ہوتی شہنشاہ ہندستان اورنگ زیبؒ کا اعتراف

تاریخ کا ایک ورق گولکنڈہ دکن (حیدرآباد) پر متعدد یورشوں اور عالمگیر کا مسلسل آٹھ ماہ تک محاصرہ و ناکہ بندی اور شدید گولہ باری و حملوں کے باوجود۔

دکن کی تسخیر ہندستان کی عظیم و طاقتور فوجوں کے لئے ناممکن تھی اگر اندرونی سازش نہ ہوتی۔ دکن کی آزادی کو محب وطن مجاہد عبدالرزاق لاری کی حب الوطنی اور بہادری بھی جس کے جسم پر ناقابل شمار زخم لگے تھے، غداروں کی سازش سے بچا نہ سکی۔ شہنشاہ ہندستان "اورنگ زیبؒ" نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا۔!

قطب شاہی درباری و جنرل غداری نہ کرتے تو "عبدالرزاق لاری"

جیسے محب وطن کی موجودگی میں ہند کا حیدرآباد پر قبضہ کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ گولکنڈہ دکن کے آخری فرمانروا سلطان ابوالحسن قطب شاہ ہتھیار ڈالنے یا زوال کے بعد اپنے ہی ملک میں ایک خود مختار حکمران سے فاتح حکومت کا نمائندہ (راج پرمکھ) بن کر یا فاتح کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر ذلت کی زندگی گزارنے کے بجائے عالمگیری قید میں ہی خودداری سے دم توڑ دیا۔

تاریخ گولکنڈہ کا مورخ لکھتا ہے "یہ ابوالحسن قطب شاہ کی مستعدی تھی کہ آخر وقت تک ہمت نہیں ہاری جس کی وجہ اہل قلعہ دشمنوں کے حملوں کا دلیرانہ مقابلہ کرتے رہے اور مغلوں کی عظیم طاقت کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

بالآخر مغلوں کے لئے تھک ہار کر اپنے آٹھ ماہ کے طویل محاصرہ کو اٹھا لینا ضروری ہو گیا تھا کہ اچانک قلعے میں "غداری" ہو گئی اور مدافعت کے پیر جمنے اکھڑ گئے اور ہندوستانی فوجیں قلعے میں داخل ہو گئیں۔ لیکن اس عالم اضطراب میں سلطان دکن ابوالحسن نے جو غیر معمولی استقلال اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا وہ تاریخ میں بے مثال ہے" جب تین بجے رات سلطان کو سقوط قلعہ کی اطلاع دی گئی تو وہ پورے اطمینان قلب کے ساتھ بیدار ہو کر شاہانہ لباس زیب تن کیا اور دیوان خاص میں شاہی مسند پر بیٹھ کر مغل سپہ سالار وجرنیلوں کا انتظار کرنے لگا جو گرفتار کرنے کے لئے آ رہے تھے۔ جب یہ لوگ سامنے آئے تو بادشاہ نے سلام میں سبقت کی لیکن اپنی مسند پر ہی بیٹھے رہے اور شاہانہ وقار میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ سلطان ابوالحسن کے خدوخال سے اس وقت بھی زرہ برابر انتشار ظاہر نہیں ہوا یہ دیکھ کر مغل افسر جو سلطان کو گرفتار کرنے آئے تھے حیرت زدہ ہو گئے ——

نظام اب اپنی مرضی کے مالک نہیں رہے۔ مسلمانوں کا قتل عام لوٹ و گرفتاریاں

حیدرآبادی وفد کے لیڈر معین نواز جنگ کا ہندوستانی فوج پر الزام ——

کراچی ۲۴/ اکتوبر ۱۹۴۸ء صیانتی کونسل میں حیدرآبادی وفد کے

لیڈر نواب معین نواز جنگ نے آج رات ہندستانی فوج پر یہہ الزام لگایا ہے کہ اس نے حیدرآباد کے مسلمانوں کو بے رحمانہ طور پر قتل کیا اور یہ کہ نظام اب اپنی ریاست میں اپنی مرضی کے مالک نہیں ہیں۔

یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کو بیان دیتے ہوئے معین نواز جنگ نے ہندوستانی دوزر کے لیڈروں کے بیان کا حوالہ دیا اور کہا کہ جو اطلاع ان کو ملی ہے اس سے انھیں ان اطلاعات کی توثیق ہو گئی ہے جس میں یہ بتایا گیا کہ ہندستانی فوجیں جہاں کہیں گئی وہاں پر اس نے مسلمانوں کو بیرحمانہ طور پر قتل کیا۔ دہشت و درندگی کے جو دردناک واقعات اور اندھا دھند مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل اور اس شبہہ اور بہانے پر کہ وہ رضاکار ہیں گرفتار کیا اور مسلمانوں کی جائدادیں لوٹ لی گئیں مجھے یقین ہے کہ یہہ واقعات صیانتی کونسل کو مطمئن کر دیں گے کہ کس طرح سے اسے بربادی، قتل و غارت گری کو بچانے کے لئے فوری کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ "میزان"

دورِ ماضی اسٹیٹ کانگریس کا پہلا جلسہ عام بمقام ممنا ڈ ۱۲/۱۳ ستمبر ۱۹۳۸ء کو بہ صدارت پنڈت گوبند راؤ نانل صاحب صدر حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس منعقد ہوا۔ اجلاس میں ذات شاہانہ کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری کا اظہار کیا گیا۔ ایک اہم قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ یہہ جلسہ عام حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس اعلیٰحضرت بندگان عالی مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ "حضرت اقدس و اعلیٰ نے مراحم خسروانہ" اسٹیٹ کانگریس کے ستیاگرہی قیدیوں کی نسبت جو تجاویز جو مانہ عمل میں آئیں تھیں ان کے متعلق بعد عطائے معافی عام حکومت نے جو "رحم دلانہ" طریقہ عمل اختیار فرمایا ہے اس کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور حکومت سے مستدعی ہے کہ ان رقوم جرمانہ کے استرداد کا حکم صادر فرمایا جائے جو عطائے معافی عام سے پہلے وصول کی گئیں تھیں۔

(ماخوذ: تاریخ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس از جی راما چاری (اقتباس)

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

"پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں" (پیش لفظ)

ریاست حیدرآباد میں پولیس ایکشن کے فوری بعد اس پُرخطر اور دہشت انگیز ماحول میں جبکہ ہر طرف تباہی و بربادی کا بھیانک ناچ ہو رہا تھا اور فرقہ پرستی کا جنون وبہیمانہ انتقام کی دیوانگی لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو تباہ و تاراج کر رہی تھی۔ اس وقت آواز حق بلند کرنا "موت سے پنجہ آزمائی کرنا تھا" اس ماحول میں مظہر ملت جناب محمد مظہر الدین نے جابرانہ طاقتوں کے خلاف سینہ سپر ہوتے ہوئے کلمہ حق بلند کیا اور اپنی سعی و جدوجہد اور شعلہ بیان للکار، گھن گرج سیاسی و مذہبی تقریروں سے مسلمانوں کے حوصلوں کو بلند کیا۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد تقسیم ملک کی تلخی تازہ تھی کہ حیدرآباد میں مسلم دور حکومت کے خاتمہ کے بعد بدلے ہوئے حالات کے تیور و تار گھٹاؤں میں ہزاروں ایسی بجلیاں برباد حال مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی تھیں جن سے امن و پناہ کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ سفاکی و بے دردی، ظلم و ستم اور فرقہ پرستی کا ہیبت دیو منہ کھولے مسلمانان دکن کو نیست و نابود کر دینے کے لئے سرگرم عمل تھا۔

اس وقت مظہر ملت کے جواں سال ولولے، جرأت رندانہ اور ہمت مردانہ نے ماحول سے مایوس احساس پستی اور جور و استبداد کے شکار مسلمانوں میں نہ صرف احساس برتری کے جذبہ کو اجاگر کیا بلکہ انجمن نوجوانان ملت کی نمایندہ تنظیم کے ذریعہ" لاکھوں بیواؤں اور یتیموں کے امدادی کام اغوا شدہ خواتین کی بازیابی بے خانماں اجڑے ہوئے مسلمانوں کی باز آبادکاری اور ان کا تحفظ، دار و گیر میں مبتلا ہزاروں مسلمانوں کی رہائی، غنڈوں کے ناجائز قبضوں کی برخواستگی عبادت گاہوں کا تحفظ (جبکہ اس میں بت بٹھائے جا رہے تھے اور مسمار کئے جا رہے تھے) تعلیمی، معاشی و معاشرتی امور کے لئے جدوجہد اور نمایندگی ناموس رسالت، قرآن اور اسلام پر حملوں اور شدھی تحریک کے خلاف احتجاج اور دیگر حقوق و مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک اہم تاریخی اور مجاہدانہ رول

ادا کیا۔ صدر مرکزی انجمن نوجوانان ملت جناب مظہر الدین نے انجمن مذکور کو پلیٹ فارم سے نہ صرف مسلمانان دکن بلکہ مسلمانان ہند کے بھی اہم سیاسی و مذہبی مسائل کے لئے جدوجہد و نمائندگی کا شاندار فریضہ انجام دیا۔ جس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اسی بنا پر انجمن نوجوانان ملت کے صدارتی انتخاب ۱۹۵۶ء کے موقع پر جبکہ میں بھی امیدوار تھا آپ کے حق میں دستبرداری اختیار کرلی تھی۔

آپ کی اس کتاب "پولیس ایکشن" کے خوفناک ماحول میں گوپڑھنے سے نہ صرف پولیس ایکشن کے بعد کا پرخطر ماحول اور اس کے پس منظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ بلکہ دکن میں قدیم مسلم دور حکومت کے زوال پر تباہ و برباد شکست خوردہ قوم میں نئی امنگ اور ان کے حوصلوں کو بلند کرنے والی آپ کے تقاریر اور جدوجہد نئی نسل کے لئے ایک قومی اور تاریخی سرمایہ ہے جس کو آپ نے بڑی کوشش کے بعد کتابی شکل دی ہے۔ حیدرآباد کی تباہی کی کسی نے تاریخ مرتب نہیں جو ایک المیہ ہے۔ پولیس ایکشن کے بعد کا پرخطر اور بھیانک ماحول ستمبر ۱۹۴۸ء سے اکتوبر ۱۹۵۶ء تک باقی رہا۔ ریاست حیدرآباد کو تنظیم جدید کے تحت ختم کرکے اور اس کے علاقہ مرہٹواڑہ اور کرناٹک کو علیحدہ کرکے یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو ریاست آندھرا پردیش قیام عمل میں آیا اور سابقہ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس اور اس کی مجلس عمل کی بورگل رام کشن راؤ حکومت کا گروہ جن کا ماقبل پولیس ایکشن مملکت حیدرآباد کے مسلم اقتدار اور رضاکاروں سے راست ٹکراؤ تھا ختم اور بے دست و پا ہو گیا۔

مختصر یہ کہ آغاز شباب سے آج تک مظہر ملت مظہر الدین کی قومی اور ملی زندگی ایثار و قربانیوں کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے جو ہر قسم کے شر و فساد اور جبر و استبداد کے خلاف جنگ کرتے ہوئے حکومت وقت کے ظلم و ناانصافی سے ٹکر کے کر زاید از ۲۰ مرتبہ جیل کی صعوبتیں جھیل چکے ہیں بلکہ اپنی دولت و جائداد اور وسیع کاروبار کو بھی اس راہ میں قربان کر دیا۔ پولیس ایکشن کے بعد سے آج تک برسر اقتدار جماعت کے خلاف آپ کی سیاسی وابستگی اپوزیشن پارٹی سے رہی ہے۔

خواجہ عبید اللہ ایم اے

سابق رکن عاملہ مرکزی انجمن نوجوانان ملت

حیدرآباد میں خونی انقلاب مسٹر مظہر الدین کا بیان اسمبلی میں چیف منسٹر یورنگل کی دروغ گوئی پر تنقید

۷ر جولائی ۱۹۵۲ء روزنامہ اتحاد مسٹر مظہر الدین صدر انجمن نوجوانان ملت نے صحافتی بیان میں کہا ہے کہ بقول گوئبلز "کسی جھوٹ کو اتنی بار مسلسل دہرایا جائے کہ لوگ اس کو سچ سمجھنے لگیں" شاید اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نظام حیدرآباد (راج پرمکھ) سے یہ پڑھوایا جاتا ہے کہ بغیر گشت و خون کے انقلاب آیا۔ اور کبھی چیف منسٹر مسٹر رام کشن راؤ اور ہند کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی پالیسی کہ "زخموں کو مندمل ہو جانا چاہئے" کو نظر انداز کر کے زخموں کو ہرا کرنے والا یہ بیان ایوان مقننہ میں دیتے ہیں کہ حیدرآباد میں پرامن انقلاب لایا گیا جس میں ایک قطرہ خون بھی نہیں ٹپکا۔

جب کہ دنیا جانتی ہے کہ اس خونی انقلاب میں لاکھوں سہاگنیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے، ہزاروں گھر تباہ برباد ہوئے سرمایہ دار مفلس اور مفلس سرمایہ دار ہو گئے۔ سینکڑوں بستیاں ویران ہو گئیں، مساجد منادر بنائے گئے، لاکھوں مسلمانوں کی جائدادوں پر غنڈوں نے ناجائز قبضہ کر لیا عوام کو قید و بند کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا گیا، بوڑھوں اور بچوں و عورتوں کو بیدردی سے قتل کیا گیا، عورتوں کی عصمت ریزی کی گئی۔ (اس خونریز تباہی مچانے والوں میں مقامی شر انگیزوں کے علاوہ بھارتی فوجوں کے ساتھ آئے ہوئے کم درجہ کے فوجی اور سیول عہدے دار بھی ہیں جو خود کو فاتح سمجھ کر بربریت کا مظاہرہ کیا) ضلع بیدر کی ایک بڑی ندی میں پانی کے بجائے انسانی خون موجیں مارتا ہوا اس خونی انقلاب کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ بقول پنڈت نہرو وزیر اعظم ہند اب زخموں کو مندمل ہو جانا چاہئے۔ "مجھے ندامت ہے کہ بیدر اور عثمان آباد میں مظالم کا سلسلہ جاری ہے" مسٹر مظہر الدین نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اسی انقلاب کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے "اچاریہ ونوبا بھاوے" کہتے ہیں جو قتل اور وحشیانہ حرکات کی گئی ہیں وہ انسانیت کے لئے کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ "اور پنڈت سندر لال" کہتے ہیں میں باؤلیوں کو لاشوں سے پٹا ہوا پایا

اور "اودگیر" کی ندی میں انسان کا خون اور پانی ایک ہو کر کئی دن تک بہتا رہا۔ نظام حیدرآباد کے قلب و دماغ پر پڑے پردے اٹھاتے ہوئے پنڈت سندرلال جی نے کہا کنگ کوٹھی میں بیٹھے ہو کیا کر رہے ہو اگر تم حیدرآباد میں رہ کر بھی باخبر نہیں ہو سکتے تو میری آنکھوں دیکھے حال کو پیش نظر رکھ کر امدادی کام کی طرف توجہ کرو۔ قدیم قوم پرست لیڈر "مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر رعیت نے اپنی ڈائری میں لکھا حیدرآباد میں رضاکاروں نے پندرہ مہینوں میں اتنا نہیں کیا جتنا کہ پندرہ دنوں میں میرے ہندو بھائیوں نے مظالم ڈھائے۔ میں نے کئی ایسے مقامات اضلاع میں دیکھے ہیں جہاں عورتوں کے سوا ایک مرد بھی نظر نہیں آتا۔ مسٹر لکشمی نارائن اس خونی انقلاب کی آندھی کہتے ہیں۔ "فرقہ پرست ہندو سر اٹھائے ان پر جنون سوار ہو چکا تھا مسلمانوں کے مال و اسباب کو برباد کر ڈالا اور گھروں کو جلا دیا۔ چار روز تک تو قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اور خود کانگریسیوں کے ہاتھ اس میں رنگے ہوئے تھے"۔

مسٹر مظہر الدین صدر نوجوانان ملت نے اپنے بیان کے آخر میں کہا کہ یہ ہے وہ خونی انقلاب جس کو چیف منسٹر ایوان اسمبلی میں کہتے ہیں کہ حیدرآباد میں پرامن انقلاب لایا گیا جس میں ایک قطرہ خون بھی نہیں ٹپکا۔

(ماخوذ کتاب پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں")

پولیس ایکشن کے بعد لاکھوں مسلم عوام ذلت و تباہی کے جہنم میں ڈھکیل دئے گئے

مولانا آزاد کو یادداشت

وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیم حکومت ہند کے دورہ حیدرآباد کے موقع پر پنڈت نہرو کی ایماء پر ریاستی حکومت حکومت نے ۲۸ ستمبر ۵۲ء کو مسلم اکابرین شہر کا ایک خصوصی اجتماع مولانا ابوالکلام آزاد کی صدارت میں بمقام شاہ منزل طلب کیا۔ اس جلسہ میں مسلمانان حیدرآباد کے تباہ کن حالات اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں اہم تجاویز اور مطالبات پر مشتمل ایک طویل یادداشت مولانا آزاد کو پیش کرتے ہوئے جناب محمد مظہر الدین صدر

انجمن نوجوانان ملت نے اپنی تقریر میں کہا کہ حیدرآباد میں پولیس ایکشن کے بعد لاکھوں مسلمان ذلت و تباہی کے جہنم میں ڈھکیل دیے گئے ہیں اور ان کے دل و دماغ پر خوف و دہشت کے پہرے بیٹھا دیے گئے، لاکھوں ملازمین (۲ لاکھ ۳۹ ہزار جن کے متعلقین کی تعداد تقریباً ۱۲ لاکھ ہے) کو تخفیف اور فاقہ کشی کا شکار بنا دیا گیا اور آج یہ کیفیت ہے کہ بے حساب شریف گھرانے کئی کئی دن کی فاقہ کشی پر مجبور ہیں محکمہ کسٹوڈین، اشتراکی ذاتی مخالفت اور مسلم دشمنی کی بناء پر دی ہوئی غلط اطلاعات پر از روئے مقصد طریقے سے مسلمانوں کو تخلیہ کنندہ یا عازم تخلیہ کنندہ قرار دیکر مسلمانوں کی رہی سہی جائداد کو اپنے قبضہ میں لے کر ان کے مالکوں اور وارثوں کو استفادہ سے اور مالکانہ حق سے محروم کر دیتا ہے جو مروجہ قانون کے خلاف ہے جناب مظہر الدین نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس طرح ریاست کی کانگریسی حکومت انتقامی جذبہ اور تعصب کے تحت مسلم دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیکولرازم کو داغ دار کر رہی ہے اگر کچھ لوگ سیاست سے ہٹ کر معاشرت اور معیشت کے میدان میں تعمیر ملت کا کوئی کام قانون کے حدود میں انجام دے رہے ہیں تو فرقہ پرست اخبار اور ریاستی حکومت اور اس کی پولیس انھیں رضاکار اور پاکستانی ایجنٹ قرار دیکر دار و گیر میں مبتلا اور پریشان کرتی ہے۔ یہ کیسی جمہوریت ہے کہ حکومت کی جانب سے دی جانے والی مراعات میں کھلے بندوں امتیاز برتا جاتا ہے مسلم عوام نہ صرف گذشتہ چار سالہ ماضی سے دہشت زدہ ہیں بلکہ آئندہ مستقبل سے بھی مایوس ہیں محکمہ تعلیمات کا شاید متعصبانہ رویہ ہے کہ ہر روز مسلم مدرسین کو علیحدہ کیا جا رہا ہے اور مسلم تعلیمی اداروں کو گرانٹ کی مسلسل دی کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اس سے ایک طرف اردو کا گلا گھونٹنا مقصود ہے تو دوسری طرف مسلم طلباء کو تعلیمی مواقع سے محروم کرنے کی ایک منظم جدوجہد ریاستی حکومت کر رہی ہے۔ اس موقع پر مولانا آزاد نے مقرر سے کہا عزیم جذبات کو قابو میں رکھو۔ مسٹر مظہر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا مولانا محترم میں جذباتی باتیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ ان حقائق کو آپ کے گوش گذار کر رہا ہوں جس مقصد کے لئے یہ اجتماع وزیر اعظم کی ایماء پر طلب کیا گیا ہے۔

پولیس ایکشن کے بعد حیدرآباد میں قتل و غارت گری اور دارو گیر مسلمانوں میں دہشت پیدا کرنے حکومت کا وطیرہ حیدرآباد۔ ۲۵ اپریل ۱۹۵۳ء (روزنامہ نظام گزٹ) مظہر ملت مسٹر مظہر الدین صدر مرکزی انجمن نوجوانان ملت نے اپنے ایک اعلامیہ میں حکومت اور پولیس کے رویہ کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ

حکومت نے پولیس ایکشن کے بعد مسلمانوں میں دہشت سراسیمگی پیدا کرنے کے لئے فرضی اور بے بنیاد طور پر دارو گیر اور خانہ تلاشی و نظر بندی کا افسوسناک وطیرہ قائم کر رکھا ہے۔ دوران پولیس ایکشن اور اس کے مابعد زمانہ میں ایک منظم منصوبہ قتل و غارت گیری کے تحت حیدرآباد کے گوشہ گوشہ میں مسلم فرقہ کے لاکھوں افراد کو بغض و عناد کی قربان گاہ پر چھیڑ پھاڑ کر بھینٹ چڑھا دیا گیا اور کروڑوں روپے کی جائداد لوٹ لی گئیں۔

مسٹر مظہر الدین نے کہا کہ ایک طرف تباہی و بربادی کی مہم پوری شدت کے ساتھ جاری تھی تو دوسری طرف اصل قاتلوں اور ڈاکوؤں کو چھوڑ کر بے کس نہتے مسلمانوں کو خود ساختہ مختلف عنوانات کے تحت ہتھکڑیاں و بیڑیاں پہنانے کا منصوبہ پورے زور و شور سے روبہ عمل لایا جا رہا تھا۔ اس پانچ سال میں مسلمانوں پر جو کچھ گزری اس کا خلاصہ اس کے سوا کیا ہے کہ مسلمان ہر ممکنہ تدبیر کے ذریعہ موت، افلاس، بے عزتی اور بے روزگاری و تباہی کی زنجیروں میں جکڑے جا رہے ہیں۔ (اقتباس)

"پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں"

حیدرآباد کے حالیہ تباہ کن حالات و فسادات

(۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء۔ ہندوستان کے مشہور کثیر الاشاعت ہفتہ وار اخبار "پیام مشرق" دہلی کے لیڈنگ آرٹیکل کا اقتباس)

انجمن نوجوانان ملت نے اپنی تقریر میں کہا کہ حیدرآباد میں پولیس ایکشن کے بعد لاکھوں مسلمان ذلت و تباہی کے جہنم میں ڈھکیل دیے گئے ہیں اور ان کے دل و دماغ پر خوف و دہشت کے پہرے بیٹھا دیے گئے، لاکھوں ملازمین (۲ لاکھ ۳۹ ہزار جن کے متعلقین کی تعداد تقریباً ۱۲ لاکھ ہے) کو تخفیف اور فاقہ کشی کا شکار بنا دیا گیا اور آج یہ کیفیت ہے کہ بے حساب شریف گھرانے کئی کئی دن کی فاقہ کشی پر مجبور ہیں محکمہ کسٹوڈین اشرار کی ذاتی مخالفت اور مسلم دشمنی کی بناء پر دی ہوئی غلط اطلاعات پر از روئے مقدمہ طریقے سے مسلمانوں کو تخلیہ کنندہ یا عازم تخلیہ کنندہ قرار دیکر مسلمانوں کی رہی سہی جائداد کو اپنے قبضہ میں لے کر ان کے مالکوں اور وارثوں کو استفادہ سے اور مالکانہ حق سے محروم کر دیتا ہے جو مروجہ قانون کے منافی ہے جناب مظہر الدین نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس طرح ریاست کی کانگریسی حکومت انتقامی جذبہ اور تعصب کے تحت مسلم دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیکولرازم کو داغ دار کر رہی ہے اگر کچھ لوگ سیاست سے ہٹ کر معاشرت اور معیشت کے میدان میں تعمیر ملت کا کوئی کام قانون کے حدود میں انجام دے رہے ہیں تو فرقہ پرست اخبار اور ریاستی حکومت اور اس کی پولیس انھیں رضاکار اور پاکستانی ایجنٹ قرار دیکر دار و گیر میں مبتلا اور پریشان کرتی ہے۔ یہ کیسی جمہوریت ہے کہ حکومت کی جانب سے دی جانے والی مراعات میں کھلے بندوں امتیاز برتا جاتا ہے مسلم عوام نہ صرف گذشتہ چار سالہ ماضی سے دہشت زدہ ہیں بلکہ آئندہ مستقبل سے بھی مایوس ہیں محکمہ تعلیمات کا شدید متعصبانہ رویہ ہے کہ ہر روز مسلم مدرسین کو علحدہ کیا جا رہا ہے اور مسلم تعلیمی اداروں کو گرانٹ کی سالانہ دی کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اس سے ایک طرف اردو کا گلا گھونٹنا مقصود ہے تو دوسری طرف مسلم طلباء کو تعلیمی مواقع سے محروم کرنے کی ایک منظم جدوجہد ریاستی حکومت کر رہی ہے۔ اس موقع پر مولانا آزاد نے مقرر سے کہا عزیم جذبات کو قابو میں رکھو۔ مسٹر مظہر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا مولانا محترم میں جذباتی باتیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ ان حقائق کو آپ کے گوش گذار کر رہا ہوں جس مقصد کے لئے یہ اجتماع وزیر اعظم کی ایماء پر طلب کیا گیا ہے۔

پولیس ایکشن کے بعد حیدرآباد میں قتل و غارت گری اور دار و گیر مسلمانوں میں دہشت پیدا کرنے حکومت کا وطیرہ

حیدرآباد۔ ۲۵ / اپریل ۱۹۵۳ء (روزنامہ نظام گزٹ) مظہر ملت مسٹر مظہر الدین صدر مرکزی انجمن نوجوانان ملت نے اپنے ایک اعلامیہ میں حکومت اور پولیس کے رویہ کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ

حکومت نے پولیس ایکشن کے بعد مسلمانوں میں دہشت سراسیمگی پیدا کرنے کے لئے فرضی اور بے بنیاد طور پر دار و گیر اور خانہ تلاشی و نظر بندی کا افسوسناک وطیرہ قائم کر رکھا ہے۔ دوران پولیس ایکشن اور اس کے مابعد زمانہ میں ایک منظم منصوبہ قتل و غارت گیری کے تحت حیدرآباد کے گوشہ گوشہ میں مسلم فرقہ کے لاکھوں افراد کو بغض و عناد کی قربان گاہ پر چیر پھاڑ کر بھینٹ چڑھا دیا گیا اور کروڑوں روپے کی جائداد لوٹ لی گئیں۔

مسٹر مظہر الدین نے کہا کہ ایک طرف تباہی و بربادی کی مہم پوری شدت کے ساتھ جاری تھی تو دوسری طرف اصل قاتلوں اور ڈاکوں کو چھوڑ کر بے کس نہتے مسلمانوں کو خود ساختہ مختلف عنوانات کے تحت تھکٹریاں و بیڑیاں پہنانے کا منصوبہ پورے زور و شور سے روبہ عمل لایا جا رہا تھا۔ اس پانچ سال میں مسلمانوں پر جو کچھ گزری اس کا خلاصہ اس کے سوا کیا ہے کہ مسلمان ہر ممکنہ تدبیر کے ذریعہ موت، افلاس، بے عزتی اور بے روزگاری و تباہی کی زنجیروں میں جکڑے جا رہے ہیں۔ (اقتباس)

"پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں"

حیدرآباد کے حالیہ تباہ کن حالات و فسادات

(۲۱ / ستمبر ۱۹۵۴ء۔ ہندوستان کے مشہور کثیر الاشاعت ہفتہ وار اخبار "پیام مشرق" دہلی کے لیڈنگ آرٹیکل کا اقتباس)

پچھلے چند برسوں میں پولیس ایکشن کے بعد حیدرآباد میں کیا نہیں ہوا جواب کچھ اور ہونا باقی رہ گیا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کا بہترین نمونہ جو حیدرآباد میں بنا تھا اسے جان بوجھ کر بگاڑا گیا صدیوں کی کمائی ہوئی دولت جو ہندوستان کا انمول اندوختہ ہو سکتی تھی صرف انتقام کے جوش میں لوٹ لی گئی، اردو زبان کے بیش بہا سرمایہ کو دریائے موسیٰ میں غرق کر دیا گیا، جامعہ عثمانیہ کو جو ایک ملکی زبان میں ادنیٰ و اعلیٰ تعلیم دینے کا کامیاب ترین تجربہ کر چکی تھی چوں چوں کا مربہ اور ایک مذاق بنا دیا گیا اور مزید صرف یہ تھی کہ مسلمانوں نے جو تعمیری کام کیا تھا اس کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ ہم اپنی دیانت اور صحیح معلومات کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ سابق حیدرآباد نے جو شاندار خدمات انجام دی تھیں۔ اس سے فائدہ اٹھایا جاتا تو ہندوستان آج ترقی کی دوڑ میں بہت آگے ہوتا۔ حیدرآباد میں فسادات ہوئے۔ حیدرآبادی مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا ٹیٹوا دبوچ کر رکھ دیا گیا۔ فسادات کے لئے پہلے تو کچھ نہ کچھ بہانے تھے۔ لیکن اب ایک نیا الزام یہ تصنیف فرمایا گیا ہے کہ حیدرآبادی مسلمان پاکستانی جھنڈا لہراتے ہیں اور وہاں میر لائق علی کے حاسوں فضاء میں جھنڈا رہے ہیں، خدا کی قسم صنائع لفظی و بدائع معنوی کے کیا کہنے۔ حکومت حیدرآباد کے وزیر داخلہ مسٹر "ڈی جی بندرو" نے ۲ ستمبر کو فرمایا کہ شہر حیدرآباد کے بعض محلوں میں بھی پاکستانی جھنڈا لہرایا گیا اور اب تک پاکستانی جھنڈا لہرانے والوں کا سراغ نہیں ملا۔ لیکن "ہندوستان ٹائمز" ایسے اخبارات نہایت بے شرمی سے فرما رہے ہیں کہ پاکستانی جھنڈا مسلمانوں نے لہرایا۔ یہ مسلمان بھی انسان نہیں "جن" ہیں "الف لیلیٰ" کے کالے دیو ہیں کہ پولیس ایکشن ہو چکا، رضاکاروں کی درگت بن چکی قاسم رضوی صاحب جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں لیکن یہ حیدرآبادی مسلمان ہیں کہ نظام آباد (کے ایک طرفہ بھیانک فرقہ وارانہ فساد) میں ہر قسم کی مصیبت و تباہی اور ذلت اٹھانے کے باوجود ـــ گلبرگہ

بلدہ حیدرآباد، آرمور اور دوسرے مقامات پر ـــــ دھڑا دھڑ پاکستانی جھنڈا لہرائے چلے جا رہے ہیں اور پولیس اس قدر ناکارہ اور نکمی ہے کہ انھیں پکڑ بھی نہیں سکتی۔ "جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی پاپوش میں کرن لگائی آفتاب کی"۔ جھوٹ بولنے اور تہمت باندھنے کے لئے بھی کچھ سلیقہ چاہئے اور ان بے مغز افترا پردازوں کو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا۔

صورت واقعہ یہہ ہے کہ حملہ یکطرفہ ہو رہا ہے۔ مسلمان پٹ رہے ہیں ان کے مکان اور دوکانیں جل رہی ہیں۔ لیکن گرفتار ہونے والوں میں مسلمان ہی ہیں حکومت حیدرآباد کو یہ بات تو معلوم ہو جاتی ہے کہ نظام حیدرآباد کی دولت غیر ملکوں میں جا رہی ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پاکستانی جھنڈا کون لہراتا ہے۔

حکومت پاکستان بری تھی لیکن اس نے مشرقی بنگال کے ایک دو فساد کے بعد ہی وزارت برطرف کر دی تھی کیا حکومت ہند اپنا فرض ادا کرے گی؟ (ماخوذ "پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں")

وزیر اعلیٰ بی رام کشن راؤ کے نام کھلا خط ایک زمانہ تھا جب آپ کانگریسی ہونے کے باوجود نظام حیدرآباد کے اقتدار اعلیٰ کا کلمہ پڑھتے تھے، انقلاب کیا آیا سب باتیں فراموش کر دی۔ (اکتوبر ۱۹۵۴ء "پیام مشرق" میں محترم ایڈیٹر کا وزیر اعلیٰ حیدرآباد کے نام پیغام کا اقتباس)

شری رام کشن راؤ جی۔ آداب ـــ سنا ہے کہ آپ اچھے آدمی ہیں لیکن وہ دن آپ بھولے نہ ہوں گے جب سابق وزیر اعظم حیدرآباد کی کوٹھی کا طواف فرمایا کرتے تھے۔ اور وزیروں کی کوٹھیوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے ایک زمانہ وہ تھا جب آپ "کانگریسی ہونے کے باوجود نظام حیدرآباد کے اقتدار اعلیٰ اور حاکمانہ حیثیت کا کلمہ پڑھتے تھے"

اور حیدرآباد کی کوئی آئینی تشکیل جس میں نظام کا اقتدار اعلیٰ نہ تسلیم کیا گیا ہو آپ کے نزدیک قابل اعتنا نہ تھی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد انقلاب کیا آیا کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے سب ہی باتیں فراموش کر دیں آج نظام بھی اس حیدرآباد میں کوئی چیز نہیں جس کے در و دیوار آصف جاہوں کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں، آج حیدرآباد کے مسلمان بھی کوئی چیز نہیں جن کا تازہ گرم اور لال خون حیدرآباد کے ایوان عظمت کا نقش و نگار بنتا۔

انقلاب ہر جگہ اور ہر ملک میں ہوتا ہے لیکن تاریخ کی زندگی بخش اور صحت بخش یادگاریں اس طرح نہیں مٹائی جاتیں جس طرح حیدرآباد میں مٹائی جا رہی ہیں۔ راؤ صاحب اگر اقتدار کا نشہ کسی کو ایک پوری قوم سے انتقام لینے پر آمادہ کر دے تو آسمان والوں کو بھی غصہ آجاتا ہے اور اس کے بعد ایسی لوٹ پلٹ ہوتی ہے کہ نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔

مسلمانان حیدرآباد ایک شاندار ماضی کے حامل ہیں اور "یہ ماضی کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتا" وقت کے اشارے کہہ رہے ہیں کہ دیوار کے جلی عنوانات آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پڑھئے ورنہ لہو پکارے گا آستیں کا۔ ایڈیٹر"

دورِ ماضی ۹ ستمبر ۱۹۳۸ء اسٹیٹ کانگریس کمیٹی کا اعلان ہم یہ صاف طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کا انڈین نیشنل کانگریس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور کسی بیرونی ادارہ سے خواہ سیاسی ہو یا مذہبی کوئی واسطہ نہ رہے گا۔ اہم بات جس پر کمیٹی زور دینا چاہتی ہے کہ یہ ادارہ تاج آصفی کے ساتھ مخلصانہ اور وفادارانہ عقیدت مندی کے اساس پر قائم ہے۔ اور اس کے لئے ہمیشہ مساعی رہے گا کہ شاہ ذی جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے اقتدار و وقار میں اس ریاست ابد مدت کے عجب جاہ و حشم میں روز افزوں اضافہ ہو۔

(ماخوذ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کی تاریخ از جی راما چاری (اقتباس)

مملکت آصفیہ اسلامیہ حیدرآباد پر پولیس ایکشن کے نام سے انڈین یونین کا فوجی حملہ

صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی محب وطن کا مجاہدانہ کردار ۔ مختصر خاکہ

مجلس کا قیام پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانوی ہند میں سیاسی ہلچل پیدا ہو چکی تھی جبکہ حیدرآباد دکن ایک خوشحال و خود مختار آزاد حکومت کی حیثیت سے محفوظ پرامن دیگر اقطاع ہند کے ہنگاموں سے الگ تھلگ۔ قومی اتحاد اور ہندو مسلم میل ملاپ کا خوبصورت گلدستہ تھا۔ جس طرح سمندر کی طوفانی موجیں جزیرہ کے کنارے سے ٹکراتی رہتی ہے اسی طرح ہندستان کے علاقوں کی تحریکوں اور شورشوں نے ۱۹۲۴ء سے یہاں بھی اپنا سایہ ڈالنا شروع کیا۔ اور حیدرآباد کے پرامن ماحول اور مذہب المثل ہندو مسلم اتحاد پر بیرونی فرقہ پرستوں کی نظر اور شدھی سنگٹھن کی تحریک بجلی بن کر گری جس کی وجہ سے یہاں کے دردمند مسلمانوں نے مملکت حیدرآباد کے بے فکر اور خواب غفلت میں پڑے ہوئے منتشر اور بکھرے ہوئے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی تدبیریں کیں۔ چنانچہ مجلس اتحاد المسلمین کا قیام ان سی محرکات و جذبات کا نتیجہ تھا جس کا پہلا جلسہ مشاورت ۱۹۲۸ء میں منعقد ہوا اور کچھ عرصہ بعد ۴ بہمن ۱۳۳۸ف مطابق ۱۹۲۹ء کو مجلس اتحاد المسلمین کا باضابطہ قیام عمل میں آیا۔

قائد ملت کی مسیحائی اور جب دھیرے دھیرے ہند کے سیاسی حالات دھماکو ہوتے گئے اور حیدرآباد کے مسلم اقلیت کی عظمت اور آزادی پر شمالی ہند کی للچائی ہوئی نگاہیں پڑنے لگیں جس نے حیدرآباد کے مخصوص ماحول میں بھی نیا موڑ پیدا کیا اور دیکھتے دیکھتے ۱۹۲۹ء میں مملکتی مجلس اتحاد المسلمین مسلمانوں کے سیاسی مسائل کا اہم اور واحد نمائندہ پلیٹ فارم بن گئی ــــ عاشق رسول قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کی خداداد بصیرت اور مسیحائی نے سرزمین دکن کو "ایک نیا رنگ اور آہنگ" عطا کیا۔ حضرت قائد ملت شہید کی آواز میں بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج پنہاں تھی۔ ان کی آتش نواؤں میں

زندگی کا پیغام تھا اور ان کی آواز میں پژمردگی کے لئے شادابی اور نا امیدی کے لئے بہار جاوداں کی بشارت تھی جس نے خواب غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو چونکا دیا، ملک کا نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ اور ہر فرد اس مقناطیسی آواز کی طرف لپکا

صدیقی ایثار مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب کا شمار بھی ان ہی فدائیوں اور جانبازوں میں ہوتا تھا جنھوں نے وطن اور ملت کی حفاظت کے لیے اپنے عیش و آرام کو تج کر ایثار و قربانی کے خارستان پر خطر میں برہنہ پا دوڑنے کی پرانی رسم کو تازہ کیا۔ اسی لئے مولوی قاسم رضوی صاحب کو بطل جلیل قائد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں شمار کیا جاتا تھا جو اتحادی حلقوں میں گروہ مخلصین کے نام سے مشہور تھا۔ ۱۳۵۸ ہجری میں پیکر اسلام قائد ملت نواب بہادر یار جنگ جب متفقہ مملکتی مجلس اتحاد المسلمین کے صدر منتخب ہوئے تب سے محترم رضوی صاحب مملکتی مجلس کی عاملہ کے معزز رکن و قائد تھے۔ مولوی سید محمد قاسم رضوی صاحب کی شہرت در صوبہ گلبرگہ کے اس تاریخی جلسہ سالانہ مملکتی مجلس سے ہوئی جس میں آپ نے ملی مفاد، ملی صیانت اور فلاح قوم و دار السلام کے لئے مملکتی مجلس اتحاد المسلمین کے حق میں اپنی جملہ منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کو جو لاتور میں تھی وقف کر دیا آپ کا یہ کارنامہ کوئی معمولی نہ تھا آپ کے "صدیقی" کردار کے اس تاریخی ایثار و قربانی کی خبر بوئے گل کی طرح ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی جس وقت محترم قاسم رضوی نے اپنے پورے اثاثہ زندگی کو ملت کے حوالہ کیا ہے وہ منظر بڑا ہی درد انگیز اور سبق آموز تھا جب آپ نے مکان، ملکیات، اپنے اور بیوی بچوں کے کپڑے و زیور، گھر کے برتن، پیشہ وکالت کی کتابیں اور نقدی رقم جو بنک اور گھر میں جو کچھ موجود تھی سب کچھ قوم کے حوالہ کر دیا جن لوگوں کو مجاہد اسلام قائد ملت نے ان چیزوں کا جائزہ حاصل کرنے کے لئے بھیجوایا تھا وہ اب دید ہو گئے جب انہوں نے دیکھا کہ "اس ایثار و قربانی کے پیکر" نے اپنا دن رات کی محنت سے جمی جمائی زندگی کے سارے ساز و سامان کو اس طرح خوشی خوشی قوم کی راہ میں نچھاور کر دیا جیسے زندگی کی سب سے بڑی خوشی اس راہ میں سب کچھ لٹا دینے میں ہے۔ فاروق اعظم کے شیرانی لسان الامت نواب بہادر یار جنگ

صدر ملکتی مجلس نے اس ایثار و قربانی سے متاثر ہو کر اور مسلمانان ملک کے تڑپتے ہوئے جذبات محبت و عقیدت کا پاس کرتے ہوئے محترم سید محمد قاسم رضوی کو اس تاریخی جلسہ میں "صدیق دکن" کے معزز و مفتخر خطاب سے نوازا تھا۔

حملہ کے لئے مجاہد کے خلاف پروپگنڈہ | صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی ۱۹۴۶ء میں ملکتی مجلس کے صدر منتخب ہوئے آپ نے جو بڑی سے بڑی قربانی ملک و ملت کے لئے خندہ پیشانی سے پیش کی اس کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا یہ اور بات ہے کہ "جو تلوار کے میدان میں شکست کھا جاتا ہے اس کو قلم کی دنیا میں بھی شکست خوردہ ہی قرار دیکر اس کی خوبیوں کو گھناؤنی کفن میں لپیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے" یہی کچھ اس مجاہد صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی صدر ملکتی مجلس اتحاد المسلمین کے ساتھ بھی پیش آیا۔ حیدرآباد پولیس ایکشن کے نام سے فوجی حملہ کے لئے جواز پیدا کرنے اور فضا ہموار کرنے کی خاطر غرض مند حلقوں نے جن کی نظر میں حیدرآباد کی آزادی و مسلم اقتدار کی عظمت ایک عرصہ سے خار بن کر کھٹکنے لگی تھی تنکے کو تاڑ، رائی کو پہاڑ، سایہ کو بھوت بنا کر اور حب الوطن رضاکاروں کی فرضی دہشت انگیزی کا خود ساختہ ہوا کھڑا کر کے اس مرد مجاہد کے خلاف اس قدر متواتر اور منظم پروپگنڈہ کیا کہ یہاں سے دہلی تک سادہ لوح ذہن پر محترم قاسم رضوی کی ڈراونی تصویر اتر گئی (جس طرح سلطان ٹیپو شہید کے خلاف انگریزوں نے پروپگنڈہ کیا تھا کہ انگریز خواتین اپنے بچوں کو ٹیپو سلطان کا نام لے کر ڈرایا کرتی تھیں) حالانکہ مخالف بھی ان کے اس جوہر کے ثنا خواں تھے اور یہ کہ "سید محمد قاسم رضوی ایک نڈر بے باک اور مخلص لیڈر تھے" جس نے حق و صداقت کے آگے کسی سیاسی مصلحت سازی کو کبھی ترجیح نہیں دی جس کا دل "بلا لحاظ مذہب و ملت اہل ملک کی محبت کا سرغزار تھا" جو کسی کے معمولی دکھ درد کو بھی سن سکتا تھا نہ برداشت کر سکتا تھا۔

عدل فاروقی | ضلع ناندیڑ قصبہ قندھار کے تحت "لوہا" ایک مشہور موضع ہے (جواب مہاراشٹرا میں ہے) اس موضع میں پولیس ایکشن سے پہلے جبکہ انڈین یونین سے تعلقات کشیدہ تھے چند رضاکاروں اور پٹھانوں نے اس ٹولی کی تلاش میں جو بم سازی

کوتی اور مسلم بستیوں کو لوٹ لیتی تھی حملہ کر دیا جس میں دو آدمی مارے گئے اور چند راہگیر لوٹ کا شکار ہوئے تھے۔ مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی بہ ذات خود مقام واردات پر پہونچ کر نہ صرف اس موضع کے رضاکاروں اور لیڈروں کو پولیس کے حوالہ کیا بلکہ اس موضع کی مجلس کو ختم کر دیا اور اس کے صدر مولوی اخلاق حسین زبیری ایڈوکیٹ (مولوی یاسین زبیری وزیر حکومت مقامی کے چچا) جیسے اہم قدیم اور مضبوط لیڈر کو عہدے سے الگ کر کے ضلع کے مددگار مہتمم پولیس کو بھی معطل کرا کے دم لیا جس دن وہ لوہاگاؤں پہونچے ہیں۔ جمعہ کا دن تھا رضاکار قائد قاسم رضوی نے یہ کہکر وہاں نماز جمعہ ادا نہیں کی کہ میں ظالم بستی میں نماز نہیں پڑھوں گا اور قندھار پہونچ کر ظہر کی نماز قصر ادا کی۔ جس وقت صدر محترم موضع لوہا پہونچے تو وہاں کے مسلمانوں نے مصافحہ کے لئے اس مرد مومن کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس مجاہد نے یہ کہکر میں ظلم سے ہاتھ نہیں ملا سکتا مصافحہ نہیں کیا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ "اس ہستی کے دل میں عوام اور خاص کر ہندو برادران وطن کی ہمدردی کا کتنا عظیم جذبہ موجود تھا" حالانکہ وہ زمانہ مسلمانوں کے صبر و حوصلہ کے لئے بڑا ہی آزمائشی تھا۔

پولیس ایکشن سے قبل شہر انگیزی جبکہ انڈین یونین نے حیدرآباد کی مکمل ناکہ بندی کر دی تھی پٹرول ادویات اور دیگر تمام اشیائے ماتحتاج روک دئے گئے تھے طیاروں کی پرواز اور تمام رسل و رسائل بند کر دئے گئے تھے اور چند گم کردہ راہ لیڈروں کی سازش سے بہت سے شہر پسند عناصر حیدرآباد سے نکل کر انڈین یونین کے سرحدی علاقوں میں جمع ہو گئے تھے اور وہاں سے فوج اور پولیس کی مسلح لوٹیوں کو ساتھ لے کر ایک طے شدہ منظم منصوبہ کے تحت مملکت حیدرآباد کے سرحدی علاقوں پر چھاپے مارتے چنانچہ ضلع عثمان آباد کے علاقہ "ناگج" پر حملے میں کئی مسلمان مرد عورتیں بچے شہید ہوئے ناندیڑ کے علاقہ "عمری" میں بنک کو لوٹا گیا جس میں کئی آدمی مارے گئے۔ (اسٹیٹ کانگریس کے لیڈروں کی قیادت میں اسی طرح ہر جگہ مسلح دھاوے کئے جاتے تھے ان تخریبی حملوں میں لوٹ قتل و غارت گیری کا نشانہ ان علاقوں کے غریب اور دیہاتی

مسلمان تھے جن کی تباہی و بربادی کی اطلاع کی وجہ سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا لیکن اس اشتعال انگیز ماحول میں بھی اس مرد حق پرست نے ملک کے ہندوؤں کے خلاف کسی جذبہ نفرت کو پیدا ہونے نہیں دیا۔ حد یہ کہ پولیس ایکشن کے دوران کی مدت میں جبکہ مسلم رضاکار انڈین یونین کی طاقتور فوج سے مگرے رہے تھے کاٹ کے کتنے ہی نوجوان و رضاکار وطن کی آبرو کے لئے جذبہ حریت میں سرشار ہو کر نہتے (چونکہ رضاکاروں کو سازش کے تحت محاذ پر ناکارہ ہتھیار اور گیلی بارود دی گئی تھی) "توپوں" اور "دیابوں" سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے۔ مگر اندرون ملک کسی شہری یا دیہاتی ہندو کی کسی رضاکار محب وطن کے ہاتھوں نکسیر تک نہیں پھوٹی"

قائداعظم کی رحلت اور حملہ: حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی اچانک رحلت اور تدفین کے دوسرے ہی دن ۱۳/ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جبکہ پوری ملت اسلامیہ دکن رنج و غم میں ڈوبی تھی بغیر اعلان جنگ کے انڈین یونین نے حملہ کر دیا اور حیدرآباد کے سرحدی اضلاع پر شدید بمباری شروع کر دی پولیس ایکشن کے نام سے اس فوجی حملہ میں "مملکت حیدرآباد کی فوجوں کے کمانڈر میجر جنرل عیدروس اور شاہی درباریوں کی غداری اور سازش سے (جو کنگ کوٹھی اور "ڈکشا سدن" میں ہوئی)

۱۷/ ستمبر ۱۹۴۸ء کو انڈین یونین کی فوجوں کا قبضہ حیدرآباد دکن پر ہو گیا اور اس طرح دکن میں سات سو سال سے زاید قدیم مسلم دور حکومت اور مملکت آصفیہ اسلامیہ کی دو سو سالہ عظیم الشان آزادی و خود مختاری ختم ہو گئی۔

سرزمین دکن کی سپوت محترمہ سروجنی نائیڈو آزادی ہند کی رہنما و قومی لیڈر سقوط حیدرآباد کی اطلاع پر یہ کہتے ہوئے رو پڑی کہ میرے وطن کی آزادی ختم ہو گئی۔

پولیس ایکشن کے بعد قتل عام: پولیس ایکشن کے بعد لاکھوں مسلمان بعض بنیاد کی قربان گاہ پر چیر پھاڑ کر بھینٹ چڑھا دیئے گئے۔ جمعیت العلماء جیسی قوم پرست اور کانگریسی جماعت کی محتاط سروے رپورٹ کے مطابق جو وزیر اعظم ہند کو

پیش کی گئی "۶۵" ہزار سے زیادہ اور عام اندازہ کے مطابق تقریباً ۵ لاکھ مسلمان پولیس ایکشن کے بعد کی قتل و غارتگری میں شہید کیے گئے۔

اور تو اور جس موقع کے حادثہ پر مجاہد اعظم سید محمد قاسم رضوی صدیق دکن نے فوراً سخت قدم اٹھا کر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا اور کرایا تھا۔۔۔ "وہیں پولیس ایکشن کے بعد قندھار تک کئی میل طویل سڑک کے دونوں طرف "مظلوم مسلمانوں کی کٹی ہوئی لاشیں" چیل کوؤں کی غذا بن رہی تھی" قتل عام کے حادثات حیدرآباد کے علاقہ مرہٹواڑہ اور کرناٹک میں بہت زیادہ تلنگانہ میں نسبتاً کچھ کم پیش آئے مگر لوٹ مار غارت گیری، عصمت ریزی اور تباہی و بربادی کے واردات اضلاع، تعلقہ جات اور قصبات و دیہات میں ہر طرف پیش آئے اور ہر مسلمان پر رضا کار کا شبہ ظاہر کر کے اندھا دھند گرفتاریوں کا طویل سلسلہ قائم کر دیا گیا۔

پنڈت سندر لال جی کے سوا کسی غیر مسلم لیڈروں کی آنکھ سے بے کسی کے ان دردناک نظارے پر آنسو تک نہیں نکلا جن کو پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند نے مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورہ پر تحقیقات کے لئے حیدرآباد بھیجوایا تھا (جن کی اہم انگیز رپورٹ کو وزیر داخلہ ہند سردار پٹیل نے برف دان کے حوالے کر دیا) پنڈت سندر لال نے ریاست کے دورے میں مشاہدہ کرنے کے بعد بیان کیا کہ "میں بادیوں کو لاشوں سے پٹا ہوا پایا ہر جگہ تباہ و برباد حال بیوہ ہیں، یتیم بچے، اجڑی ہوئی بستیاں نظر آئیں اور ضلع بیدر کے علاقہ "اودگیر" کی ندی میں انسانی خون اور پانی ایک ہو کر کئی دن تک بہتا رہا۔

<u>گرفتاری و کردار کا منظر</u> ہر ایمجر جنرل جے این چودھری کی سرکردگی میں انڈین یونین کی فوج کے حیدرآباد پر عملی قبضہ سے قبل محترم سید محمد قاسم رضوی صدر حکومت نے "سدنی کاٹن" کے تاریخی طیارے کے ذریعہ پاکستان لے جانے کا انتظام پورا کر لیا تھا۔ مگر اس مجاہد نے عظیم اسلامی کردار اور اخلاقی بلندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم کو اس خونی منجدھار میں چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے چپکے سے فرار ہونے کو سختی سے

ٹھکرا دیا جبکہ بعض لوگ اسی طیارے سے چلے گئے اس کے تیسرے دن ۱۹ دسمبر ۱۹۴۸ء کو آپ گرفتار کر لیئے گئے۔ مجاہد اعظم فیلڈ مارشل سید محمد قاسم رضوی نے اپنی گرفتاری کے بعد ملٹری حکومت سے ڈنکے کی چوٹ کہہ دیا کہ ملک میں جو کچھ ہوا اس کے تنہا ذمہ دار وہ خود ہیں "جو سزا حکومت چاہے مجھے دے مگر کسی اور کو ان واقعات کی پاداش میں مبتلا آلام نہ کیا جائے۔" آپ نے عام گرفتار شدہ رضا کاروں کی جیل میں بدحالی کے پیش نظر اے کلاس قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ پر کئی فرضی الزامات عائد کئے گئے خصوصی عدالت فوجی ایریا "تلمگیری" میں مقدمہ قتل دو فرضی گواہوں کو گواہ معافی یافتہ سرکاری بنا کر چلایا گیا تھا۔ اس مقدمہ میں جج مسٹر پنٹو کے حکم "سزائے موت" کو بھی اس مجاہد نے سینہ تان کر مسکراتے ہوئے سنا آپ کو جیل کی کال کوٹھری تھکڑی اور بیڑی کے بجائے "آڑے کھڑے ڈنڈے" ڈال کر بھی رکھا گیا جو بہت ہی خطرناک طاقتور عادی مجرموں کو برطانوی دور میں ڈالا جاتا تھا جس سے ٹخنے زخمی ہو جاتے تھے آپ نے اسیری کی نو سال طویل مدت میں ہر طرح کی بھیانک مصیبت کو خندہ پیشانی سے جھیل کر ثابت کر دیا کہ اس کے عزم و حوصلہ کو بڑی سی بڑی مصیبت بھی شکست نہیں دے سکتی۔ مسلمانوں کی اندھا دھند گرفتاریوں نے اس وقت ایک عجیب وحشت و سراسیمگی کا ماحول پیدا کر دیا تھا اس ظلم عام کے انسداد کے لئے محترم قاسم رضوی نے جیل میں مرن برت رکھا اور جب تک ملٹری حکومت نے یہ تیقن نہیں دیا کہ جن کے خلاف ثبوت نہ ہو ان کو رہا کر دیا جائے گا اور خصوصی عدالتوں کے ذریعہ محروسین کے مقدمات کی جلد یکسوئی کر دی جائے گی اس وقت تک آپ نے بہ جبر غذا استعمال کرنے اور "ہرنیا" کا آپریشن کرانے سے قطعی انکار کر دیا تھا حالانکہ مرض کی نوعیت "جان لیوا حد تک خطرناک ہو چکی تھی۔ اس وقت ملٹری گورنر مسٹر جے ین چودھری ہر طرح کی کوششوں اور دباؤ سے تھک ہار کر جیل میں ملک کے بڑے مشاہیر اور علماء کے ذریعہ اس مجاہد کو متاثر کرنے کی بہت کوشش کی مگر "عزیمت" کی یہ چٹان اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔

خاکی زندگی صدیق دکن سید محمد قاسم رضوی صاحب کی پیدائش ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء میں ایک متوسط گھرانے میں ہوئی علیگڈھ یونیورسٹی سے بی اے ایل ایل بی کیا وہ فوجداری کے ممتاز ایڈوکیٹ تھے اپنے ارادے کے اٹل دھن کے پکے تھے کافی غور وفکر کے بعد رائے قائم کرتے اور پھر اپنی رائے پہ پہاڑ کی طرح جم جاتے تھے سیاسی ہو یا خانگی وہ باچیت میں لگاؤ لپیٹ کے قایل نہ تھے جو رائے ہوتی اس کو ڈنکے کی چوٹ سنا دیتے جس کسی پر اعتماد کرتے پھر نوع اس اعتماد کا خیال رکھتے۔ آپ کی اس اخلاقی خوبی اور سیاسی خامی کی وجہ سے پولیس ایکشن میں شکست حیدرآباد کی سازش کامیاب ہوگئی (جس طرح قطب شاہی آزادی کو عبدالرزاق لاری جیسے وطن پرست مجاہد کی بہادری بھی غداروں کی سازش سے بچا نہ سکی) اور جن پر بھروسہ تھا وہی پتے ہوا دے کر آگ لگانے کا باعث بنے اور بے دردوں نے اس کے ہونٹوں سے زہر کا پیالہ لگا دیا۔ مختصر یہ کہ قائد وفکار محترم قاسم رضوی سیاسیانہ اسپرٹ رکھنے کے باوجود ملکی و ملی اور سیاسی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے وہ حکومتی نظم ونسق میں دین اور سیاست کے امتزاج کو ضروری سمجھتے تھے دارالاقامہ اور کتب خانہ کی تحریک ان کے ابتدائی زندگی کے کارناموں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے، نادار طلباء اور مستحقین کو ہمیشہ رقمی امداد دیا کرتے تھے۔ بہ حیثیت مشہور شاعر ان کا مقام اس لئے متعین نہ ہو سکا کہ قومی خدمات کے ہنگامہ آفرین ماحول میں شوق سخن چھوڑ دیا تھا۔ ان کی تقریر اور تحریروں میں بلا کا جوش اور روانی ہوتی تھی غوغائی مجمعوں پر قابو پالینا ان کا خاص جوہر تھا اور گفتگو میں یقین کی روح بولتی تھی۔ ان کے خوئے دل نوازی کا یہ عالم تھا کہ معمولی رضاکاروں کے دکھ درد میں بھی برابر کے شریک رہتے سفر میں ساتھیوں کا خاص خیال رکھتے اور ان کے کام میں ہاتھ بٹاتے تھے۔

قائد محترم رضوی صاحب میں خاص بات یہ تھی کہ وہ ہمیشہ

باوضو رہتے اور تلاوت قرآن و نماز سے غیر معمولی شغف رکھتے تھے اکثر قرآن گلے میں حمائل رہتا تھا جب وہ تفسیر قرآن، سیرت پاک اور کلام اقبال کا مطالعہ کرتے تھے ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور تھوڑی دیر کے لئے ماحول سے بے خبر گم سم ہو جاتے۔ ان کی آواز میں ایک خاص کھنک تھی بات کا ایک خاص انداز تھا۔ "آپ کے دل کے کسی گوشہ میں بھی ہندو برادران وطن کے لئے نفرت اور بدخواہی نہیں تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کی قیادت میں ہزاروں غیر مسلم بھی رضاکار تھے اور آپ پر اعتماد کلی رکھتے اور ملک و قوم کا محافظ سمجھتے تھے"

ان دنوں جب کہ ملک کو فوجی تصادم کا اندیشہ لگا ہوا تھا رضاکاروں کے ڈریس اور ہتھیاروں کی فراہمی اور دیگر کئی امور درپیش تھے۔ اس وقت میں (مظہر الدین) نے بہ حیثیت سالار رضاکار اپنے حلقہ نامپلی کے علاقہ لال ٹیکری کے بعض رضاکاروں کی جانب سے چند ہندو برادران وطن سے چندہ وصول کرنے کے غلط اقدام کی طرف صدر محترم مجاہد اعظم کی توجہ مبذول کرائی تو آپ نے فوری طور پر پریس نوٹ اور مجلس کی تمام شاخوں کے نام گشتی جاری کر کے "ہندو بھائیوں سے چندہ وصول کرنے کی سخت ممانعت کر دی" البتہ آپ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے تھے جو مذہب کی آڑ میں حیدرآباد کی آزادی و خود مختاری کو متاثر کرنا چاہتے تھے۔

رہائی اور ہجرت: ۱۱ ستمبر ۱۹۵۷ء کو مجاہد اعظم کی رہائی کے دن ان کے استقبال کے لئے آپ کے مشیر قانونی مولوی زاہد علی کامل ایڈوکیٹ، مولوی مرزا امام بیگ رونق مرحوم ایڈیٹر دکن نیوز اور میں (مظہر الدین) پونہ کے مشہور "ایروڈا" جیل پہونچے (جس میں انگریزوں نے گاندھی جی کو قید رکھا تھا) نو سال بعد جب آپ ایروڈا جیل سے باہر نکلے اور مجھ پر نظر پڑی تو اپنے مخصوص انداز میں مسکرا کر ہاتھوں کو پھیلا دیا میں بے اختیار سلوٹ کر کے ایک بے خودی کے عالم میں دوڑ کر بغلگیر ہو گیا اور دیکھا کہ باختصاص سزا کی طویل مدت میں آپ کے بال سفید ہو گئے ہیں مگر عقابی آنکھوں

میں وہی چمک تھی اور گفتگو کے تیور میں بھی وہی انداز مجاہدانہ تھا "جیل کے باہر انٹرویو اور رپورٹنگ کے لئے آئے ہوئے تمام ہندستان کے بڑے اخباری نمائندے اور فوٹو گرافر بھی آپ کی مقناطیسی شخصیت سے متاثر نظر آرہے تھے" آپ کے اہل وعیال پاکستان پہلے ہی منتقل ہو گئے تھے۔ ریاست حیدرآباد کے چیف منسٹر مسٹر بی رام کشن راؤ وزیر داخلہ مسٹر ڈگبر راؤ بندو نے محترم قاسم رضوی صاحب سے جیل میں ملاقات کر کے آپ کی قبل از وقت رہائی کے لئے یہ شرط پیش کش کی تھی کہ وہ پاکستان چلے جائیں مگر آپ نے حکومت کی اس شرط پیش کش کو ٹھکرا کر اپنی باشقت سزا کی بھیانک مدت کو پوری کیا۔ اور جس طرح ماضی میں مجاہد حریت عبدالرزاق لاری نے زوال حیدرآباد کے بعد ترک وطن کر کے ہجرت[1] کی تھی اسی طرح مجاہد حریت محترم سید محمد قاسم رضوی ختم مدت پر قید سے رہائی کے بعد ۱۸ ستمبر ۱۹۵۷ء کو پاکستان ہجرت کر گئے اور وہیں ۱۵ جنوری ۱۹۷۰ء کی صبح جان جاں آفریں کے حوالے کیا۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۸ جنوری ۱۹۷۰ء — مظہر ملت "محمد مظہر الدین"

ماخوذ "پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں"

---

[1] حیدرآباد دکن کی تسخیر کے بعد شہنشاہ ہندوستان "اورنگ زیب" نے دکن کے مجاہد عبدالرزاق لاری کی بے مثال حب الوطنی سے متاثر ہو کر (جس نے حیدرآباد کی آزادی کی حفاظت کے لئے ہندی فوجوں سے جنگ کی تھی) یہ پیغام دیا کہ۔ اگر تم ہماری اطاعت کرو اور ہماری حکومت کے وفادار رہو تو ہم تمہارے قصور معاف کر کے تم کو اعزاز و مناصب عطا کریں گے۔ لیکن اس مرد حر نے فاتح حکومت کے اس پیش کش کو قبول کرنے سے صاف انکار کرتے ہوئے ہجرت کی خواہش کی اور بسر حلالت سے ہند کے شاہی پیغام کا یہ جواب دیا کہ۔ "جو شخص آزادی ملک میں پرورش پایا اور اس کا وفادار رہا ہو اور اس کی آزادی کی حفاظت کے لئے جس عالمگیر کی فوج سے جنگ کی ہو وہ اسی عالمگیری حکومت کی تعبداری و اطاعت گذاری ہرگز نہیں کر سکتا"

اس جواب سے شہنشاہ بہت برہم ہوئے اور حکم دیا کہ اس کو قید کر کے

میرے ہاں پہنچایا جائے لیکن فیروز جنگ نے بچ بچاؤ کیا۔ اور کچھ عرصہ بعد بیت اللہ جانے کی اجازت دی گئی تو وہ ہمیشہ کے لئے ترک وطن کر کے چلا گیا اور وہیں جان جان آفریں کے سپرد کی۔ اور عبداللہ خاں پنی جس نے ہند کی حکومت سے شرمناک ساز باز کر کے اپنے ملک سے غداری کی تھی، جب اعزاز و منصب کی آرزو میں شہنشاہ ہند کے حضور میں حاضر ہوا تو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے انتہائی بے رحمی اور نفرت سے کہا تھا۔

تم جیسے غدار کے لئے کچھ نہیں ہے "جو اپنے ملک سے غداری کیا ہو وہ ہمارے ساتھ بھی غداری کر سکتا ہے۔" ہماری نظر میں وہ قابل بھروسہ اور باعزت ہے اور اعزاز و منصب کا مستحق ہے جو اپنے وطن کی آزادی کے تحفظ کے لئے ہم سے جنگ تو کی، لیکن اپنی حب الوطنی اور وفاداری کا ثبوت دیا۔ (تاریخ گولکنڈہ)

Md. Mazharuddin
12-2-72, Murad Nagar,
HYDERABAD - 500 028, A. P.

مطبوعہ دائرہ پریس چھتہ بازار حیدرآباد اے پی

قیمت (۶) روپے

جون ۱۹۸۱ء

ملت کے با اعتماد و مخلص قائد محترم قاسم رضوی کا قید بامشقت کی بھیانک سزا سے رہائی کے بعد ہجرت سے قبل اعلان

۱۷ ستمبر ۱۹۵۰ء اجلاس شوریٰ ملکتی مجلس میں (جس میں آپ بحال اعتماد کی تجدید کی گئی راقم الحروف اجلاس میں شریک تھا۔)

میں چونکہ ترک وطن کر کے ہجرت کر رہا ہوں اور پاکستان کو اپنا وطن بنانے والا ہوں اس نوبت پر میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر میری دورِ صدارت علی میں یا دورانِ انقلاب یا زمانہ مابعد میں کچھ غلطیاں ہوئی ہیں تو ان کی تمام تر ذمہ داری میری[1] دوش پر ہے۔ خداوند قدوس مجھ کو معاف کرے۔ اور اگر ملت اسلامیہ حیدرآباد و وارا کین ملکتی مجلس اتحاد المسلمین اپنی رحمدلی دست قلب اور وسیع ظرفی سے مجھے قابل معافی پا کر معاف فرما دیں تو مشکور ہونگا۔ اور اگر نہ معاف کیا جائے تو چونکہ اخلاقی اور دینی تعزیر کے سوائے مجھے اور کوئی سزا نہیں دی جا سکتی اس لئے میں ملت کی ہر اخلاقی تعزیر کو بلا چون و چرا کے قبول کر لوں گا۔ اور دینی تعزیر کے حصول کے لئے جب خداوند قدوس کے سامنے حاضر ہوں گا تو اس کے حکم سزا کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں گا۔

میں ملت اور وارا کین ملکتی مجلس کا اپنی عمر قلیل کے دوران میں بھی اس اعتماد کلی کا جو مجھے عطا ہوا شکر ادا کرنے کے قابل نہیں۔ صرف خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھ کو ملت کے اعتماد کا حاصل بنایا۔ — مولف محمد منظر الدین

---

[1] انہی جذبات کا اظہار اس نیک دل مجاہد نے حیدرآباد پر ہندوستانی فوج کے قبضہ کے بعد اپنی گرفتاری پر ملٹری حکومت سے کیا تھا کہ "ملک میں جو کچھ ہوا ہے اسکے تنہا ذمہ دار وہ خود ہیں جو سزا حکومت چاہے مجھے دے مگر کسی کو ان واقعات کی پاداش میں مبتلائے آلام نہ کیا جائے۔"

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝

مطبوعات بہادر یار جنگ، ایمان و عمل کا عظیم سرمایہ، جس کا مطالعہ ملت کے ہر فرد کیلئے ضروری

مرتبہ: جناب نذیر الدین احمد
قائد ملت اکیڈیمی، چیلہ پورہ

کتابیں ملنے کا پتہ:
حسامی بکڈپو مچھلی کمان • سوپر سائنک کا پیکنگ سنٹر، دیوان دیوڑھی حیدرآباد لے، پی

"پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں"

مرتبہ: محمد مظہر الدین

معاصر "صدق جدید"، لکھنؤ کا تبصرہ

"حیدرآباد کے پولیس ایکشن پر اگرچہ ایک قرن سے بھی زائد مدت گزر چکی ہے۔ لیکن اس کے ایک عینی شاہد کے قلم سے یہ پُر الم داستان اب بھی کسی طرح پرانی نہیں ہوئی ہے اور ہر دردمند اس سانحہ عظمیٰ اور اس کے سلسلہ حوادث پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

ملنے کا پتہ:
خورشید پریس چھتہ بازار • مچھلی کمان و چار مینار کے بکڈپوز
و دیگر کتب فروش کے علاوہ
نیوز پیپرز ایجنٹس، حیدرآباد و اضلاع سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

——— حرف ٹائیٹل رفیق پریس

مجاہد حریت سید محمد قاسم رضوی صدیق دکن

جس نے جارحیت کے خلاف اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر وطن عزیز سلطنت اسلامیہ آصفیہ حیدر آباد دکن کی آزادی کے تحفظ کے لئے جنگ کی۔ لیکن درباری سازش اور غداری کی وجہ مدافعت کے پرخچے اُڑ گئے۔

بہادر یار جنگ کے سیاسی تقاریر اور دیگر مطبوعات بہادر یار جنگ

ایمان و عمل کا عظیم سرمایہ جس کا مطالعہ ملت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے

مرتبہ :- جناب نذیر الدین احمد

کتابیں ملنے کا پتہ { قائد ملت اکیڈمی چیلہ پورہ حیدرآباد پی
{ حسامی بک ڈپو مچھلی کمان حیدرآباد اے پی

"پولیس ایکشن کے خوفناک ماحول میں"

مرتبہ :- محمد مظہر الدین 5/=

معاصر "صدق جدید" لکھنو کا تبصرہ

"حیدرآباد پر پولیس ایکشن کو اگرچہ ایک قرن سے بھی زاید مدت گزر چکی ہے۔ لیکن اس کے ایک عینی شاہد کے قلم سے یہ پُر الم داستان اب بھی کسی طرح پرانی نہیں ہوئی ہے اور ہر درد مند اس سانحہ عظمیٰ اور اس کے سلسلہ حوادث پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

کتاب ملنے کا پتہ

حسامی بکڈپو مچھلی کمان، محمودیہ بکڈپو و کمرشیل بکڈپو چارمینار
خورشید پریس چھتہ بازار، مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد
سلیم بک بیورو عابد روڈ بس اسٹاپ اور دیگر کتب فروش حیدرآباد

"وی پی" اور "ہول سیل" کے لئے
حسامی بکڈپو مچھلی کمان کو لکھئے۔

(ٹائٹل فتح پریس)